

# **DAMAGE BOOK**

188326







OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٢٨ Accession No. ٧١٩٢  
Author عبد الباقي سببواني ح-ع ٦١٩٧  
Title صورة العبداء

before the date last marked below.



الْيَا قُوتُ الْمَرْجَانِ فِي ذِكْرِ عُلَمَاءِ سَهْوَان

SHARU BOOK DEPOT

المعروف

شيلبي بکری

Checked 1975

# حیوۃ العلماء

مولفہ

مولانا سید محمد عبدالباقی سہسوانی دام فیضہ

باہتمام کیسری داس سٹیڈیئر پرنٹرز

درمطبع فنی فوکل شو و قع کراچی

۱۹۲۲ء  
۱۳۴۰ھ





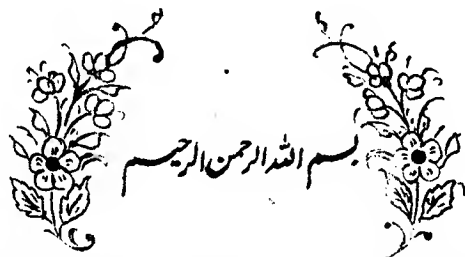
# فہرست مضامین کتاب حیلۃ العلماء سہسوان ضلع بدایون

صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ کتاب	۳۷	مولوی سید قدرت اللہ رحم
۲	سبب تالیف کتاب	۳۸	مولوی سید عبدالعلی رحم
۳	مناجات	۴۰	مولانا محمد حسن رحم
۵	تاریخی و جزا فیائی حالات	۴۱	مولانا مفتی سید ظہور احمد رحم
۱۰	آدم سادات کرام	ایضاً	مولانا حافظ سید اولاد احمد رحم
۱۴	ماخذ کتاب ہذا	۴۳	مولانا حضرت سید سراج احمد رحم
۱۵	مولانا محمد صدر الدین رحم	۵۲	مولوی سید نیاز احمد شہید رحم
۱۷	مولانا خواجہ سید محمد عطاء اللہ رحم	۵۳	مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ رحم
۱۸	مولانا مفتی سید ابو محمد رحم	۵۶	حکیم محمد بدر الدین فاروقی رحم
۱۹	نہر برمشیر ولایت خواجہ	۵۷	حکیم مولوی نیاز احمد فاروقی رحم
۲۰	مفتی سید نظر محمد رحم	۵۸	حکیم مولوی سید اسد علی رحم
۲۱	مولانا مفتی سید نور احمد رحم	ایضاً	مولانا سید محمد عبدالحمید رحم
۲۲	مولانا خواجہ سید آل احمد شاہ رحم	۶۰	حکیم مولوی سید اشتقاق حسین رحم
۲۳	تاج الادب حضرت مولانا	ایضاً	حکیم مولوی نور الحسن فاروقی رحم
۲۴	سید محمد تاج الدین حسن رحم	۶۱	حکیم مولوی سید الہی بخش رحم
۲۵	مولانا سید مبارز علی رحم	۶۲	مولوی سید نیاز حسن رحم
۲۶	مولانا خلیفہ معین الدین رحم	ایضاً	مولوی حکیم سید محمد یعقوب رحم

نمبر صفحه	مضمون	نمبر صفحه	مضمون
۶۴	مولانا سید امیر حسن محدث رح	۱۰۴	مولوی میر یاد علی رح
۷۰	مولوی سخاوت حسین رح	۱۰۵	مولوی سید عبدالعزیز شاه رح
۷۱	حکیم مولوی قاضی سید احمد حسن رح	۱۰۷	مولوی سید محمد نذیر رح
۷۲	حکیم مولوی امداد حسین زبیری رح	۱۰۸	مولوی سید پرورش علی سلمه
ایضاً	حکیم محمد مصطفیٰ علی صدیقی رح	۱۰۹	حافظ مولوی شیخ امیر حسن ثانی رح
۷۳	حضرت مولانا شاہ سید محمد سعید رح	۱۱۰	مولوی حافظ سید غلام جیلانی رح
۷۵	شمس العلماء حاجی مولانا	۱۱۱	مولوی حافظ میر احمد رح
۸۰	سید امیر احمد رح محدث	۱۱۲	شمس العلماء حافظ سید محمد امین سلمه
۸۰	برہان المتکلمین حاجی مولانا	۱۱۴	مولوی انعام حسین رح
۹۰	سید عبدالباری محدث رح	۱۱۵	مولوی خطیب محمد اسماعیل انصاری
۹۰	مولانا محمد بشیر محدث فاروقی رح	۱۱۶	ابوالفضائل سید آل محمد شاہ رح
۹۷	مولوی سید حفصہ راجہ رح	۱۱۷	مولوی حکیم سید عبدالواحد رح
۹۸	حاجی مولوی سید بسط احمد رح	۱۱۸	حکیم مولوی عبدالرشید فاروقی سلمه
۹۹	حکیم غوثید حسن فاروقی رح	۱۱۹	مولوی محمود حسن زبیری رح
۱۰۰	حکیم محمد نذیر فاروقی رح	۱۲۰	مولوی سید اسرار حسن سلمه
ایضاً	حکیم مولوی منظر علی فاروقی رح	۱۲۱	مولوی سید محمد الیاس سلمه
۱۰۲	حکیم محمد ضیاء الحسن فاروقی رح	۱۲۲	مولوی سید جمیل احمد سلمه
ایضاً	مولوی سید سلطان حسن رح	۱۲۳	مولوی محمد شاکر حسین نکت صدیقی
۱۰۳	حکیم مولوی سید محمد رح	۱۲۵	مولوی حکیم سید محمود عالم رح
ایضاً	حکیم انوار حسین صدیقی رح	۱۲۷	حکیم مولوی سید اعجاز احمد مجاہد سلمه

نمبر صفحه	مضمون	نمبر صفحه	مضمون
۱۳۳	مولوی محمد نذیر حسین فاروقی رح	۱۲۹	ست سعیدہ شفیقہ بیگم سلمہ اللہ
۱۳۴	مولوی قاضی سید اظہر علی سلمہ	ایضاً	ست عزیزہ بیگم سلمہ اللہ
۱۳۵	مولوی محمد تقی انصاری رح	=	گزارش مولف سلمہ کتاب ہذا
۱۳۶	مولوی سید خلیق احمد سلمہ	۱۵۱	ترجمہ احوال حضرت مصنف از
ایضاً	مولوی حکیم سید آغا علی رح		مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
۱۳۷	مولوی امیر احمد قریشی سلمہ	۱۵۹	نسب نامہ سادات مودود و حشمتیہ
۱۳۸	مولوی حکیم سید مظفر علی رح	۱	سسوان -
۱۳۹	ابو العلا مولوی سید نظر احمد سلمہ	۱۶۰	تقریظ منظوم حکیم مولوی
۱۴۰	مولوی سید افتخار احمد ساحر سلمہ		سید اعجاز احمد منبر سلمہ اللہ تعالیٰ
۱۴۱	مولوی سید مصباح الحسن سلمہ	از صفحہ ۱۶۱	قطعات تاریخی {
ایضاً	حکیم سید عقیل احمد سلمہ	تا صفحہ ۱۶۲	
۱۴۲	حکیم سید حفص الرحمن سلمہ	از صفحہ ۱	تقریظ علماء ربابت کتاب ہذا
ایضاً	حکیم محمد عبدالحفیظ خان سلمہ	تا صفحہ ۸	
بنامہ	التماس مولف کتاب ہذا	از صفحہ ۱	
۱۴۳	سیدہ عالمہ شمس النصار رح	تا صفحہ ۱۸	ضمیمہ بابت تحریم ربوا {
ایضاً	ست صالحہ لحاظ النصار رح	از صفحہ ۱۹	ضمیمہ بابت قصہ حضرت داؤد
۱۴۴	است الشریفہ سماءہ عفیفہ رح	تا صفحہ ۲۹	علی منبیا و علیہ السلام سندہ و ترجمہ {
۱۴۵	است المکرّمہ اشتیام النصار سلمہ اللہ	از صفحہ ۲۹	سناجات منظوم فارسی {
۱۴۸	است الذکیہ مصطفائی بیگم سلمہ اللہ	تا صفحہ ۳۲	از مولف کتاب حیوۃ العلماء -





فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ هَاتِ اللَّهُ  
وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا  
آیا بعد از قضاے شیت الی ۲۷ - ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری مطابق ۱۹ - نومبر ۱۹۱۱ء  
روز یکشنبہ سے لغایت ۲ - جمادی الاخریٰ ۱۳۳۱ ہجری و ۹ - مئی ۱۹۱۳ء روز جمعہ تک محفل  
لال باغ حضرت گنج شہر کھنویں میرا قیام رہا اس زمانہ میں وہاں کے اکثر نامور علمائے  
دو ایسے متقین کی مجالس مذاکرہ علمیہ میں بطور تفنن طبع شریک ہوتا تھا جیسے مشہور  
مقتداے قوم مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی جو خدمات قومی و مذہبی میں نمایاں کچس  
رکھتے ہیں اور حاجی مولانا شاہ عین القضاۃ صاحب جبکا زہد و تقویٰ اس دور آخرین  
غنیمت سمجھا جاتا ہے آپ کے ذاتی مصارف سے ایک مدرسہ تعلیم قرآن مجید و قرات  
و تجوید و علوم صرف و نحو و حدیث بڑے پیمانہ پر جاری ہے جس میں صد ہا طلبہ غیر مستطیع  
تعلیم پاتے ہیں اور انکے لئے قیام و خوراک و پوشاک کا انتظام بھی مدرسہ ہی کی جانب  
سے ہے جزا داد اللہ فیرا۔ اور گاہ گاہ محبت مکرم مولانا حکیم سعید عبدالحی صاحب ناظم

عہد میں حاتم الملک صفی الدین و جناب نواب سید محمد علی حسن خان صاحبہا درین اہل الملک و الاءاح حضرت مولانا نواب سید  
محمد صدیق حسن خان بہادر رحمہمغفور کی کوٹھی پر بوجہ مراسم قدیم تقیم رہا میں آنجناب کی قدر افزائی کا بدلہ ممنون ہوں۔ منہ  
عہد آپ نسبتاً ذیہ العبادین حضرت مولانا سید احمد شہید راے بریلوی کے ہم چین جو ۱۳۲۹ ہجری میں بمقابلہ راجہ  
رضیت اللہ جمادی سہیل اللہ میں شہید ہوئے حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل و مولانا محمد عبدالحی رحمہما اللہ بھی اسی مرکز  
میں آپ کے ہمراہ شہید ہوئے۔ سید اعجاز احمد صفی عنہ ۳۰

ندۃ العلماء کی صحبت علمی میں اتفاق شرکت ہوا آپ نے ایک مرتبہ بائبل سے تذکرہ اہل علم فرمایا کہ ہم نے علمائے ہند کا ایک مبسوط تذکرہ بزبان عربی لکھنا شروع کیا ہے آپ اپنے وطن سہسوان کے علمائے نامور کے حالات تحریر کر دیجئے تاکہ تذکرہ مذکورہ میں درج کیے جائیں سہسوان میں بکثرت علماء و فضلاء کا ملین گزے ہیں مگر انکا ذکر خیر کہیں تفصیل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا۔ میں نے ہر چند اپنی نادانگی کا خذر واقعی پیش کیا فرمایا جو کچھ حالات کم و بیش معلوم ہو سکیں وہی سہی۔ بحسن اتفاق دو مہینہ کے اندر ہی میرا وطن جانا ہوا اور اس خیال کو اپنے ساتھ لیتا گیا بعض اعزہ سے اس امر خیر میں امداد کا خواہاں ہوا مگر انھوں نے ایک نئے اعتنائی کے ساتھ روکھا سوکھا جواب دیا جس سے شوق و ارادہ میں کمی پیدا ہو گئی اسی حالت امید و یاس میں مخدومی مولوی سید ابن حسن صاحب دکنی منشی محمد فاخر حسین صاحب صدیقی فاخر خلص سے کچھ تذکرہ لکھا ہر دو صاحب نے میرے خیال کو نظر استحسان دیکھا اور سرسری طور پر کچھ یادداشتیں بزور قوت حافظ ایک ورق پر لکھا کر رہنمائی کی اور بعض مسودات غیر مطبوعہ کا پتا بتایا جن سے بہت کچھ مادہ تالیف کتاب راقم کے ہاتھ آیا پس اسی ورق کو اس عظیم الشان عمارت کا سنگ بنیاد سمجھنا چاہیے اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ افسر وہ طبیعت کا حوصلہ پھر تازہ ہو گیا اور اسی دن سے احوال علماء کی تلاش و جستجو شروع ہو گئی۔ مجھ کو فخر خاندان علامہ زمان غزیری مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ کا بزم یاد دہیہ ماثورہ صلح و سعادت شکر گزار ہونا چاہیے۔

یہ یہ ہر دو بزرگ عمر بھر ۹۶۹۶ سال مہرز و ساور میں داران نصیب سہسوان سے علمی مشاغل سے دلچسپی رکھنے والے تھے اول الذکر کے مختصر حالات غمناک تاریخ کتاب نمبر ۲۰ ہیں۔ سہ خزانہ ذکر ریختہ کے نام آور دیگر گو شاعر و منشی تھے شہسوار آبادی کے سربراہ تاز شاہ دین نہایت مستقل مزاج بختہ دفع خوش عقیدہ مسلمان ہیں کلام منفعت غزل میں اور مرعات مغنی سے مملو ہے کتاب قانون شریعت محمدی و دشرک و بدعت میں آپ نے تالیف فرما کر طبع کرائی یہ فیض صحبت اہل علم ہے۔ آپ کی وفات ۱۲۔ رجب ۱۳۵۰ ہجری مطابق ۱۳۔ مئی ۱۹۳۷ء بمکینہ وقت دوپہر ہوئی۔ نجات فاخر مادہ تاریخ فقہ طبع و قادم مولوی سید ابوالاحمد سلمہ ربہ ہے ۱۳۔

سید اعجاز احمد سہسوانی غفرلہ۔

جنھوں نے کمال محنت و غرقیزی بہت سے علمائے کرام کے حالات اجمالی و تفصیلی  
تحریر کر کے مقام بسولی ضلع بدایون سے میرے پاس قصبہ رالیسن علاقہ ریاست  
بھوپال میں بھیجے اس تحریر سے واقعی تصنیف کتاب کو بہت بڑی مدد ملی اور اسکی  
نتیجہ ہے کہ ایک سرسبز و شاداب جن آپ کے پیش نظر ہے اسکے سوا ترتیب و  
تہذیب کتاب میں بھی عزیز موصوف نے خاص حصہ لیا ورنہ چند علما کے مختصر و نامام  
وغیر مرلوب حالات کے سوا میں کیا لکھتا عافاہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الافات والحقین  
وَحَفِظَہُ غَشْرًا وَاھْلَ الْاٰخِرِ جَنان تک مجھے ممکن ہوا میں نے تحقیق و انکشاف حالات  
واقعیہ میں تفصیر نہیں کی تاہم اپنے جمل و تصور بشری کا اعتراف کرتے ہوئے  
عزیزان نیک نقش سے بادب و رجا استدعا کرتا ہوں کہ جو کچھ کمی و بیشی نا خواستہ  
ہو گئی ہو بہ نیک نیتی خود حاشیہ پر تحریر فرما دیں یا زمرہ علما و فضلا سے کسی بزرگ  
کا تذکرہ بسبب عدم تیسر حالات و درج کتاب ہونے سے رہ گیا ہو میرے لسان نقصان  
بشری پر محمول کر کے جدا گانہ بطور تہذیب و تمدن کتاب کر دیں بمضمون شعر ہے

اقبال گر حیرست و گر برینان	بنا چار حشوش بود در میان
عجب جوئی و نکتہ چینی سے معاف فرما میں گو فطرت انسانی کا اقتضایہ ہے۔ ۷	
صد نقش ہندواری و کس را نظری نیست	چون رفت خطائے ہمہ را چشم بر آنست
جن حضرات نے کوئی سوانح عمری لکھی ہے وہ خیال کر سکتے ہیں کہ ایک شخص کے حالات لکھنے میں کس قدر خون جگر کھانا اور دماغ سوزی کرنا پڑتا ہے چہ جائیکہ شہر آستی علما کے حالات جمع کرنا اور صحیح واقعات کو غیر صحیح سے بہ تحقیق و تنقید جدا کرنا ایمین	
۸ محمدی حضرت مولف دامن فیض نے تاریخ رای سین کمال تحقیق و جدید طبع تصنیف فرمائی ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگی ۱۲ سید شہزاد علی عفی عنہ۔	
۹ جب مسودہ تیار ہو گیا تو اکثر احباب و اعزہ کی پسند و جمید اصرار سے مستقل کتاب کی صورت میں بنا چاری طبع کرانا پڑا۔ ۱۳ منہ	



کیا کچھ مصائب کا سامنا نہوا ہوگا۔ سو اس کے مین سات سو میل پر وطن سے دور بھگکر یہ لکھ رہا ہوں تو کقدر دشواری ہوگی اُسپر طرہ یہ کہ کوئی صاحب عزیزان وطن سے میری کسی تحریر کا جواب حسب نشانین دیتے۔ مجھ کو اس قدر فرصت اور فکر معاش سے فراغ نہیں کہ ایک مدت کے لیے صرف اسی غرض سے قیام وطن اور مزید تلاش و تحس کتب و مستودات کے لیے بار بار سفر اختیار کروں اور خدمت ملازمت سے سبکدوش ہو جاؤں ناچار حالات و معلومات ما حاضر پر اکتفا کیا گیا۔ التماس۔ چونکہ علمائے مذکورین مین ایک گروہ اہل کمال کا فن شریف طب سے بھی موصوف نظر آیا اس لیے بعض ایسے خدائق و ماہرین طب کو بھی جلد دینا پڑی جو علوم عقلیہ و تعلیمہ مین کوئی خاص پایہ نہیں رکھتے کتب درسیہ رسمہ پڑھ کر فن طب کو باقاعدہ حاصل کیا اور نامور معالج و طبیب ہوئے ناظرین پُر تمکین بمطالعہ حالات خود تفہیق و امتیاز فرمالینگے۔ ہر چند کہ مین نے تلاش و تحس حالات علمائے متقدمین مین حتی الامکان کمی نہیں کی تاہم مجھ کو اعتراض کرنا ضرور ہے کہ بہت سے علمائے گرامی متقدمین کے حالات نہ لکھ سکا کیونکہ ان کے حالات مفصل و مجمل دستیاب نہوئے لہذا ان کے ذکر خیر سے مجبور رہا اگرچہ معبر بزرگوں سے اکثر متقدمین کی نسبت سنا کہ فلان فلان اپنے عصر مین بہ نامور عالم باعمل بن مگر ان کی نسبت کیا لکھنا ناچار ترک اولیٰ سمجھا علماء مذکورہ و متروکہ مین اکثر سیاسات تمدنی و مہمات ملکی و غیرہ مین بجد قابل و نامور تھے اور غزوات و جہاد کفار مین بڑی بڑی خدمات دینی و ملکی انجام دیں مگر انکا حال ہر جگہ لکھنا مکررات کا درج کرنا ہر ہذا اس سے اجتناب کیا الا ماشاء اللہ۔

## مناجات بحضرت محبوب الدعوات

یا آئی یا غفور یا رحیم خاص تیری بارگاہ اقدس و اعلیٰ مین عاجزانہ و مختصانہ دُعا

کرتا ہوں میں بندہ غاصی سیاہکار صرف تیری رحمت وسیع کا امیدوار ہوں مجھ سے کوئی طاعت و عبادت، بخلوص نیت نہیں ہوئی جس سے امید گلو غلاصی و مغفرت آخرت کر سکوں۔ اس ناچیز مسودہ کو جو تیرے عباد مخلصین و اولیائے متقین کا تذکرہ ہے تیری سرکار میں پیش کر کے تیری قبولیت اور عزت و حرمت دارین کا بیجی ہوں اس ہدیہ محقر کو زیور قبول سے مزیّن فرما کر مطبوع طبائع اولی العلم فرما اور اس مذنب خاطی کو محض اپنے و فور رحمت سے بخش دے کیونکہ میں تجکو وُھْدُ لَا تُرْکِبُ لَہُ بَصْدَقِ لَا ہانکا اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور تیرے بندہ خاص مقبول بارگاہ سرور کائنات حضرت خاتم النبیین و الرسل محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو رسول برحق مان کر اَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَاَوْسَرُ سُوْلَہُ کی بخلوص قاب شہادت دیتا ہوں اور اپنے نفس کو گنہگار ترین اُمت مرحومہ سمجھتا ہوں۔ میں تیرے اور تیرے بنی کے احکام کو فرض و سنت بے شک و لاریب واجب الاتباع جانتا ہوں تو بلاشبہ نمکتہ نواز غافر الذنب قابل التوبہ و ارحم الراحمین ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۱۸

حررہ محمد عبد الباقی غفرلہ سسوانی مقام رالین ریاست بھوپال ۲۵ جنوری ۱۹۱۲ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۳۱ھ۔

دیباچہ لکھنے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ سسوان کے تاریخی و جغرافیائی حالات مختصر طور پر قبل از مقصود درج کتاب کردوں جو کہ ناظرین والا شان کے لیے باعث ازدیاد بصیرت ہیں و باللہ التوفیق۔

## تاریخی و جغرافیائی حالات سسوان

سسوان ایک قدیم شہر قسمت بانس برہیل ملک روہیل کھنڈ صوبہ محاکم متحدہ آگرہ

وادھ میں بدایون سے ۲۵ میل جانب غوب واقع ہے ابتدا سے علمداری انگریزین  
 ایک مدت تک صدر ضلع رہا اور اب دفتر ضلع شہر بدایون میں ہے۔ پانسو برس  
 سے پہلے حالات بتانے کے لیے یہاں کی تاریخ بالکل خاموش ہے البتہ پیرائے کھنڈر  
 اور منہدمہ عمارات کے اونچے اونچے سر بلنگ ٹیلہ دیکھنے والوں کو انقلاب عظیم کا پتا  
 دیتے ہیں لفظ سسوان کی اصل حسب تصریح محققین سندسز باہن سے ماخوذ ہے اور  
 یہاں کے راجہ کا نام تھا جو پہلی صدی عیسوی میں خاندان راجہ ساہباہن سے۔ یہاں  
 حکمرانی کرتا تھا۔ بعض سنگین کتبے جو کُنہ عمارات کے کھنڈروں سے حاصل ہوئے  
 صد ہا سال قبل مسیح کا پتہ دلشان دیتے ہیں ابتدا سے عہد انگریزی میں بعض کتبے  
 محققین آثار قدیمہ نے کلکتہ بھیج دیے اور قدیم زبان کے ماہروں نے انکو پڑھا  
 کہا جاتا ہے کہ یہ مقام راجگان فوج و دہلی کا شکار گاہ و سیر گاہ تھا واللہ اعلم بالصواب  
 زمانہ ترقی اسلام میں آخر عہد سلاطین مغلیہ تیمور یہ تک یہاں حکام والا قدر جمعیت  
 فوج سوار و پیادہ متعین رہے ابتداً شیوخ زبیری و افغانہ شہر انظام ملکی و مزاری  
 کے لئے منتخب ہوتے رہے۔ عہد اکبری شہ ۹ ہجری میں قلیچ خان چوگان بیک  
 یہاں کا حاکم ذی اختیار تھا اُسی کے زمانہ میں ملا عبدالقادر مشہور مورخ  
 کا قیام کئی سال یہاں رہا۔ قدیم حکومت اسلامی کی ایک شاندار یادگار یہاں کا  
 وہ سنگین کتبہ ہے جو سکندر ثانی سلطان علاء الدین خلجی کے عہد میں تعمیر قلعہ عظیم  
 کا پتا دیتا ہے یہ خوشامتا تحریر بحروف بہت طفرائے خط ثلث ہے الفات مقصد  
 خطوط مستقیمہ طویلہ ہیں جو شل انگشتان کشیدہ متوازی نظر آتے ہیں تمام عبارت  
 ایک موٹی سطر میں ڈیڑھ گز طویل ہوگی یہ بتقراب صحن جامع مسجد میں پڑا ہے

لے یہ قلیچ خان چوگان بیک سورت و گجرات کا بھی صوبہ دار رہا ہے اس نے پرنسز لدون کو جو ہمیشہ  
 دریا میں ڈکیتی کیا کرتے تھے چند مرتبہ تباہ کیا ۱۲ تاریخ گجرات مولفہ شاہ خراب مست خاص  
 ابر شاہ۔ فارسی مطبوعہ ٹاپ آفنی۔ ۱۳۔

فاعتز وایا اولی الابصار۔ عبارت کتبہ نذر ناظرین ہے۔

بنائے این حصن رفیع الارکان از برائے مامن اہل ایمان نفسہ بان  
مجلس اعلیٰ خدا یگانہ زبدہ سلاطین جہان سایہ رحمان علاء الدین داد اللہ  
الواثق بنصر اللہ المجاہد فی سبیل اللہ ابو المظفر محمد شاہ السلطان  
ناصر امیر المؤمنین خلد اللہ ملکہ تارخ غرہ جمادی الاولیٰ روز جمعہ  
مبارک بسال ہفتصد سال از ہجرت نبی علیہ السلام والنتیجہ۔

ممکن ہے کہ منجھ سے حل عبارت میں لفظی تقدم و تاخر ہو گیا ہو کیونکہ سوا و خط  
بالکل غیر مانوس ہے۔ اب قلعہ کا نام و نشان صفحہ ہستی سے ہٹ چکا ہے مگر اب  
اسی سال پیشتر اندرون قلعہ کی شاہی مسجد کے آثار نمایاں تھے وہ مٹن بزرگ  
جن کی عمر نوے سال سے تجاوز ہے مسجد مذکور کی شکستہ فیصلین ریختہ دیواریں  
وہ درہ کنوان اور دروازہ قلعہ کے پڑانے کھنڈر بچشم خود دیکھنا بیان کرتے ہیں۔  
اب اسی کی بنیاد پر مسلمانان شہر نے جدید مسجد جامع نہایت عالی شان و خوش نما  
بصرت کثیرتہ ہجری میں تعمیر کی اور یکمال جد و جہد دو سال کے اندر تکمیل کو  
پہنچ گئی مگر افسوس ہے کہ تعمیر دروازہ ہنوز ناتمام ہے۔ بسعی ملک العلماء  
مولانا الحاج حضرت سید عبد الباقی صاحب سہوانی رحمہ اللہ قلعے مبلغ دو ہزار  
روپیہ والی ریاست بھوپال سے چند مین وصول ہوا۔ اس تعمیر بنظیر کی تاریخین  
شعراے نازک خیال نے بصنائع عجیبہ و غریبہ بکثرت لکھیں۔ ایک قطعہ تاریخ اردم

لے سلطان علاء الدین نے ۶۹۹ھ میں تخت نشین ہو کر اسی سال بدایوں پر فوج کشی کر دی سلطان کن لدین شاہ  
بدایوں جو جنگ شکست کھا کر بھاگ گیا سکندر ثانی قاجانہ داخل بدایوں ہوا جشن منایا گیا  
مین بھی مقیم رہا اسی زمانہ میں غالباً تعمیر قلعہ سہوان واقع ہوئی اور ستہ ۷ مین انجام کو پہنچی اس کے  
پہلے محبت عم کو سلطان جلال الدین بھیجی اس جگہ ایک مدت تک اسنے قیام کیا تھا۔ مقالہ دوم تاریخ خشتہ ۱۲  
صفحہ ۱۰ مسجد زیر اہتمام فقہد اسے عالم حضرت عم مکرم مولانا کاسم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہ  
ابتداء سے انتہا تک تعمیر ہوئی اللہ الحمد۔ ۱۳

جو اندرونی محراب مسجد میں سنگ مرمر پر کندہ ہے سادہ دئے تکلف ہے۔ وہو ہذا۔

کیون نہ غش ہو مسجد جامع پر دل	اس نزاکت پر ہے کیسی استوار
حسن و خوبی میں عمارت اس کی ہے	سمسوان کو باعث صد افتخار
سال ختم اس کی بنا کا اے جمیل	کر رہا ہے عفا نہ پروردگار

یہ مسجد جامع مرتفع حصہ زمین پر قریب قاضی محلہ واقع ہے۔ یہاں آثار قدیمہ ہنود سے ایک چٹمہ بصورت تالاب سرسوتہ نام تفرجگاہ خاص و عام آبادی سے ایک میل جانب شمال معبد اہل ہنود ہے یہ ایک طویل و غلیض سنگین و پختہ حوض ہے جو قوت پانی سے لبریز رہتا ہے طول ٹھینا پندرہ گز اور عرض کچھ کم ہے اندر اترنے اور نہانے کے لئے ہر طرف طویل پتھر کی سیڑجیاں ہیں۔ تیرتھ کے خاص آیام میں دور دراز مقامات سے عام ہنود پنڈت۔ سادھو۔ جوگی۔ برہمن۔ بھگت۔ امیر غریب مرد و عورت جو جوق بیان آکر نہانے اور غسل کرنے کو اپنے گناہوں کا کفارہ جانتے ہیں۔ اکثر ہنود مرد و عورت روزانہ صبح کو غسل کرتے ہیں۔ پانی اس میں ہمیشہ تازہ و گرم رہتا ہے حالانکہ بذریعہ ایک نالہ بدر رو کے ہر وقت نکلتا رہتا ہے بقول مشہور سبب یہ ہے کہ اس میں متعدد چٹے ہیں اسی لیے اس کا پانی کبھی کم ہی نہیں ہوتا۔ حوض کے کنارہ بجانب غرب ایک شرفروہ پختہ وسیع والان بنا ہے جو سادھوؤں کے رہنے اور ٹھہرنے کے لیے وقف ہے والان کی پشت پر کیوڑہ کی بیج و بیج کھنی جھاڑیاں دور تک چلی گئی ہیں کیوڑہ کی پیداوار اس کثرت سے دوسری جگہ نہیں سنی گئی اس منفرح جان و دل کا محزون جغرافیہ میں سمسوان ہی بتایا جاتا ہے بلاد اطراف و جانب کے اہل شوق نے بہت تدبیریں کیں اور یہاں سے جڑیں و شاخیں منگا کر

لے سرسوتہ لفظ مرکب معنی سرخ ہے یا مفرود مسرتی سے ماخوذ ہے جو ایک ہندو لکامبودی کہہ گویا کہ سورج کندہ ہنود ہی یہ بہت قدیم ہے کیا عجیب کہ لاجپان دہلی دکن کے عہد میں تعمیر ہوا ہو۔ ۱۲۰

باغون میں لگائیں مگر نخل اُمید سرسبز نہوا یہاں کیوڑہ کے درخت متعدد جگہ ہیں اور یہ سرزمین اس کے لئے مخصوص ہے۔ اگرچہ گلاب چنبیلی بھی آبادی کے متصل بکثرت پیدا ہوتا ہے اور انکی باقاعدہ کاشت کی جاتی ہے۔ چند سال ہوئے کہ جیون رام بھال قوم میسری بھگت نے سرسوت کے شل ایک سنگین حوض جو عرض و طول میں اس سے کچھ کم ہے تعمیر کرایا ہے یہ بھی آب سرد کا قدرتی چشمہ ہے جو سرسوت سے پانچ چھ جریب بجانب غوب ہے اس پر کتبہ سنگین بخط ہندی نصب ہے۔ ایک اسلامی یادگار قدیم زیارت حضرت میران صاحب آبادی سے سمت جنوب میں ہے پختہ احاطہ کے اندر تھوڑا جسر عظیم الشان گنبد ہے دافع ہے مشہور ہے کہ یہ مزار حضرت سید محمد ابراہیم <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> کا ہے جو ابتدائے اشاعت اسلام میں تخمیناً آغاز پانچویں صدی ہجری کو بحیثیت حضرت سید مسعود سالار غازی رحمہ کفار و مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے اور شہید ہوئے ہر موقع پر راجگان ہنود سے سخت محاربے ہوئے حضرت سید سالار رحمہ کا یہ سفر جہاد اجد حید سے قنوج تک اسی راستہ سے ہوا۔ تعمیر مقبرہ و احاطہ و مسجد وغیرہ بعض اُمراء دربار جاناگیر بادشاہ کی کوشش سے یہاں انجام کو پہنچی۔ سلطنت تیموریہ کے ضعف و زوال پر سسوان رُہیلہ کی حکومت سے نکل کر نواب شجاع الدولہ وزیر سلطنت و صوبہ دار اودھ کے زیر حکومت ہو گیا آخر کار بایس سال کے بعد سنہ ۱۱۰۰ھ میں بعد نواب سعادت علی خان والی لکھنؤ و اودھ ملک روہیلکھنڈ قبضہ گورنمنٹ انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی آگیا اور بلحاظ خوبی موقع و عمدگی آب و ہوا و کثرت شکار سرکار نے سسوان کو صدر مقام ضلع بنایا اور ایک مدت تک اس حال پر رہا بعدہ سنہ ۱۱۳۰ھ میں دفتر ضلع بدایون کو منتقل ہوا شہر کا موجودہ جغرافیہ

ملے آپ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمہ کے مقبرہ خاص و منیر نظام قومی تھے جو سنہ ۱۱۰۰ھ کو ہند میں تشریف لاکر بجھاؤ وغیرہ اعلیٰ کلمۃ اللہ فرماتے رہے۔ انرا شمار لایاوار مولانا شہ عبدالقادر محدث دہلوی ۱۲۱۲ھ۔

یہ ہے کہ آبادی بنیں لہزار نفوس ہے مسلم و ہندو تقریباً مساوی تعداد میں ہیں اور مسلمانوں میں بجز مذہب سنت و جماعت کے دوسرا فرقہ نہیں ہے ہندو کی حالت تعلیمی و اقتصادی رو بہ ترقی ہے آبادی کے اکثر محکمے غیر متصل ہیں مساجد بکثرت و آباد ہیں واللہ الحمد۔ قاضی محمد مخصوص اہل اسلام و شرفائے سادات و شیوخ کا ممتاز مسکن ہے ثروت و وجاہت و علم و فضل و عزت میں خاص حیثیت رکھتا ہے۔ سسوان سے بجانب جنوب پانچ چھ میل پر دریائے گنگا موجزن ہے بحالت طغیانی یہ فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔ لطافت آب و ہوا و اعتدال موسمی کے باعث و بائی امراض دیگر مقامات کی طرح یہاں نہیں پھیلتے فصلی تغیرات کا اثر بھی کم ہوتا ہے حشرات الارض و موزی جانوروں کی بہت کمی ہے۔ لوگ عموماً ذکی و ذہین علوم و فنون صنعت و حرفت سے فطری مناسبت رکھتے ہیں۔ اکثر نام آور تحصیل کمال و شہر میں یگانہ آفاق گورے ہیں اسی لئے اہل نظر سسوان کو خطۂ یونان کے لقب سے پکارتے اور اس سرزمین کو دیگر مشہور قصبات و بلاد مردم خیز پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں کے تمدن و تہذیب و ترقی علم و فضل کی مجمل تاریخ یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ سسوان میں سادات کرام کی آمد ساڑھے چار سو سال سے بمقاموری عمدہ ہائے جاہلہ قضا و اقتاد نظام ملکی و فوجی بجانب دربار سلاطین اسلام ہوئی اور خدمات مفوضہ کی وجہ سے ان حضرات کا قیام بیان ہوا رفتہ رفتہ بعد حصول جاگیرات و معافیات مستقلہ و حقوق وراثت منصب و جاگیر سلسلہ سکونت بالاستقلال قائم ہو گیا۔ اولاً زیدہ سادات عظام حضرت مولانا خواجہ سید محمد اسماعیل بن صفوۃ الاولیا حضرت ملک العلماء خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ نقوی مودودی جیسی قدس سرہما جنکا خاندان آغاز عہد سلاطین

سے آپ نے دربار سلاطین و دہلی سے خطاب ملک العلماء پایا اور ہمرای صابزادہ خود بھی رونق افروز سسوان ہوئے اور یہیں دفاتر پانی ۱۲ شرف السادات۔

اسلام دہلی سے دربار شاہی میں معزز و محترم چلا آتا تھا اور اُن کے آبا و اجداد قدیم سے مخدوم و مقتدا سے انام و ندیم و میثر سلطین عظام رہے تھے عہد سلطان سکندر شاہ لودھی بن سلطان بھلول میں بحصول جاگیر و منصب قضایمان تشریف لائے اور مقیم ہوئے۔ آپ نے کمال دیانت و معدلت و زہد و ورغ و پابندی شریعت غرا کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے اور مکارم و فضائل کیسی و تقدس و نجابت و وہی کے سبب دربار سلطانی میں آپ کا اکرام و احترام بخلوص عقیدت و ارادت کیا جاتا تھا اور مراتب و مناصب و جاگیر و معانیات و دوائی سلہ بعد نسل عطا ہوتے رہے چنانچہ خاجہ محمد روح کی وفات کے بعد آپ کے خلف رشید حضرت خواجہ قاضی القضاۃ مولانا سید محمد عبدالشکور شہید رحمہ اللہ کی حالت علمی و غلی و برکات ظاہری و باطنی میں مثل آبے کرام خالق الاقران تھے باضافہ منصب و مواضع معانیات و دوائی مسند قضاۃ سہسوان و مضافات پر متمکن ہوئے اور اس خطہ کو اپنا وطن و مسکن بنایا۔ ان ہر دو بزرگ رحمہ کی توجہ و برکات سے یہاں کی حالت میں نمایاں تغیر ہوا پھر دو پسر کی بچاؤ سالہ کو کشنوں نے اہل سہسوان کو شاہراہ تہذیب و تمدن پر لاڈ الا ہزار ہا کفار ہنود کو مومن اور مومنوں کو قبیح شریعت بنا دیا سیکڑ و ن جاہل آپ کے فیض سے اہل علم و فضل ہو گئے

اللہ حضرت خواجہ سید محمد خیر محمد خیر قاضی محمد سبیل رحمہ کی ساتویں پشت قابل تامل ہے عین شہزادہ محمد شاہ شہید و سید سلطان علی شاہ بلوچ کے تالیق و متغیر خاص اور ملکی و فوجی تھے جاگیر ملتان و پنجاب کا عہدہ انتظام کیا جنک تادمین تخت نہی ہوئے اور محمد شاہ شہید ہوا پھر غیاث الدین نے آپ کو وزیر بنایا آپ کی سعی سے کچھ دنوں محمد شہید و سید ہوا مگر بعد وفات غیاث الدین ادرائے مزار الدین کی بھاد کو تخت کشن کیا اور سید شہید کیا اور خواجہ صاحب کو داخدا دہلی کی مخالفت ہوئی جب سلطان جلال الدین خلجی بادشاہ ہوا تو اس نے شہید مین آپ کو کچھ عہدہ وزارت دیا بعد علاء الدین خلجی نے بھی خلعت و وزارت پیش کیا مگر عزت متعلقہ دوم تاریخ فرستہ یہ ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ سید خیر را کہ بہ بینی ذات و بلند یکی صفات و اصابت دے و بظلم ملکی و فوجی استعمار کمال داشت بعد وزارت ممتاز گردانید و محلات و قوام سلطنت برائے صراہیدہ آنحضرت و دارالافتاء علیہ السلام خواجہ سید محمد سبیل رحمہ قضاۃ سہسوان ششمہ مین دامور ہوئے سکندر شاہ لودھی نے ششمہ سے سترہ احکام سلطنت کی اس عہد آپ کو علاوہ معانیات و جاگیر موروثی نہ ملے گا تو ان سرپرستہ دربار شاہی سے بطور صافی و دام نفع بعد فیصل عطا ہوئے سید فرمان سلطانی موجود ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہرانی۔



ظہر علم مقامات درود دراز سے اگر بیان مستفید ہوئے اور طالبان معرفت و حقیقت کو  
 ہدایت کی روشنی میں منزل مقصد کا پتہ ملا۔ الحاصل حضرت قاضی القضاۃ مورث اعلیٰ  
 سادات مودودیہ مسسوان خواجہ سید عبدالشکور شہید رح نے غایت احترام و وجاہت دینی  
 و دنیوی و افادہ خلق اللہ و فصل خصومات و عدل و سیاست شرعی کے ساتھ قریب تین سال  
 کے و سادہ قضا و حکومت کو رونق دی آخر کار بروز جمعہ یوم عاشورائے محرم ۱۰۹۰ھ  
 میں بعض اشرا رجمال کے ہاتھ سے مسجد قاضی محلہ چوک میں بحالت تلامذت قرآن شریف  
 شربت شہادت نوش فرمایا۔ مادۂ تاریخ (بے شبہ شہید شد) ہے آپ ضرب تیغ  
 سے شہید ہوئے اور بیگناہ خون کے قطرے اور ارق تصحیف مجید پر گرے جو تبرکاً ایتک  
 محفوظ ہے مرقد شریف مسجد چوک میں ہے۔ اسی سال ہندوستان کی سلطنت میں انقلاب  
 عظیم رونما ہوا نصیر الدین محمد ہمایون کی حکومت کا دور اول ختم ہو کر شیر شاہ سوری  
 بالک تلج و تخت ہوا قاضی صاحب شہید رح کے عم نامور حضرت خواجہ سید عبد اللہ معروف  
 بشاہ پنجین حاکم سبھل کی داد خواہی پر قاتلون اور مفسدون کو سزاے مناسب دی گئی۔  
 آپ کے پلخ صاحبزادے جو سپہر مجد و کمال کے رشتہ ستارے حالیہ فضائل صورتی منوی  
 سے مزین تھے بہ تجدید فرا میں سلطانی وارث مناصب جلیلہ قضا و افتا و تولیت اوقات  
 و حکومت مالی و ملکی ہو کر مورد انعامات و خلعت و جاگیر ہوئے۔ اسماء سامیہ ہیں۔  
 مولانا قاضی محمد صالح مولانا مفتی محمد قاضی۔ خواجہ صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بنگلہ  
 مولانا محمد قاسم۔ مولانا محمد ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ سب حضرات دربار سلاطین عصر میں  
 ۱۰۹۰ھ سے ۱۰۹۱ھ تک س سال بادشاہ ہندوستان رہا پھر بسبب علم شہشاہ افغان یلایک بھاگ کر ایران گیا  
 پھر دوبارہ ۱۰۹۱ھ میں ہندوستان پہنچ کر جناب حکومت کی اسکی وفات کے بعد جلال الدین اگر تخت نشین ہوا ۱۲۱۰ھ  
 ۱۰۹۱ھ نسو کتاب بستان فقیر ابو الیث سمہندی آپ کے دست مبارک کا لکھا ہوا وسیلہ و کرم خوردہ و  
 تاہم میں نے دیکھا خاتمہ کے ورق پر ۱۰۹۱ھ بجری درج ہے کاتب نے بابا اپنے محققانہ حواشی کتاب پر لکھے ہیں  
 ہجرت خاتمہ مع نام و نسب کاتب و تہرود کا ختم مندرج ہے لا سید انما از اللہ مسسوانی عفی عنہ۔

بزمۂ علمائے دین و اولیائے متقین و ارکان و اعیان سلطنت مقرب و محترم رہے  
جیسا کہ اسناد و فراہمین و شقہ ہائے ہمایونی و اکبری و جہانگیری سے ثابت ہے  
ان کے بعد ان کے اخلاف بھی دربار شاہجہانی و عالمگیری و غیرہ میں معزز و مقدر  
اور مناصب عروشی پر فائز رہے۔ زیادہ ما بعد میں یعنی آج سے سو سال کے اندر بذریعہ کسب  
معاش و حصول امارت و ریاست بعض سادات مودودیہ شکوریہ نے دور و دراز  
شہروں میں سکونت اختیار کی اور اب ان کی اولاد و احفاد بعزت و احترام وہاں  
مکین گزین ہیں مثلاً ریاست بڑودہ۔ گجرات و کھنڈو۔ وائس بریلی۔ و قرا آباد وغیرہ  
میں علم و فضل و ثروت و عزت میں محسوس زمانہ ہیں حضرت قاضی صاحب شہید رحم  
کی نسل ان کے فرزندوں کی جانب منسوب ہو کر پانچ قبائل میں منقسم ہے۔ صالحی  
فاضلی۔ حاکمی۔ قاسمی۔ ہاشمی۔ ان سب خاندانوں میں گزشتہ چار سو سال کے  
اندر بڑے بڑے نامور حکام و رؤسا و امرا اور جلیل القدر علما و فضلا جامع علوم  
عقلیہ و نقلیہ و صالحات متقین و اولیائے کاملین ابدال و اقطاب زمانہ و احکام  
حاذق و شعراے نازک خیال و نشانِ اعجاز نگار و خازیانِ صفت شکن و شجاعانِ تیغ و  
تعدا و کثیر میں شہرہ آفاق ہوئے اور ان کے کمالات کی برکت اور فیضانِ صحبت  
سے دیگر قبائل شہر و مردمانِ وطن نے بھی ترقی کے زینہ پر قدم رکھا اور بنیہ فضائل  
علمی و عملی ہوئے مگر افسوس کہ ان اسلافِ بالمال کے ہائیں زمانہ حال میں النادر  
کا محدود و محکم رکھتے ہیں اور تقریباً پچاس سال سے ابوابِ فضائل علوم و فنون  
مسدود اور ترقی دہنی و دنیوی کے وسائل منفق و نظر آتے ہیں علمائے نام آور کی اولاد  
تغیراتِ زمانہ کے شکوہ سنج اور صلحا و اولیاء کی ذریت تلاش و جوہ معاش میں خستہ حال  
ہے امرا و رؤسا کے اعقاب پریشان روزگار اور دلیران شیرانگن کے اخلاف  
زمانہ کے بیرتم کا شکار ہیں۔ اب نہ کوئی باکمال بزرگوں کے نام کو پوچھتا ہے



اہل علم و آثار متبرکہ علیہ ما بین مسودات بیضیات سے صرف ان کا ذکر لکھا ہے جو مطبوع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں یا اپنے دیگر اغتہ وطن کے کتب خانوں میں خود فقیر کی نظر سے گزرے ہیں یا عزیز گرامی مولوی سید ابی احمد معجز سلمہ ربہ نے بحیثیت خود دیکھیں ما و شما کے مقالات اور عام لوگوں کی روایات پر کان نہیں دھرا اور ممالک شاعرانہ مداحی و مقصبات نہ نکتہ چینی اور عبارات آرائی سے اجتناب ملحوظ رکھا اگر اہل وطن اسکو دیکھیں اور سبق عبرت لیں تو ان کا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہیں۔

(۱) حضرت مولانا سید صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بندگی

رحمہ اللہ

آپ قاضی القضاۃ خواجہ سید محمد عبدالشکور شہید نقوی مودودی چشتی رحم کے تیسرے فرزند ہیں۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ یہ پانچون بھائی جو اجداد سادات مودودیہ سہسوان ہیں سب علوم و فنون ظاہری و باطنی و فضائل صوری و معنوی میں شل اب و جدرم یگانہ و شہرہ آفاق تھے ہر ایک نے مسند علم و ارشاد پر رونق افروز ہو کر افادہ علوم و ہدایت خلق و تبلیغ اسلام میں عمر عزیز صرف فرمائی اور بندگان خدا کو حشر فیض و برکات سے دور دور تک سیراب کیا۔ چونکہ حقیر کو ان حضرات کے تفصیلی حالات و سینن ولادت و وفات بہم نہ ہو سکے اس لئے صرف بنیاد قبولیت عام و حسن عقیدت اہل عصر آپ کی ذات قدسی صفات کو منتخب کیا اور حالات ضروری بسوی تمام حاصل کیے۔ آپ کا زمانہ تولد قریب ۹۹۰ھ ہے بعد شہادت والد بزرگوار رحم برادران معظم سے تحصیل علوم ظاہری کی بعد دارالخلافت دہلی کا سفر کیا اور وہاں بقیۃ درس تکمیل کو پہنچا کر بیعت طریقت حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی خلیفہ اکبر شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز شکر بار قدس سرہ کے ہاتھ پر کی اور اجازت و خلافت بحصول عمر نہ و تاج

لیکھ سسوان تشریف لائے۔ درس علم و وعظ و ارشاد خلق میں زیادہ وقت صرف فرماتے اور خاص اوقات میں عبادت و مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہوتے آپ کے فیض تعلیم و تربیت سے اکثر طلبہ مستفید ہوئے اور درجہ فضیلت کو پہنچے آپ کے جھوٹے بھائی مولانا سید محمد ہاشم طینہ رشید صاحب درس و فیض عام ہوئے آخر میں آپ نے کچھ عزت اختیار فرمایا اور خدمتِ اولیاء اوقاتِ بلدہ سسوان اپنے بھائی مولانا سید محمد قاسم رحم کو تفویض فرمائی اور مسند درس و تدریس مولانا محمد ہاشم رحم کو غنایت کی انکی برکات ظاہری و باطنی و کرامات و خرق عادات کا شہرہ عالمگیر ہوا اہل حاجت رؤسا و احرار و زلاتک خدمت باسعادت میں حاضر ہو کر ملتی دعا ہوتے تھے آپ کے متعدد خلفائے مجاز ہوئے جن سے سلسلہ بیعت و ارادت جاری رہا وسعت و تحریک علوم و فنون میں بھی اپنا شل نہیں رکھتے تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند مریدین و مستفیدین کے ساتھ زیارت قبور و فاتحہ خوانی کے لیے آبادی سے سمت جنوب تشریف لے گئے اور اُس موقع پر جہان میران صاحب شہید کا مزار ہے پہنچے اور پھر ہیون سے فرمایا کہ یہاں ایک مجاہد شہید دفن ہیں اور انھیں کے پہلو میں انکا گھوڑا مدفون ہے یہ لکھکر حضرت سید محمد ابراہیم شہید رحم اور انکے گھوڑے کے مدفن کا نشان زمین پر بنا دیا اور انکے حالات بیان فرمائے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا بعض امراے دربار سلطان جہانگیر جو حلقہ مریدین میں اس وقت ہر کا بستے تعمیر مقبرہ و احاطہ میں ساعی ہوئے چنانچہ حکم بادشاہی وہ عمارت عظیم الشان مومسجد وغیرہ بہت جلد تیار ہو گئی کما ذکر ناہ سابقاً اس سے پہلے کسی کو واقعات اور نام و نشان قبر و صاحب قبر معلوم نہ تھا۔ ایک مقرب ندیم بادشاہ جہانگیر کو خدمت با برکت میں خاص عقیدت و ارادت تھی اور انجام کار وہ بزرگ و بابر شاہی سے قطع تعلق کر کے آستانہ عالی

لہ شریکات ذکر حضرت شاہ محمد حاکم بندگی فرما ۱۲ منہ ۱۱۵۰ بیاض حضرت انبی المعظم علیہ الرحمۃ ۱۲۔

حاضر ہوئے اور اپنی آخر عمر تک خدمت اقدس میں رہے اور سہسواں ہی میں دفن  
پائی قبر متصل مزار میران صاحب شہید ہے۔ آپ کی برکات و کرامات کثیرہ مشہور  
و زبان زد خاص و عام ہیں اس مختصر میں لکھنے کی گنجائش نہیں وفات شریف  
بمصر ۹۶ سال سنہ ہجری میں بماد جمادی الاخریٰ ہوئی مرقہ مطہر اندر احاطہ مسجد  
پیرزادگان قاضی محلہ میں ہے مقبرہ بختہ ہے۔ آپ کا لقب شاہ ولایت ہے خانہ  
میں مدت تک سجادہ نشینی کا سلسلہ جاری رہا معانیات و تولیت وقف خیر آپ کی  
اولاد میں اب تک موجود ہیں اسناد معہ فرامین شاہی متعدد ہیں۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ ولایت نتیجہ طبع عزیز مولوی

سید اعجاز احمد معجم سلیم ربہ

چو گشتہ رہگزارے عالم قدس	محمد حاکم ملک ہدایت
پئے سال وصالش گفت بمعجز	کبیر ادیب شاہ ولایت

(۲) حضرت مولانا خواجہ شاہ محمد اعطاء اللہ ثانی قدس سرہ بن مولانا

سید محمد ہاشم رحمہ

آپ حضرت شاہ ولایت رحمہ کے حقیقی بھتیجے اور علوم ظاہری و باطنی میں آپ کے  
تلمیذ رشید و مرید و خلیفہ اکبر ہیں اولیائے کاملین و عرفائے اصیلین میں آپ کا  
مرتبہ اعلیٰ دارف ہے بعد وفات مرشد شریعت و طریقت حضرت شاہ ولایت رحمہ  
آپ مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوئے چونکہ حامل فضائل و صوری و معنوی تھے علیہ السلام

لہ کتاب ہدایہ میں اکثر قطعات تاریخ اردو و فارسی و عربی و ماوراء ہاس تاریخ آیات قرآنی اسی علامہ نان محمود دوران کے  
تاریخ طبع ہیں جو فی البدیہہ بغیر تاریخ اتم الحروف الضعیف و استنباط فرمائے ہیں و ذلک بفضل اللہ یوتیمین ۱۲۸۳ھ

طہری و مشاقان فیوض باطنی کو یکساں مستفید فرمایا اور مزج خلایق و مقتدا عالم ہوئے۔ مریدین و طلبہ علم کو ہمراہ لیکر اکثر غزوات و جہاد فی سبیل اللہ کیے اور کفار و مشرکین کو بارہا شکست دی اعلیٰ کلمۃ الحق و اشاعت اسلام بزبان ارشاد و تیغ و سنان کوشش بلیغ فرمائی کفار ہندو و بعد اذ کثیر آپ کے دست مبارک پر بطیب خاطر ایمان لائے اور صد ہا منکرین و مشرکین بمعانہ کرامات و خوارق عادات مشرف باسلام ہوئے شرف السادات میں لکھا ہے کہ ”حضرت شیخ نور الدین بزرگ سبھلی نے کتاب اسرار العارفین میں آپ کے حالات و کمالات و کرامات و فضائل علمی و عملی کا مفصل تذکرہ فرمایا ہے“ افسوس کتاب مذکور باوجود تلاش محروس طور کو نہ ملی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مدت تک آپ کی یہ شان رہی کہ کبھی جذب و سکر کا غلبہ ہو گیا اور کبھی سلوک غالب آگیا اور اس زمانہ میں ریاضت و عبادت جنگل میں پسند فرماتے اور شب و روز وہیں مقیم و مشاغل رہتے آپ کی ہیبت و رعب سے عموماً دونوں پر اثر ہوتا تھا وفات آنجناب بمرکز ۹ سال ۹۱۰ھ ہجری میں ہوئی کذا فی شرف السادات مزار مقدس وطن میں آپ ہی کی تعمیر کردہ مسجد کے متصل پختہ حجرہ کے اندر ہے قبر پر نہایت رعب و جلال برستا ہے

قطعہ تاریخ ذفات شریف ثمرہ فکر عزیز معجز سلمہ ربہ۔ ۷

چوآن سرور اولیائے گرامی	خرا مید در صحن بستان خندان
چو تاریخ جوئی پئے سال حلت	ز تجو شنو۔ نخٹہ اہل عرفان
(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی سید ابو محمد بن حجتہ اللہ مولانا مفتی سید محمد عاقل فاضلی رحمہما اللہ	
آپ جد محروس طور کے جد عالی منزلت تھے ولادت شریف اداہل صدی دوازدہم ہجری	

محمد سلطان محی الدین عالمگیر غازی مین ہے آپ اہل بیت علم و ودان فضل و کمال سے تھے۔ علوم معقول و منقول و فروغ و اصول کے امام اور کمالات و فضائل صوری و معنوی مین مشارالہ نام تھے علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ و کلام و اصول مین مجتہد اور احیاء سنت و رد بدعت و وعظ و ارشاد خلق مین دین برحق کے مجدد تھے تحصیل علوم و فنون اپنے والد علامہ رحمہ سے فرمائی اور بعد وفات آن حضرت وارث درس و افادہ و منصب افتا ہو کر خلق اللہ کو فیوض و برکات سے متمتع فرمایا محمد بادشاہ محمد شاہ غازی مین پچیس سال تک فرائض شرعی انجام دیے اور ۵۵ھ ہجری کے قریب وفات پائی چند شفقہ و پردا بجات شاہی اور ایک فرمان مجمل، بھر سلطانی آپ کے تمام کامنوز موجود ہے جس سے آپ کی جانب بادشاہ کی عقیدت مخلصانہ اور آپ کی حالت زہد و دیانت و فضل و تقدس ظاہر ہوتی ہے آپ کے بعد خلف رشید آپ کے مفتی خواجہ سید نظر محمد رحمہ تمکن مند افتا ہوئے

۴۸) ہنزہ برہیشہ ولایت حضرت مولانا خواجہ مفتی سید شاہ نظر محمد نقوی

### مودودی حشتی قدس سرہ

ولادت باسعادت تقریباً ۱۰۵۰ھ ہجری مین ہے۔ چودہ سال کی عمر مین آپ علوم و رسمہ متداولہ و حفظ کلام الہی سے فراغ حاصل کر کے رموز طریقت و معارف حقیقت کی جانب مائل ہوئے اور مجاہدہ نفس و تزکیہ باطن و ریاضت و شغل خلوت مین فرمانے لگے عمر شریف کا پندرہواں سال تھا کہ بعد قضاے حضرت والد علامہ رحمہ مند افتا پر بفرمان سلطانی تمکن ہوئے چند علوم ظاہری کے درس و افادہ پر متوجہ ہے بعدہ بونور جذبہ ذوق معرفت یکایک گھر سے نکل گئے اور بارہ سال تک کسی کو

۱۰۵۰ھ تا ۱۰۶۰ھ ہجری مین ۱۰ سالہ از ریاض حضرت بزرگ مظم قدس سرہ ۱۲ منہ تکہ والد ماجد جبرائیل تھے ۱۲ منہ



آپ کا پتا معلوم نہوا طلبہ علم و اعزہ و اہل وطن تلاش میں جا بجا سرگردان رہے۔ آپ اس دوران میں ہاشم راغبی بواسطہ مرشد اول یعنی خواجہ شاہ محمد رمضان الدہساروی قدس سرہ انکے شیخ خواجہ شاہ محمد سیف اللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں مقام سلون میں پہنچے یہ بزرگ حضرت شاہ سید محمد حمزہ مارہروی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے آپ نے ان سے بعد بیعت طریقہ قادریہ اجازت خلافت آبادی حاصل کر کے وطن کا قصد فرمایا اور قریب وطن ایک صحرا میں قیوم ہو گئے اس حالت میں ایک مدت بسر ہوئی پھر پری جا کر خواجہ شاہ سید علی اکبر مودودی خشتی سے فرقہ خلافت حاصل کیا اسکے بعد بھی برسوں غلبہ جذبات و استغراق میں جنگل میں مشغول ذکر و فکر و عبادت و مجاہدہ رہے اور بعد ازاں دو لختانہ پر رونق افروز ہو کر گوشہ تجرید و توکل و کج خیالات میں بسر کی فیوض و برکات و کرامات عالی سے اہل طلب مستفید ہونے لگے اور شہرت کمالات نے صاحبان ارادہ و عقیدت کو دور و دور سے کھینچ کر آستانہ پر پہنچایا اہل حاجت غریب و امیر مقامات و دروازے جوق جوق آکر طالب دعا و حاجی برکت ہوتے تھے آپ نے جاگیر و معاینات مورد ثنی جزو کل کو مصرف خیرات و صرف فقر و مساکین و معانان کے لیے مخصوص فرما کر زہد و توکل کا دامن پکڑا خدمت در ماندگان و پیا رگان ذوی القربے و یتیمی و محتاجین آپ کا خاص فرض ہو گیا بادشاہ عصر محمد شاہ غازی کو جب اس حالت کی اطلاع ہوئی تو چار مواضع زرفیز آپ کی معاینات قدیمین اور اضافہ فرمائے فرماں شاہی کے بعض فقرات بلفظ یہ ہیں "بشرافت و سیادت پناہ حقیقت و معرفت و شگاہ مفتی سید نظر محمد شاہ گوشہ نشین و متوکل انداز صرفہ فقر و مساکین جمعیت خاطر نمیدارند و اوقات بے گسرت میگزاردند لہذا نظر بر استحقاق شاہ موصوف نمودہ

۱۔ مقام سلون جزیرہ پنجوب ہند میں عرولس کے قریب ہے ۲۔ قصہ مارہرہ ضلع ایٹہ ہے ۱۲۔ منہ

۳۔ جملہ حالات بیعت و شیوخ شرف السادات سے منقول ہیں۔ ۱۳۔

مواضع مفصلہ ذیل بنا بر امر مزبور در وجہ مدد معاش شاہ موصوف نمودہ شد باید .....  
 بر صرف شاہ مدد و اگر ارند و بوجہ من الوجوہ از محصول آن مزاحم نشوند و ہلال  
 شد مجد و نطلبند مرقومہ بہست و پنجم شہر ربیع الاول ۱۱۳۱ سکہ جلوس والا۔ یہ فرمان  
 مسبق بہر شاہی اس وقت موجود ہے۔ آپ نے اپنے فرزند اکبر مولانا مفتی سید  
 نور احمد صاحب رحم کو وارث کمالات ظاہری و عمدہ افتا اور فرزند اصغر حضرت خواجہ  
 سید آل احمد شاہ قدس سرہ جدر اتم کو خلیفہ برکات معنوی و صاحب خرقہ بیعت و رقبہ  
 فرمایا جاگیر و معانیات شاہی و دونوں بزرگون میں تقسیم ہو میں آخر ۱۱۳۶ ہجری ہوا فقیدہ  
 یوم جمعہ کو حضرت کا وصال ہوا مزار شریف مقبرہ خطیر میں زیارت گاہ عام ہے  
 آپ کے مکاشفات و کرامات و خوارق بوجہ تواتر و شہرت عام محتاج بیان نہیں آپ کے  
 خلفاء مریدین کثیر تعداد میں دور و در تک منبع فیوض و برکات و مرشد طریق معرفت  
 ہوئے بخوف اطالت اُن کے حالات سے اعراض کیا گیا۔

### قطعہ تاریخ مشعر سال وفات تصنیف عزیز علامہ سلمہ ربیہ

دلیل راہ حقیقت نظر محمد شاہ	زر حلقش شدہ بر پا قیامت صغریٰ
نوشت سال سفر معراج مبراہام	زوال مہر سپہر ولایت کبریٰ

(۵) مولانا مفتی سید نور احمد بن قطب الاولیاء ہنزہ برہنہ ولایت رحمہما اللہ

ولادت مبارک آخر صدی دو از دہم ہجری قریب ۱۱۰۰ ہے آپ نے بایامہ حضرت  
 والد ماجد خود و طلب علم کے لیے وطن سے رحلت کی۔ قرا و آباد۔ رام پور۔ لکھنؤ میں یک  
 مدت قیام رہا علامہ بحر العلوم رحم و دیگر اساتذہ عصر کے حلقہ درس میں کتب معقولہ  
 و منقولہ سے فراغ حاصل فرمایا دوران طلب علم میں آپ نے شرح سلم قاضی

محمد مبارک اور شمس باغہ پر تعلیمات و حواشی لکھے جو آپ کے مسودات میں کلمہ و بوسیدہ ملے۔ بعد تحصیل علم آپ مسند افتا پر متمکن ہوئے اور چالیس سال بدیانت و تقویٰ و فرائض منجبی انجام دیے۔ فارسی میں شعر و نظم لکھنے کا خاص ذوق تھا اور ہر دو صنف میں بسرعت و ارتجال تصنیف فرماتے تھے ایک ثنوی گلشن عشق برنگ یوسف زلیخا جامی نیتہ طبع والا مجلد ضخیم موجود ہے اُس میں راوی قصہ اپنے فرزند اصغر مولوی سید عسکریؒ کو ظاہر کیا ہے اور جابجا ان سے خطاب ہے۔ آپ کے سامنے آپ کے دو صاحبزادے نوجوان جمیل و وجہ زریور علم سے آراستہ رہ گئے جنت المادا ہوئے ایک مولانا سید ظہور احمد جو خلف اکبر تھے اُنکی اولاد پسر موجود ہے سلمہ اللہ تعالیٰ دوسرے مولوی سید ضیاء احمدؒ جنکے حسن و جمال صورت کا شہرہ بدرجہ غایت تھا اولاد فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تم حضرت مفتی صاحبؒ امارت و ثروت خاندانی و وجاہت دینی و دنیوی میں ممتاز اور علم و فضل میں سرفراز تھے آپ کی توجہ و ترغیب سے آپکی اولاد اور برادر زادگان کو بلکہ عام طور پر لوگوں میں اکتساب علم کا شوق دامگیر ہوا۔ آپ نے ابتدا سے سال ۱۲۸۵ھ میں رخصت فرمائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ عزیز علامہ معجز سلمہ ربیع آیتہ پاک عِنْدَہُمْ قِصَصَاتُ الظَّرْفِ سے اعداد و تاریخ مستنبط کئے۔

۶۷) قدوۃ العارفین حضرت مولانا خواجہ سید آل احمد شاہ بن حضرت

ہنر پر ہمیشہ مولایت قدس سرہا

آپ جناب مفتی صاحب اعلیٰ اللہ مقام سے عمر میں دو سال چھوٹے حقیقی بھائی تھے ابتدا سے تحصیل علوم ظاہری میں دطن میں شریک درس برادر منظم رہے جب انھوں نے دطن سے سفر کیا تو حضرت والد بزرگوارؒ کی خدمت میں شب دروز مصروف

سہ ماہہ راقم السطور تھے ۱۲ منہ۔

استفادہ علوم و اسرار ظاہر و باطن رہے اور توجہ آنحضرت رحمہ اللہ بعد فراغ درس علوم  
 رسمہ آپ نے دقائق فن تصوف و تصانیف حضرت شیخ الاکبر بنگرار حل فرمائے خصوصاً حکیم  
 معہ شرح شیخ محب اللہ الہادی و نقد النصوص مولانا جامی ۲۸۶ مرتبہ حضرت کے مطالعہ  
 میں آئی اور پھر خود اسکی شرح بزبان عربی التبیان النصوص تصنیف فرما کر حضرت  
 والد مبرور کی خدمت میں پیش کی آپ نے اسکے چند مقامات ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ  
 تصنیف را مصنف نیکو کند بیان چنانچہ روزانہ بعد نماز عصر اسکا ایک حصہ آپ سماتے  
 اور باقیمائے سامی جا بجا محو و اثبات فرمائے اس کتاب کے ختم ہونے پر حضرت اقدس نے آپکو ایک  
 مجموعہ اپنی ملفوظات و مقالات خاص کا مرحمت فرمایا اور آپکے حق میں دعائے خیر کی اپنے غریبی  
 فرمایا اور مزار اقدس حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ پر تشریف لے گئے خدام آستانہ نے دو تک استقبال  
 کیا اسپر بعض ہمراہیان حضرت نے خدام زیارت سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو کسے اطلاع  
 دی ایک بزرگ معتمد خادم خاص مزار نے جواب دیا کہ شب کو کسی نے بہ آواز بلند کہا کہ  
 صبح کو ایک شہزادہ چشت و سیرزادہ سلطان المشایخ آنے والا ہے چنانچہ ہم سب منتظر  
 قدم ہیمنت لزوم برسم استقبال حاضر ہوئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ پھر دہلی تشریف  
 لائے اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعزیز قدس سرہ دہلوی سے ملاقات ہوئی شاہ صاحب  
 نے اپنی مسند چھوڑ کر آپ کو باصرار اسپر بٹھایا اور وقت رخصت کچھ دور تک مشائعت فرمائی  
 القصد آپ بعد وفات حضرت ہنر برہنہ ولایت مسند نشین خلافت ہو کر قطب الاقطاب عصر  
 دسر آمد اولیائے دہر ہوئے طالبین معرفت و طریقت کو فیوض و برکات روحانی  
 سے مالا مال کیا اور بندگان خدا کو کمالات ظاہری و باطنی سے مودر فرمایا کہ امات کا دور و  
 دراز شہر ہوا۔ برتلی۔ رامپور۔ مراد آباد۔ سنبھل۔ پٹی جھیت سے مشتاقان انوار الہی آستانہ  
 فیض کاشانہ پر حاضر ہو کر حلقہ مریدین میں داخل ہوتے اور اہل حاجات اپنے مقاصد میں  
 کامیاب ہو کر معتقد خاص بنتے ہر صادر و دار و ابن سبیل و فقرا و مسکین کے لئے

انتظام خورد و نوش روزانہ موردی طریقہ پر بصرف کثیر جاری رہا حضرت کے چار صاحبزادے حلیہ و کمال سے آراستہ اور کام صورت و معنی سے متصف ہوئے ہر ایک کا ذکر بغیر بجائے خود مذکور ہوگا وصال آن حضرت بن ہشتاد سال ۱۲۵۹ھ ہجری میں ہوا آیہ شریفہ قیلَ اَدْخُلِ الْجَنَّةَ مشعر سال وفات مستخرجہ عن علامہ سلمہ ربہ ہر ماہ

### قطبہ تاجی

بود محبوب تجلی یزدان  
رحلت قطب غار فین زمان  
۱۲۵۹ھ

عارف کامل آل احمد شاہ  
گفت منجز چو با احد پیوست

(۱) قطب زین تاج الاولیا حضرت مولنا سید محمد تاج الدین حسن  
نقوی مودودی فاضلی قدس سرہ

بن مولنا حاجی سید محمد عارف علی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ بحر خا علم ظاہری و باطنی و سرچشمہ کمالات صوری و معنوی تھے ذات قدسی صفات مصدر کمالات لا خطی و منبع کرامات و فضائل البتہ و ملکیت تھی ولادت شریف تقریباً بارہویں صدی ہجری کے اواخر میں اور بقول بعض تیرہویں صدی کے اوائل میں ہوئی حضرت ہنزہ برہنہ ولایت قدس سرہ نے آپ کے والد بزرگوار کو جو کہ حضرت کے قریبی برادر زادہ تھے آپ کے تولد کی بشارت پیشتر سے دی اور فرمایا کہ ”اس نفس نر کیہ میں کمالات خفیہ و جلیہ کا ظہور کامل ہوگا“ اسی لئے حضرت تاج الادبیہ ۷ کو آنجناب رحمہ کی خدمت میں تقرب خاص تھا اور ابتدا سے برکات ظاہر و باطن کا گنجینہ ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے برادر کلان مولنا سید محمد بہار الدین حسن رحمہ

کے ساتھ وطن میں ہوئی کتب درسیہ فارسی و صرف و نحو عربی وغیرہ حضرت والد بزرگوار کی توجہ سے حاصل فرما کر وطن سے ریاست راجپور افغانستان بزمانہ نواب فضل اللہ خان تشریف لے گئے اور مدت قیام میں تمام کتب معقولہ و منقولہ علوم متداولہ کمال بحث و تدقیق کے ساتھ مختلف کمالان عصر و اساتذہ فحول سے حد تکمیل کو پہنچائیں۔

حضرت ضابط و سرعت ادراک و ذہن و حافظہ خدا داد کی مدد سے ہر اُساتذہ میں آپ کا نقش فضل و کمال بیٹھ جاتا تھا اہل کمال ہر بحث و مناقشہ میں آپ کو حکم تسلیم کرتے تھے۔ دقائق و محاورات زبان فارسی و عربی و تعلقات و اختصار مصطلحات و بدیع و معنی و عروض و قافیہ و بلاغت میں درجہ کمال پر فائز تھے حتیٰ کہ استادان فن آپ سے مستفید ہوتے تھے۔ ملا غیاث الدین صاحب غیاث اللغات و شراح سکندر نامہ آپ کے خرمین فضل کے خوشہ چین تھے جب وہاں آپ کی شہرت عام ہوئی تو والی ملک نے چند مرتبہ کمال قدر و منزلت آپ سے ملاقات کی یہ حالت دیکھ کر آپ کے استغنا و زہد نے وہاں زیادہ قیام کی اجازت آپ کو نہ دی اور دفعۃً راجپور سے دہلی کا قصد فرمایا یہاں در سگاہ میں طلبہ علم سے معمور تھیں علوم تفسیر و حدیث و ادب و معقول و ریاضی کے دریا بہہ رہے تھے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز و مولانا شاہ رفیع الدین و مولانا شاہ عبدالقادر ابنائے مجدد الوقت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ سند درس و افادہ پر وقت و فراغ تھے آپ نے مذکور الصدور حلقوں میں شرکت فرمائی اور حظ کمال حاصل کیا فنون حکیمہ و ریاضیہ میں وہ مہارت تامہ پیدا ہوئی کہ خود حضرت استاد مولانا شاہ محمد رفیع لڑیں؟ آپ کی مدح و رسائی ذہن فرماتے اور میتر ہو کر طلبہ سے آپ کی قوت ادراک کا بار بار ذکر کرتے آپ کے جملہ اساتذہ و اہل علم آپ کی سیادت و نجابت و ورع و تقدس کے باعث نہایت احترام و اکرام کرتے تھے اور مولانا شاہ عبدالعزیز

راجم

راجم

راجم

آپ کو موید بالقوة القدسیہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ اسی دوران میں آپ  
 دقات فی فن تصوف و نکات معارف اپنے مشائخ عظام سے حل فرماتے رہے  
 آپ نے بعض کتب نعتیہ مولانا محمد بزرگ علی مارہروی رحمہ سے استفادہ فرمایا  
 جو کہ کبار فضلاء مشاہیر سے متوطن قرخ آباد تھے مولانا سید عبدالحمید صاحبِ حجت  
 فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولوی شیخ امام بخش صہبائی سے بعض مصطلحات  
 زبان فارسی پر آپ سے بحث ہوئی آخر کار جانبین کی روداد حضرت مولانا  
 شاہ محمد عبدالعزیز رحمہ کے سامنے پیش ہوئی آپ نے اسکا فیصلہ مولانا سید تاج الدین  
 صاحب کے موافق فرمایا علیٰ مناسبت طبع و ملکہ فطری کا یہ عالم تھا کہ جس فن میں کلام  
 فرماتے اُسی کے امام و محقق معلوم ہوتے تھے۔ الحاصل یہ کہ کس علوم و درسیہ و رسمہ  
 و تحصیل فنون غریبہ و دقیقہ و قطع منازل معرفت و حقیقت و طی مراحل  
 مجاہدہ و ریاضت و طن مالوف کو مراجعت فرمائی اور باصرار بعض اعوہ بزرگ  
 آپ کا عقد نکاح ہوا طبع و ارستگی پسند کا پابند علائق ہونا و شوار تھا اسپر بود انتفات  
 کا تقاضا اور پھر اہل قرابت جدیدہ کی ناگوار طبع ادا میں آپ کب برداشت  
 کر سکتے تھے فوراً راہ غربت اختیار کی اور کچھ مدت کے بعد طلاق بذریعہ تحریر راق  
 ہوئی۔ اس آزادی نے کیفیت باطنی و ذوق معرفت کو ترقی دے کر شدت  
 سے جا ملایا تو کہ قلب و تصفیہ باطن و ریاضت نفس و مجاہدات میں مشغولیت  
 ہوئی اور مدت دراز تک بیابان و کوہ و صحرائیں اوقات گزاری فرمائی سفر بلاد  
 دور و دراز اختیار کیا جاذبہ شوق نے حرمین شریفین کی جانب رہنمائی کی اور  
 براہ خشکی کابل و ایران و عراق کے شہروں اور مواضع میں قیام کرتے ہوئے  
 ملک حجاز میں پہنچے اور کئی سال وہاں اقامت و سفر میں بسر ہوئے۔ اب

لے آپ کا ذکر خیر اس کتاب میں مذکور ہے ۱۲۸۰ھ

حالت میں تغیر ہوا اور اطمینان قلب کے ساتھ وطن کو معاودت فرمائی قدوة الاولیاء حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سترہ بیان ممکن مسند رشد و ہدایت و قطب دائرہ عرفان و کرامت تھے برعایت کفوف قربت و اجتماع مکارم و فضائل لا تعد آپ کا نکاح اپنی صاحبزادی کے ساتھ منعقد فرمایا بی بی ولیہ صاحبہ ثانیہ رابہ بصری تھیں از دو اوج موافق مزاج واقع ہوا کنج قناعت و توکل و گوشہ طاعت و ریاضت میں ایک دوسرے کا رفیق و دمساز تھا۔ آپ نے اسکے بعد وطن سے باہر قدم نہ رکھا اور تقریباً پچاس سال کامل زادیہ تجرید و تفرید میں بے ہمہ و باہمہ بسر ہوئے حالت یہ تھی کہ نہ تعلقات قربت و یگانگت میں کوئی خاص دلچسپی ظاہر ہوتی تھی نہ آپ کے بیان پیری و مریدی کا سلسلہ تھا نہ تعلیم و تدریس طلبہ علم کی پابندی تھی نہ غلط و غلطین طالبان و معتقدان کا مشغلہ تھا نہ مجالس و مجالس علماء و فضلاء میں آمد و رفت تھی نہ اہل قربت سے زیادہ ملتا جلتا نہ اعیان شہر و اُمر اور دُسا سے ملاقات طالبان زیارت و مشتاقان فیوض و برکات و اہل حاجات و دستکدہ پر حاضر ہو کر انوار جمال سے مستفید ہوتے اور غرض مطالب کرتے خواہشمندان فیوض علمی کو اکثر آبادی کے قریب بیابان اور جنگلون میں استفادہ کا موقع ملتا تو نہیں و انکسار و فروتنی کی کوئی حد نہ تھی سوکھی لکڑیاں جو جنگل سے خود چن کر گھر لاتے قریب شہر ہو چکر طلبہ علم و معتقدین ہمارا ہیون کے ہاتھوں سے باصرار تمام خود لے لیتے تاکہ آبادی کے اندر ان کو عار و کسر شان نہ ہو۔ کبھی کسی سے خود کلام کرنے میں سبقت نفرماتے ہمیشہ خاموشی و قفل و ہن ہوتی با این ہمہ لطیفہ گوئی دیکھ نہ سنی و خوش طبعی سے محفوظ فرماتے۔ ہر وقت مراقب و صامت نوکر قلبی میں مشغول و محو تجلیات عرفان رہتے بظاہر معمولی حالت کے انسان اور حقیقت میں جنید و بایزید

مذکور

خود ساخت

خصائص



وقت و قطب الاقطاب دوران تھے اہل نمانہ کی ظاہر بین آنکھیں آپ کے نفس ہی کے کمالات کا اندازہ کرنے سے قاصر رہیں۔ استحضار علوم ظاہری باوجود درگ مشاغل درس و مطالعہ لاریب خرق عادت و کرامت تھا علوم رسمیہ و فنون غریبہ میں عموماً ملکہ خدا داد تھا جو دت حافظہ و قوت ادراک و مناسبت فطری سے ہمیشہ فضلاء عصر انکشت بہ ندان رہتے اور آپ کی امامت و فیضیت علمی کا اعتراف کرتے مسائل و دقیقہ و مباحث مہمہ و مغلقہ جنکے حل کرنے سے مشاہیر اہل فن عاجز ہوتے یا اہل علم میں جب کسی مسئلہ یا مغلق عبارت پر نزاع واقع ہوتا تو ان حضرت نور اکمال متانت و سہولت مختصر عبارت میں اصل مطلب ارشاد فرما کر تمام شکوک و اعتراضات رفع فرما دیتے جس سے ہر ایک مطمئن ہو جاتا برہان التکلیفین حضرت مولانا سید امیر حسن صاحب محدث رحمہ و علامہ تحریر مولانا شیخ محمد بشیر رحمہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ استحضار و تبحر علوم و فنون و قوت ذہن و حافظہ مجملہ کرامات اولیا و کمالات دہی ہے۔ بعض اساتذہ عصر نے زکی و مستعد طلبہ علم کو کتب منتہائے کے مطالب و دقیقہ سمجھا کر امتحاناً آپ کی خدمت میں بھیجا اور آپ نے بے تامل حسب عادت چند زبانی الفاظ میں معلم و متعلم دونوں کی تشفی فرمادی اور کسی کو بھر موقع بحث نہوا ایسا واقعہ بار بار پیش آیا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء علیہ علم صحرا میں یا راستہ چلتے آپ سے مستفید ہوتے تھے اور چند سال یہ وتیرہ رہا کہ بعد نماز عصر مسجد جو کہ سن ایک جماعت ارباب علم و فضل کی مجمع ہوتی اور کتب اخلاق و تصوف مثل کیمیائے سعادت و احیاء العلوم و ثنوی منہوی و حدیقہ و فصوص الحکم وغیرہ اسے کوئی کتاب پڑھی جاتی اور اسکے خاص مقامات پر باہم بحث و جدال درود و تدریج کی جاتی حضرت والا بھی وہاں روزانہ تشریف لے جاتے اور صدائیں جلتی تھیں اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت یہی تھی کہ آپ سے استفادہ کیا جائے چنانچہ جب کسی مسئلہ عبارت

دقیق پر باہم نزاع ہو کر ہر جانب سے دلائل پیش ہوتے اور فیصلہ کی صورت ممکن نہوتی تو حضرت توجہ فرماتے اور مطلب حل فرما کر سب کی تسکین کر دیتے۔ بظاہر آپ وجہ معاش کچھ نہ رکھتے تھے مگر مصارف اہل و عیال میں کوئی غسرت و تنگی کسی کو محسوس نہوتی بلکہ ہمیشہ آپ اور تمام متعلقین بفرارغ و اطمینان زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ کے استغنائے نفس و بے نیازی کے باب میں یہ واقعہ مشہور عام ہے کہ جب دہلی میں آپ کا قیام تھا تو جرمن یا انگلستان سے چند مسائل سچیدہ علم ریاضی جو ہندسہ و مساحت سے متعلق تھے بذریعہ اخبار انگریزی ہندوستان میں پہنچے۔ معزز حکام شہر میں سے ایک یورپین نے برہمنوئی بعض علمائے مقتدر آپ سے ملاقات کی اور مسائل مشترکہ پیش کیے اسی کے ساتھ کہا کہ انکے جوابات شافی بلجانے پر مجھے اور آپ کو منفعت کثیر کی امید ہے کیونکہ جس جماعت نے انکو شائع کیا ہے انعام کثیر کا وعدہ کیا ہے۔ آپ نے وہ سوالات لیے اور پھر ملنے کا وعدہ کیا دوسرے روز وہ انگریز خود آیا اور آپ سے جوابات لیکر ولایت کو روانہ کر دیے چار پانچ ماہ گزرنے پر اس انگریز نے آپ کو طلب کیا مگر آپ نے نے پردائی کے ساتھ ٹال دیا مگر بعض بے تکلف احباب دانگیر ہوئے اور باصرار آپ کو اسکے بنگلہ پر لے گئے وہ آپ کو دیکھتے ہی جوش مسرت میں کھڑا ہو گیا اور آپ کو انعام حاصل کر لینے پر مبارک باد دی اسکے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پروفیسر ریاضی کی جگہ کا پردانہ آپ کے نام پہنچا جس میں حکم تقرر ملازمت بمشاہدہ چار سو روپیہ درج تھا آپ اسی روز دہلی سے بجانب علی گڑھ روانہ ہو گئے اور کسی کو سفر کی اطلاع نہ دی انگریز مذکور نے آپ کی تلاش میں نہایت سعی کی جب اُس کو درود علی گڑھ کی خبر ہوئی تو خود پہنچا اور آپ سے مستدعی ملازمت مذکور ہو ۱۱ اور ساتھ ہی کہا کہ اسکے سوا

علیہ یہ رقم انعام نقد ایک ہزار سے زیادہ تھی جو اپنے بلوود اصرار مسترد فرمائی ۱۲ منہ۔

ایک رقم معقول نقد بھی آپ کو یلگی آپ نے فرمایا کہ اس موقع کو کون چھوڑ سکتا ہے  
 میں بے سرو سامانی کی حالت میں ہوں اس لیے دفعۃً کیونکر کلکتہ چلا جاؤں انقصہ  
 بلطائف الجیل اس بلا کو سرے ٹالا اور وہاں سے سید سے وطن تشریف لائے  
 سنا ہے کہ مدت تک آپ کی جستجو رہی۔ اکثر دیکھا گیا کہ والی ریاست راہپور نواب  
 محمد کلب علی خان بہادر کی خاص سواریان مع متحدہ خاص و سوار دو چوہدار بائندہ عالی  
 تشریف آوری رام پور آپ کی خدمت میں آئیں اور جو اب صاف لیکر خالی واپس  
 لیکن رقم نذرانہ و سفر خرچ بھی قبول فرمائی۔ نوابان رام پور کا یہ اخلاص معتمد  
 قدیم سے قائم تھا کیونکہ جب سہسوان صدر ضلع تھا تو نواب محمد سعید خان بہادر یہاں بچہ  
 ڈپٹی کلکٹری مامور اور قاضی محلہ میں مقیم ہوئے اور آپ سے رابطہ ارادت و عقیدت  
 دل میں رکھتے تھے چنانچہ حصول نوابی و امارت و ریاست کو محض آنحضرت کی دعا کا  
 اثر خیال کرتے تھے ان کی حیات میں آپ ایک دو مرتبہ رام پور تشریف لے گئے  
 مگر ان کے انتقال کے بعد پھر قصد نفرمایا اور ہمیشہ درخواستوں کو رد فرمادیا مشہور شاعر  
 حکیم مومن خان دہلوی جب بغرض ملاقات نواب محمد سعید خان بہادر وادو سہسوان ہوئے  
 تو آپ کی خدمت میں معقدانہ مستفیض ہوئے رہے سرفراز صدیقیہ بالاتفاق کہتے ہیں  
 کہ فن تصوف و معارف میں حضرت تاج الاولیا کا ہمایہ نہیں دیکھا گیا اپنے عصر میں  
 ثانی شیخ الاکبر تھہر لیکھ قادریہ اولیہ میں آپ کو رئیس الموحدین حضرت خواجہ محمد  
 ناصر محمد خان شاہچمن پوری قدس سرہ سے بیعت تھی کذا فی شرف السادات اور  
 طریقہ نقشبندیہ مجددیہ و قادریہ میں بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد نعیم اللہ صاحب  
 رام پوری سے حاصل تھی۔ یہاں ایک واقعہ غریب یہ پیش آیا کہ اننا کے تحریر حوال

والا  
 حضرت

سیدہ اموات مولف کے چشموں میں حسب الامر حضرت والدہ ماجدہ جیہ حیرت من طولیت میں بدمت حضرت  
 تاج الاولیا و قدس سرہ ابتدائی کتب درسی لیکر بغرض استفادہ خیر و برکت حاضر ہوتا تھا۔ ۱۲ منہ۔

آن حضرت میں حضرت کا سلسلہ بیعت معلوم ہونے سے راقم مولف کو ایک خلیجان  
 وخلق پیدا ہوا کیونکہ نہ محکو ذاتی علم تھا نہ کسی اور عزیز وطن نے اُس کے متعلق  
 کچھ لکھا اس فکر میں دو تین روز گزر گئے اور حصول مطلب کی صورت نہ نظر آئی  
 ناگاہ ایک مقدس بزرگ مہسن المہر سہراہی مکرئی فشی محمد اسد اللہ خان صاحب  
 رامپوری تحصیلدار بمہوری ریاست بھوپال مقام رالپن میں تشریف لائے اور  
 دوران تذکرہ صلحا میں راقم سے فرمایا کہ میں ریاست رامپور میں حضرت مولانا  
 سید تاج الدین حسن صاحب قبلہ کا مدت دراز تک خادم رہا ہوں اور حضرت  
 کے خوان مکرمیت کا ادنیٰ تر نہ رہا ہوں یہ کہہ کر حضرت کا شجرہ سلسلہ بیعت تحریر فرما کر  
 اس ناچیز کو عطا کیا اس فیضانِ نبوی پر جو کچھ استعجاب ہوا بیان سے باہر ہے طر فہ  
 یہ کہ اسی روز ایک تحریر غریزی مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ ربہ کی سسوان سے  
 بذریعہ ڈاک پہنچی جس میں آنحضرت نے عبارت شرف السادات متعلق بیعت طریقت  
 یعنی تمام حاصل کر کے برائے اندراج کتاب نقل کر کے بھیجی جو بحوالہ درج ہو چکی  
 ہے عبارت شجرہ بیعت عطیہ مدغیبہ یہ ہے "حضرت مولانا سید محمد تاج الدین صاحب  
 مجاز حضرت شاہ نعیم اللہ صاحب رامپوری وادشان مرید حضرت شاہ درگاہی صاحب  
 پنجابی ثم الرافضوری وادشان مرید شاہ جمال اللہ صاحب رامپوری وادشان مرید  
 حضرت سید قطب الدین خلیلی وادشان مرید حضرت قبلہ عالم شاہ محمد زبیر صاحب  
 سرسندی وادشان مرید جد خود حضرت شاہ نقشبند سہرندی وادشان مرید وولد  
 حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد مصحوم وادشان مرید وولد حضرت ابام ربانی محمد و  
 الف ثانی شیخ احمد سہرندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ در طریقہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مرید۔  
 تحریر شانہ دہم ذی الحجہ ۱۳۳۳ ہجری بمقام رالپن نقطہ این تحریر یک از خدام این  
 بزرگواران مجاز طریقہ تخلص مجبور است۔" آپ کی کرامات و خوارق عادات و کائنات

کاباب نہایت وسیع ہے صد ہا واقعات روزمرہ حد تو اتر و ثمرت سے بھی بڑھ گئے ہیں اور اب تک بندگان خدا ابتداء و کثیر آپ کے دیکھنے والے زندہ موجود ہیں دل حق منزل میں دریا سے عرفان موجزن تھا اور سینہ معرفت گنجینہ روز و حدت سے معمور مگر لب خاموش مہر سکوت فضل و ہن بقول حضرت معنوی ۵

ابر زبان قفل بست و در دل راز با | لب خاموش و دل پراز آواز با |

قوت کشفیہ کا یہ عالم تھا کہ اکثر اظہار ماضی اور پیشین گوئیان زبان حق بیان سے ادا ہوتی تھیں۔ تحریری تعویذ اور زبانی دعائیں اہل حاجت کے لیے اکسیر کا کام دیتی تھیں۔ اللہ ھو کی صدا ہر سانس میں بزور قلاب و سینہ سوتے جاگتے گونجتی ہوئی نکلتی تھی جس کے اثر سے ہنیشیں کا دل ہلجاتا اور نئے عالم میں پہنچ جاتا بلکہ آپ سے دس قدم کے فاصلہ پر بھی وہ صدا آدمی کا دل ہلا دیتی تھی اور غافل شخص یکایک چونک پڑتا تھا یہ کیفیت دائمی تھی واقعہ عجیب و مشاہدہ غریب یہ ہے کہ وہی صدا اسی تاثیر کے ساتھ اب تک ہنگام صبح صادق طلوع آفتاب تک مزار مقدس سے روزانہ سنی جاتی ہے۔ میں ایسے واقعات کو بقاضاے آزاد خیالی ہمیشہ متعقد کی حُسن ارادت و تصویر تخیلہ پر محمول کرتا ہوں مگر بیان میری بھی عقل دنگ ہے کیونکہ اکثر متقیم وطن رکھرا اپنے گھر میں جو حضرت کے مرقد سے متصل ہے روزانہ وہ آواز فجر کو سنی حسین کوئی ریب و شک ممکن نہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ جو بزرگ آپ کے فیوض صحبت و برکات انفاس سے مستفید اور خرم علم کے خوشہ چین تھے وہ سب صاحب نسبت و باخدا درویش پائے گئے۔ آپ کی بڑی کرامت و کبریت یہ دیکھی گئی کہ جس نے دو چار سبق بھی کسی کتاب کے آپ سے پڑھ لیے وہ اہل علم میں شمار ہو گیا اور فیض ملت علمی سے محروم نہ رہا اور وجہ معاش کی طرف سے بھی تمام پریشان و خستہ نہوا بجا آمد خود کا تب حروف بھی اس شرف سے محروم نہیں ہے

عرفان و کرامات

صاحبزادہ

حضرت کے صاحبزادے مولوی سید محمود حسن صاحب محمود رحمہ اللہ جو میرے برادر غمخیز اور عمر تین مجھے قریب ۱۲ سال بڑے تھے چونکہ آپ اولادِ ذکور میں اپنے والدین کے کھوتے تھے اسلئے آپ کو اُنسے خاص اُنس تھا مگر کبھی انکی تعلیم کی جانب توجہ نفرمائی اُنکا سن شعور طلبہ احباب میں گزرتا تھا انکی والدہ ماجدہ رحمہ اللہ نے بار بار آپ سے کہا کہ میان محمود حسن کا وقت ضائع ہوتا ہے اور آپ کچھ خیال نہیں فرماتے اسکا کچھ جواب نہ ملتا تھا ایک مرتبہ سخت تقاضا ہوا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا کہ چھپا کوئی کتاب اُٹھا لاؤ اور پڑھو اس حکم کی تعمیل ہوئی دو چار دن گلستانِ سعدی کا سبق پڑھا بعدہ دو چار سبق سکندر نامہ آگے ہوئے پھر کوئی غزلی صرحت و نحو کی کتاب علی ہذا اُلقیاس چند کتب و رسائل مختلفہ مدت یکماہ میں جتہ جتہ آپ نے دکھائے اور پڑھائے تعلیم کا سلسلہ اس مدت یکماہ سے زیادہ نہیں پڑھا نہ اس درس کے بعد پھر کبھی پڑھنے کی نوبت آئی با انیمہ صاحبزادہ صاحب کی حالت یہ ہو گئی کہ مولوی منشی شاعر محقق فیض و طبع استادِ فنون مروجہ بن گئے اس قلبِ ماہیت پر تمام خاندان و اہل وطن حیران تھے افسوس آپ نے حضرت کی حیات میں بسنے شبابِ شہرِ حرمین ۱۲۹۱ ہجری میں رحلت فرمائی خبر وفات آنے سے دو روز قبل وطن میں حضرت تلجِ الاولیاء روحِ ابدیدہ و محزون نظر آئے جب کوئی قریب آتا تھا تو رومال سے آنسو بونچھ لیتے تھے۔ جب خبر وحشت اُتر دین میں پہنچی تو لوگوں کو آپ کی چشمِ گریان و لالِ طبع کا سبب معلوم ہوا اس واقعہ سے چند ماہ بعد حضرت نے بھی وفات پائی۔

۱۵ سال ولادت آپ کا ۱۳۲۵ ہجری شمسی ۱۳۱ سال ہوئی جودتِ ذہن و ذکاوت طبع میں فائق الافران کمالات و مصلحتِ علی و علیٰ بن ابیجر بردرگار تھے شعرِ اردو کم اور فارسی زیادہ فرماتے رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کچھ کلام فارسی تذکرہ صبح گلشن میں مندرج ہے ۱۲ منہ دام فیض۔

تین چار روز معمولی حرارت سے آپ کو بخار رہا ایک روز کچھ افاقہ معلوم ہوا دوسرے دن صبح کو نماز فجر کے بعد ۵ آخر میں بروز سہ شنبہ بامیں شوال ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۶۶۷ سال اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ مرقد مطہر اندرون احاطہ خام قاضی محلہ سے جانب شمال زیر دیوار مکان موردی راقم الحروف واقع ہے قدس اللہ سرہ وانا پرہانہ عذریہ علامہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے جو آن حضرت قدس سرہ کے حقیقی نواسے ہیں مادہ تاریخ آیہ شریفہ - خِلاَفَ حِزْبٍ مِّمَّنْ تَنَزَّيْتُمْ سے مستخرج کیا اور ایک قطعہ تاریخ فارسی بفرویش راقم لکھا وہ تھا

۱۲

مرشد آفاق تاج الدین حسن	سید السادات تاج فرق دین
در نماز فجر ہنگام سجود	گشت محو ذات رب العظیم
گفت بجمع سال تاریخ وفات	مقتداے دور و قطب رفین
	۹۳ ۱۲

۸) مولانا سید محمد مبارز علی صاحب فاضلی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کے تولد و وفات کا سنہ صحیح نہیں معلوم تاہم یہ قیاس قریب یقین ہے کہ آپ کا زمانہ بارہویں صدی ہجری کے آخر اور تیرہویں صدی کے اول میں محدّد ہے۔ آپ نے الکتاب علم کے لیے سفر کیا اور مشاہیر اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ تمام فرمائی بعد فرارغ مشاغل درس و تدریس و تصنیف و تالیف بھی مدت تک جاری رہے آپ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے معرفت و نہد و تقویٰ و اتبع کتاب و سنت میں راسخ القدم و فحول الفضلای عصر سے تھے۔ چند مرتبہ براہ خشکی حرمین شریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے سفر اخیر میں چشت و سبزوارد و خراسان میں قیام کرتے ہوئے مدینہ منورہ فائز ہوئے اور چند سال مسجد نبوی میں درس و وعظ فرمایا آخر مکہ مکرمہ پہونحکر بعد ازاں حج و عت فرائی

رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے بیٹے اور پوتے عالم بمجر ہوئے۔ آپ کی تصانیف ابتدائی سے  
حاشیہ شرح ہدایت الحکمتہ صدرائے شیرازی مولوی حکیم سید اسد علی صاحب رحم نے  
لیکھا تھا ان کا بیان ہے کہ وقت مضامین دانداز زبان عجیب و غریب تھا از شرف  
اسادات۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے چند سال آگرہ میں بھی بمقتلہ درس و وعظ قیام فرمایا  
رحمہ اللہ تع

(۹) مولوی خطیب محمد معین الدین بن خطیب بخش الدین انصاری رحمہ اللہ

آپ کے اجداد عمد حکومت جہانگیر سے خطیب مسجد جامع سہوان رہے آپ کی ولادت  
اوائل صدی سیزدہم ہجری میں واقع ہوئی تحصیل علوم و فنون متداولہ رام پور و کٹنہ  
میں کی بعدہ دہلی کا سفر کیا اور علوم دینیہ حدیث و تفسیر وغیرہ حضرت مولانا محمد عبدالحمید  
مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ شاہ محمد اسحق محدث رحمہم اللہ سے حاصل کر کے ایک  
مدت تک مصروف و غلط و اشاعت کلمۃ الحق و تبلیغ اسلام رہے اور برفاقت حضرت  
استاذہ محد و حین جابجا و غلط و نصیحت خلاق اللہ کے لیے سفر تھے پھر وطن واپس آکر  
حق ہدایت و ارشاد و ریخت بخلوص قلب ادا فرمایا پابندی نماز و روزہ و زکوٰۃ  
کا عام سبق دیا اور ابلاغ شریعت و رد شرک و بدعت کا غفلہ ڈال دیا جسے کہ  
لوگوں کو بزور تازیانہ نماز پڑھوائی مسجدوں کو آباد کیا بیچ و تہہ چاشتین یا بندہ  
کے ساتھ قائم کین رسوم جاہلیت تقریبات شادی و غم سے دور کین۔ گھر گھر نذرانی  
کا چچا پھیلا غریب و امیر جو اداسے نماز و شرکت جماعت میں تساہل کرتا آپ  
نے خوف و خطر و ذرہ شرع کو کام میں لاتے کسی سے خوف نہ کرتے ادنیٰ سے اعلیٰ تک  
آپ کے تازیانہ سے خائف و مرعوب رہتا اور کسی کو تعمیل حکم میں مجال سرتابی نہ دیتی  
آپ کی یہ سعی شہر تک ہی محدود نہ تھی بلکہ قریات و موضع قریب و جوار میں بھی اکثر پائی۔



دورہ فرماتے تھے اور لوگوں کے دلوں پر آپ کا دینی رغب و خوف ایسا طاری ہوتا تھا کہ کسی حاکم جابر کا بھی نہوگا۔

اہمیت حق است این از خلق نیست اہمیت ابن مرد صاحب حق نیست

وفات شریف کو ساٹھ برس گزر گئے ہیں مگر ابھی تک عام دلون پر آپ کی دینی خوشنود اور خالص عملوں کا اثر باقی ہے اور بیباکانہ دغظ و تنبیہ کے قصے زبان زد خاص و عام ہیں۔ ایک حاکم قصبہ تحصیلدار صاحب نہایت مغرور و جابر مشہور تھے اداے غازیں بھی تساہل کرتے تھے ایک مرتبہ اتفاقاً آپ نے مسجد ملحق محکمہ تحصیل میں نماز باجماعت ادا کی اور تحصیلدار صاحب کو شریک جماعت بنا کر تحصیل میں برسر اجلاس تشریف لے گئے اور بعد سلام علیک سبب عدم شرکت جماعت دریافت کیا اور جواب قبول نہ ملنے پر حکم فرضیت نماز و تاکید جماعت مع عظمت و جبروت الہی و وعید شدید بیان کیا اور منجبر نکو اگر کسی سے کھینچ کر مسجد کو لے آئے تحصیلدار صاحب اُنٹان و خیزان آپکے ڈر سے کلپتے ہوئے مسجد پہنچے اور فریضہ ادا کیا اور آپ کی تاثیر خلوص سے آئندہ پابند نماز و جماعت ہو گئے۔ ایک گنوار مسلمان کو موضع سید پور میں ترک نماز پر درہ سے مارنا اور مسجد کو لہجانا چاہا وہ ڈر کر بھاگا اور آپ اسکے پیچھے دوڑے وہ ایک درخت پر چڑھ گیا آپ بھی باوجود عدم مہارت بنیطر چڑھ گئے یہ دیکھ کر وہ گنوار نیچے کود پڑا آپ بھی فوراً کودے جسکی وجہ سے جا بجا جسم مبارک پر چوٹ آئی مگر کوشش سے منہ نہ موڑا اور اسکا تعاقب کیا آخر کار کمال کبد و اسی میں وہ جاہل ایک گنڈو میں کے اندر گر گیا آپ بھی اسکے پیچھے قصد آگود پڑے اور پانی میں غوطے کھانے لگے۔ اس پاس سے کچھ کاشتکار دوڑے اور دونوں کو باہر نکالا۔ راقم السطور نے ۱۹۶۷ء میں اس غریب کاشتکار مسلمان کو سید پور میں دیکھا اور واقعہ مذکورہ کی تصدیق کی وہ دہاتی ضعیف دُسن تھا اور پابندی نماز میں اس کی

شہرت تھی اپنے تمام خاندان پر تاکہ نماز کرتا تھا۔ آپ کے خصوصیات میں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی غیر مسلم بلکہ غیر شریع حاکم و امیر کی تکمیل فرماتے اور جس کا نونین ہدایت و وعظ کے لیے جاتے وہاں کے باشندوں کی دعوت طعام قبول نہ کرتے اگر چند روز قیام ہوتا تو بذریعہ محنت و حرفت بسر اوقات فرماتے۔ مساکین و بیوگان و یتیمی کی اعانت بذات خود کرتے اور مالداروں کو اس کی ترغیب دیتے۔ آخر زمانہ میں قصبہ ڈبائی ضلع بلنہ شہر میں بغرض تعلیم و تلقین مسائل دین و اصلاح حال مسلمان زیادہ قیام فرمانے لے وہیں ایک بد بخت شقی نے موقع پا کر آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا اسکے اثر سے آپ نے بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب ادا اہل شہر میں غدر سے دو سال قبل عالم بقا کو رحلت فرمائی وہاں ایک خلق کثیر نے نماز جنازہ ادا کی کہا جاتا ہے کہ قصبہ مذکور کی عام مردم شماری سے سہ چنڈ آدمی شریک نماز ہو یا یہ ابنوہ و یکھکر حضار جنازہ سخت متعجب تھے اور سمجھ میں نہ آیا کہ اس قدر آدمی کہاں سے اور کیونکر جمع ہو گئے بعد نعش مبارک سموان لائی گئی اور بیان بھی حاضرین نماز جنازہ کی وہی کثرت تھی بزرگان دین کا اعتقاد ہے کہ یہ ابنوہ ملو مکہ رحمت کا تھا۔ حضرت والد علامہ مولوی سید سراج احمد رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ آج خواجہ عالم سرور کائنات رسول اللہ صلم نے وفات پائی اس کو مولانا بزرگ علی صاحب مابرہودی قدس سرہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کسی عالم دین و ہادی برحق کا انتقال ہوا چنانچہ اسی دن شام کو نعش وطن کو آئی۔ عزیز موزخ متوجہ سلمہ رب نے بفرمایش راقمہ قطوہ تاریخ تصنیف فرمایا۔

نقدہ بن عین الدین ابو مرد متقی نیکو سرشت | اہل تاریخ وفاتان بزرگ | گفت محمد باوجود شہرت  
(۱۰) مولوی سید قدرت اللہ بن سید خیر الحق فاضلی راجہ  
آپ کے حالات باوجود نقص و تحقیق دریافت ہوئے سین و ولادت و وفات کا

بھی پند ملا صرف اس قدر معلوم ہوا کہ آپ کا زمانہ آخر بارہویں صدی ہجری ہے اور بطالب علم چند سفر کیے دہلی میں حضرت مجدد وقت مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحم سے کتب احادیث و تفسیر پڑھ کر سند ذرا حاصل کی اور عالم بھر فنون عقلیہ و نقلیہ کے ہوئے آپ کے بعض اہل خاندان نے آپ کی کچھ تصانیف کا بھی ذکر کیا مگر فقیر کے مطالعہ میں کوئی کتاب نہیں آئی اس لئے قلم انداز کیا۔ آپ نے وطن میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۱۱ مولانا سید عبد العلی بن سید تراب علی فاضلی رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ مولانا محمد مبارک علیؒ سابق الذکر کے پوتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم وطن و رامپور میں بحیثیت مولانا مفتی سید نور احمد رحمہما علماے عصر سے پائی پھر دہلی جا کر اخلاف مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمہما سے علوم دینیہ استفادہ کیے اس درس میں حضرت مولانا سید حیدر علی صاحب رامپوری ثم التوکل بھی آپ کے شریک و مسازرے ہیں اور رابطہ اتحاد فیما بین آخر تک قائم رہا چنانچہ بعد حکومت نواب وزیر الدولہ ریاست ٹونک میں مولانا سید حیدر علی صاحب کا توسل و تقریب ہوا اور زمرہ علما و اطباء سے دربار میں منصب و جہاں میں ممتاز ہوئے اس زمانہ میں مولوی سید عبد العلی صاحب بارادہ سفر حج متعلقین سہوان سے ریاست ٹونک تشریف لے گئے اور مولانا رہنے آپ کا استقبال کیا اور باصرار تمام چند روز مہمان رکھا اور والی ریاست سے بھی دو ایک مرتبہ ملاقات کا اتفاق ہوا نواب وزیر الدولہ نہایت نیک منش و قدر دان اہل علم و فن و دیندار و متقی تھے انھوں نے آپ کے علم و فضل و زہد و تقویٰ و عورت خاندانی کو بنظر عظمت دیکھ کر ریاست میں قیام و تعلق کرنے کی آپ سے استدعا کی اور یہ طے ہوا کہ بعد واپسی سفر حج ریاست میں آئیں گے

ساتھ نواب صاحب نے ایک رقم معقول بطور زاد سفر عطا کی جسکو آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس فرمایا اور کہا کہ بغیر خدمت میں اسکا مستحق نہیں ہوں نیز یہ رقم میری ضرورت سے زیادہ ہے میرے پاس خرچ کافی ہے۔ الحاصل بعد مراجعت حرمین شریفین ٹونک میں بعد نظامت ضلع سرحد مامور ہو کر کمال عزت و احترام دیانت و دروغ بسر کی نواب صاحب آپ کی قدردانی کرتے اور دربار میں اپنے قریب جگہ دیتے تھے اس عہد میں ہر علم دین کے اہل کمال کا وہاں مجمع تھا آپ کی ذات سے بھی مشاغل علمی کا سلسلہ قائم رہا اور جلسہ اہل علم میں شرکت و مباحثات میں شریک رہے۔ مولانا محمد افضل حق خیر آبادی حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی حکیم مولوی کفایت اللہ امر دہلوی مولانا سید حیدر علی رام پوری منوگلین پٹانا سے آپ کے روابط دوستانہ تھے جب فاضل خیر آبادی رح و علامہ رامپوری لکھی درمیان مناظرات و مشاجرات ہوئے اور مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رح کے بعض تصانیف کا رد فاضل خیر آبادی نے لکھا تو آپ تائید الحق مولانا سید حیدر علی صاحب کے معین و ہم خیال رہے اور مخدومین حضرت شہید قدس سرہ کا جواب باصواب دیا۔ جب آپ نے بتقریب عقد نکاح اولاد خود ریاست سے رخصت ہو کر جاہلی تو نواب صاحب مدوح نے خاص نزاکت و احتشام و دستہ فوج و عقب پوہران کے ساتھ فرخص فرمایا اور تمام مصارف سفر و شادی کی کفالت کی چنانچہ اپنے وطن پہونچ کر بیرون شہر غمے نصب کیے اور تمام شہر کو ایک ہفتہ اپنا مہمان رکھ کر الوان اطعمہ لذیذہ سے عام ضیافت و دعوت دی۔ فیاضی و سیر و شبی عزت و قبیلہ پروری کے اوصاف سے موصوف تھے ہر خویش و بیگانہ کو احسان و کرم سے مرہون رکھنا آپ کا مشہور شعار تھا۔ ٹونک سے دوبارہ سفر حج بقصد حج حرمین شریفین فرمایا اور وطن تشریف لائے نواب محمد سعید خان بہادر والی ریاست

تیم انکس

بنی فضل

آواز النور می در احسان

رام پور جو بزمِ نہ قیام سسوان آپ سے رابطہ خلوص رکھتے تھے متمنی قدم ریاست ہوئے اور باصرارِ بیکرام پور میں چند روز مہمان رکھا اور قیام کی استدعا کی اپنے ارادہ ہجرت ظاہر کیا اور رخصت ہو کر مکہ معظمہ پہنچ گئے چند ماہ قیام کے بعد مہینہ وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۶۰ھ ہجری کا ہے نواب صاحب رام پور نے آپ کے صاحبزادے مولوی حکیم محمد یعقوب اور مولوی سید محمد میرزا کو وظیفہ طالب علمی ستر روپیہ ماہوار باظہار خلوص عقیدت دیا جو نواب یوسف علی خان کے عہد تک قائم رہا۔ تاریخ وفات سامی عزیزی مولوی سید اعجاز احمد متعجب سلمہ نے آیہ یُعْطِیْکُمْ لَکُمْ أَجْرًا سے مستخرج کی جزاء اللہ خیراً ۶۰ ۱۲ ۶۱

### (۱۲) مولانا محمد حسن بن مولوی محمد شرف علی رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ عالم اکمل و فاضل اجل تھے طلب علم کے لیے سفر کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ بمسعی تمام حاصل کیے و مینات میں آپ کو خاص تہنیتا شہر اکبر آباد معروف بہ آگرہ میں قیام فرمایا اور درس و تدریس و غلط کا مشغلہ رکھا۔ زہد و ورع و اتقا سے فریق تھے اور لوگوں کو ابتلاخ قرآن و حدیث و ترک بدعات کی جانب ہدایت فرماتے تھے ایک گروہ کثیر اہل حق کا آپ سے خلوص عقیدت رکھتا تھا۔ انفس کہ راقم آثم کو آپ کے سلسلہ تلمذ و تصنیفات کے متعلق کچھ حال معلوم ہو سکا وفات شریف کو تقریباً ساٹھ سال منقضی ہوئے۔ آپ کے پدر بزرگوار مولوی شرف علی صاحب دھوڑا ملک پنجاب سے ابتدائے حکومت رنجیت سنگھ و مظالم قوم سکھ میں سسوان تشریف لائے فضائل علمی و عملی و شرافت خاندانی سے موصوف تھے چونکہ اس تاریک زمانہ میں پنجاب کے مسلمانوں کا مذہب و جان و مال خطرہ میں تھا آپ نے اپنی تمام جاگیر مکانات و غیرہ دیکر متعلقین و خدمتگزاران خاص وہاں سے ہجرت فرمائی۔ بڑے موحد و دیندار

تھے عوام کو شرک و رسومات مجذوعہ سے زجر و منع فرماتے تھے۔ آپ کے محاسن و مکارم معاینہ کر کے سادات نے آپ کا خیر مقدم کیا ان سے قرامتیں پیدا ہوئیں آپ کی نسل اباسات بعد اذکثر ہے۔

(۱۳) مولانا مفتی سید ظہور احمد بن مولانا مفتی سید نور احمد رحمہما اللہ

ولادت مبارک تحیناً ۱۲۸۵ ہجری میں ہے کتب درسیہ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد علامہ سے اور بعض کتب فتنائیہ ادب و فن حکمت و ریاضی حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ سے استفادہ کر کے فراغ حاصل کیا مانت طبع و اصابت اسے میں ممتاز تھے ایک مدت منصب افتا کی خدمت بحکم پدر بزرگوار ادا کی اور درس و تدریس علوم کا سلسلہ جاری رکھا اپنے ہرادر اوسط مولانا سید ضیاء احمد رح کی تعلیم پر خاص توجہ فرمائی اور ایک کتاب مبسوط فن بلاغت و منطق میں بانداز مفتاح سکا کی غنی میں تصنیف کی جو ہنوز مسودہ ہے۔ شہر مراد آباد میں بھدہ تحصیل داری مامور ہوئے اور کمال دیانت و سطوت و معالمت کے ساتھ فرائض انجام دیے و دونوں بھائی علاوہ کمال علم و فضل و ریاست و اغراض خاندانی حسن و جمال صورت میں بھی یکساں تھے و دونوں حضرت نے بسن شباب عمد حیات والدین رحلت فرمائی جیسا کہ سابقاً بذیل ترجمہ حضرت مفتی سید نور احمد صاحب رح ذکر ہوا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی مفتی سید مقبول احمد رح نے کتار جد بزرگوار میں تربیت پائی اور وارث عمدہ افتادہ رہے ہوئے اب ان کی اولاد ساکن مراد آباد ہے وفات صاحب ترجمہ آخر ۱۳۸۵ ہجری میں واقع ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ حضرت ہنر پریشانیہ ولایت کے پوتے تھے۔

(۱۴) مولانا حافظ سید ولاد احمد خلف اکبر قدوہ العارفین خجہ سید آل محمد شاہ قدس سرہ آپ ہنر پریشانیہ ولایت کے پوتے اور اپنے بھائیوں میں جو ارکان اربعہ کالات

ولادت

تفصیل علم و اساتذہ

ملازمت لکھنؤ

تفصیل کلام و شعر

صوری و معنوی تھے بہن و سال میں بڑے تھے ہر ایک کا ذکر خیر بالترتیب بلا فصل  
نذر خاصہ ہو گا۔ آپ کا بہن ولادت تقریباً ۱۲۸۸ ہجری ہے۔ بحکم حضرت والد ماجد خود  
بمیت اپنے بھیلے بھائی یعنی مولانا لدی سید سراج احمد صاحب علم کے لیے مراد آباد  
لکھنؤ اور پھر وہاں سے رام پور پہنچے اکثر کتب درسیہ ادب و منطق و فقہ و اصول وغیرہ  
معلمہ مفتی شرف الدین صاحب رام پوری کے حلقہ درس میں تدبیر و تحقیق کے  
ساتھ پڑہیں بعد لکھنؤ جا کر الہیہ کات مولانا تراب علی لکھنوی و علامہ ادیب  
مولوی محمد اسماعیل لدنی مراد آبادی سے تکمیل درس فرمائی۔ ذہن دراک و طبع غوص  
رکھتے تھے ہر فن کے اصول و فروع پر بہت جلد حاوی ہو گئے۔ خوشنویسی و انشا پر داری  
عربی و فارسی میں یدِ طولی حاصل تھا تحقیق لغات و مصطلحات و دقائق علوم میں  
بے نظیر سمجھے جاتے تھے عربی و فارسی کے اہل ادب آپ کو بدائع الزمان و البوا <sup>نفس</sup>  
کا ہمایہ تسلیم کرتے تھے برمانہ سلطنت اور وہ لکھنؤ بقدر دانی وزیر الممالک آپ  
عمدہ تحصیلدار کی سلطان پور پر مامور فرمائے گئے بعد چند عہدالت دیوانی و منصفی کے  
حاکم اعلیٰ ہوئے مشہور ہے کہ آپ کا فیصلہ لغات قابلانہ اور تجویز نہایت پر زور  
ہوتی تھی حکام بالادست شان عبارت و محاسن لفظی و معنوی دیکھ کر متعجب ہوتے تھے  
اور اپیل میں کوئی اس کی تردید نہ کر سکتا تھا آخر نظام سلطنت میں آثار ابروی ملا خطہ  
کرتے ہوئے قطع تعلق ملازمت فرمایا اور باوجود اصرار اراکین حکومت وطن موقوف کا  
راستہ لیا اور کنج عہد و عبادت میں ہمیشہ متوکلانہ بسر فرمائی۔ اسی دوران میں اپنے  
حسب ارشاد حضرت والدہ ماجدہ خود سات ماہ کے اندر تمام قرآن مجید حفظ کر کے محراب  
تراویح سنائی یہ قوت حافظہ اتناک ضرب المثل ہے آپ کی مطبوعہ و مقبولہ تصانیف

۱۔ وطن قدیم اور آسائیں و تنوس لکھنؤ علم و عقولاد و ادبیات علامہ صاحب تصانیف کثیر تھے بعد سلطنت امیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ صاحب  
حکومت آپ لندن بھی گئے وہاں ایک لکچر سے نکاح کیا تصانیف سے شرح عقائد حریری و حاشیہ میزبانی غیر مشہور ہیں سن ۱۳۰۸ ہجری میں آسائیں  
آپ کے احباب و ملازمین نے آپ کے عمارتیں آباد کیں جن میں قمار کا گھر بھی بند ہے آپ عظیم کلام و علم کے لئے اور

سے مقلح اللغات ہے جو خلف اکبر یعنی حافظ سید ابن احمد رحم کی ابتدائی تعلیم کے لیے تالیف فرمائی تھی حجم پانچ جز مطبوعہ اگرہ نصاب لغت عربی فارسی ہے۔ ابتداً اعراف علم صرف عربی زبان اُردو لغز تعلیم برادر ثر د بطریق صرف میر قیام لکھنؤ میں تصنیف فرمائی تھی ۱۶ جز مطبوعہ لکھنؤ ہے۔ شمس الفی عربی لکھنؤ میں مترجم طبع ہوئی ہے۔ شرح حسن و عشق نعمتی ان عالی مطبوعہ لکھنؤ و کانپور اصل کتاب کے حاشیہ پر اب تک اس شرح کے حوالے درج ہوتے ہیں مصنف کے شعر ابتدائی کے مصرعہ ع حدیث عشق شد زیب بیانم۔ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بجائے لفظ زیب حسن زیادہ مناسب ہے تاکہ صنعت براۃ الالتمال پیدا ہو اس اصلاح نے شعر کا حسن بڑھا دیا۔ سراج التحقیق عربی میں ضابطہ تہذیب منطق کی مبسوط شرح ہے اب تک اس پایہ کی کوئی شرح نہیں لکھی گئی یہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اپنے بھائی مولوی سید سراج احمد رحم کی فرمائش سے تصنیف کی گئی ضابطہ تہذیب کے جواب میں بھی شرائط اشکال اربعہ کو خود بعبارت موجز و بلیغ تحریر فرمایا ہے اسکے سوا بعض کتب درسیہ ادب و منطق و فلسفہ پر شرح و حاشی قلمی بخط حضرت مصنف و بعض تصانیف مولانا محمد اسماعیل مراد آبادی آپ کی مکتوبہ موجود ہیں خطوط و ترجمہ نسخہ و تعلق و شفیقہ میں یکیاں و شگاہ تھی آخر وطن میں اپنے بچھلے بھائی کے صد مہ وقات سے مصمم و غمزدہ ہو کر عمر بچا ہ سال اوائل ۱۲۸۵ھ میں رحلت فرمائی مزار شریف جیظہ میں ہم ہلوے مرقد والد بزرگوار ہے رحمۃ اللہ علیہ و علیٰ من لدیہ۔ آپ نے تین پیر عقرب میں چھوڑے سال وفات قطعہ تاریخ مندرجہ ذیل سے ہو دیا ہے۔

سید اولاد احمد علم عصر	کرد آہنگ سیر بخت	الکعبہ بنات نارنج	ادخل باب خلد بادشت
------------------------	------------------	-------------------	--------------------

(۱۵) رئیس المتکلمین حضرت مولانا والدنا سید سراج احمد رحم بن خواجہ حضرت سید آل احمد شاہ انار اللہ برکاتہ

ولادت باکرامت تقریباً ۱۲۸۵ھ ہجری میں ہے آپ مولانا سید اولاد احمد مغفور سے



قریب تین سال عمر میں چھوٹے تھے۔ غم طفلی و سن نشو و نما میں بمشاغل درس و تعلیم و قیام بلاد و سفر و ملازمت و کسب معاش میں اکثر دونوں بھائی ہم صحبت و رفیق رہے۔ تفصیل مشلخ و اساتذہ علوم آپ کے بھائی کے حال میں مذکور ہوئی مزید علیہ یہ کہ بعد فراغ علوم درسیہ آپ نے دہلی کا سفر کیا اور مولانا شاہ محمد اسحاق تلمیذ و نیرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سند صحاح سببہ قرا تا و سماعاً حاصل کی سن ۱۲۷۵ مکر حضرت مولانا شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز م کوٹنا کر سند لی آپ سے رابطہ خلقت و مودت بھی مستحکم تھا چنانچہ شاہ صاحب گنج مراد آباد سے آپ کی ملاقات کے لیے بارہا کوری شریف گئے البتہ بعد تکمیل درس آپ وطن ہو کر بڑے بھائی صاحب کی خدمت میں پھر لکھنؤ واپس ہوئے علما و فضلاء عصر سے صحیح ترین رہن اور علمی بذاکرات میں آپ کے پونچنے سے جان پڑ گئی جس طرح مولانا سید اولاد احمد صاحب ہر فن میں رزانت رائے و متانت طبع و زور تحریر و انجمن نگاری میں ضرب النثل تھے اسی طرح آپ سرخت ادراک و ذکاوت طبع و جودت استدلال و جسارت و خوش بیانی میں بے مثل تھے رسائی ذہن کا یہ عالم تھا کہ بجا درس استاد نے سبق کا مطلب ابھی پورا نہیں بیان کیا کہ آپ نے تقریر کو آخر تک سمجھ لیا اور اسپر دو ایک شبہ بھی وارد کر دیے استاد نے جواب کی تمہید شروع کی اور آپ نے جواب الجواب سنا دیا آپ کے سرعت فہم و فطانت طبع کی مشہور روایت ہے کہ بزمانہ تعلیم ابتدائی کسی صاحب نے آپ سے کوئی صیغہ صرفی امتحاناً پوچھا اس کا جواب با صواب دے دیا پھر حضرت سائل نے دریافت کیا کہ یہ کس باب سے ہے اس کے جواب میں کچھ تامل ہوا اسی موقع سے قریب مگر آپ کی نظر سے غائب بڑے بھائی آپ کے استاد کے پانوں آہستہ آہستہ داب رہے تھے لیکن کان اس طرف لگے تھے جب آپ کو تامل پایا تو بکنا یہ لطیفہ استاد کے

بھائی

نظری

ان

پانوں پر زور سے ہاتھ مارے جسکی آواز بلند ہو کر آپ کے کان تک پہنچی اور ذہن رساجواب سالک میں کامیاب ہو گیا فرمایا کہ باب ضرب یضرب سے ہے حضرت استاد خاموش پڑے ہوئے یہ تمام واقعہ سن رہے تھے یہ عجیب فطانت دیکھ کر ضبط ہوا اور دفعۃً اٹھ کر بیٹھ گئے اور دونوں نو عمروں کی ذکاوت و جودت ذہن کی تکرار تحسین و آفرین کی یہ اور اس قسم کے اکثر واقعات آپ کی قوت ادراک و سرشت فہم کے متعلق وطن و غیرہ میں زبان زد خاص و عام ہیں۔ مباحث علمیہ و درس و مذاکرات میں عجیب و غریب موشگافیاں فرماتے اور زور کلام و قوت استدلال سے مخاطب کو مبہوت کر دیتے تھے حرات و حق گوئی و قوت گویائی سے لوگ مرعوب رہتے تھے گنگا کی سبھی لکھنؤ میں بڑا نہ سلطنت شاہان اور دہ کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر ناظم ضلع میتاپور اور ان کے چھوٹے بھائی میر فدا حسین خان بہادر پکتان فوج تھے یہ دونوں بھائی معزز سادات فاضلی متوطن سہوان دلیرو شجاع و بامروت و سخی و ہرادر نواز صاحب اقتدار و جاہ و شہرت تھے اور ان کے توسل سے گروہ کثیر اعزہ و اہل وطن کا لکھنؤ میں برسر ملازمت و تعلق معاش تھا حضرت فائدہ ماجد علیہ الرحمہ اور جناب پکتان صاحب موصوف کا یوم ولادت ایک ہی تھا اس وجہ سے دونوں حضرات بدو عمر سے سوائے قرابت خاندانی رابطہ محبت و محبتی بھی رکھتے تھے اور کلکٹر صاحب محمد مدح آپ کے اظہار کلمات و آواز نہ ناموری پر بخوش حب الوطنی بغایت شادمانی فخر و ناز فرماتے تھے اور بعض معزز خدمات حکومت کے لیے آپ کے استدعا کی لیکن آپ نے باستغناء نفس دولت کمال پر قناعت فرمائی اور مشاغل علمیہ تدریس و تصنیف و بحث و صحبت ارباب علم میں وقت عزیز صرف فرمایا علمائے عصر سے مباحثات تحریری و تقریری کیے اور فن کلام و قوت مناظرہ میں آپ کی مہارت و سبقت کا غلغلہ بلند ہوا مجالس اخیان و رؤسے دربار میں

بھی اکثر بتقریب مناظرہ مکالمہ اہل علم آپ شریک ہو کر تیغ زبان کے جوہر دکھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ وزیر السلطنت اودھ کے دربار میں موجود تھے اور امرا و اہل حکومت کے سوا علما و مجتہدین شیعہ باہم اپنے مقامات پر مودب اور صدر جلسہ میں ایک مجتہد العصر بلباس فاخرہ تھکن تھے ان کے رعب و ادب نے سب کو ساکت و سراسیمہ بنا دیا تھا مجتہد العصر نے نزاع سنی و شیعہ کے متعلق کچھ تقریر کی اور آخر میں بزور طبع یہ فیصلہ سنایا کہ اصحاب ثلاثہ کے نسبت شیعہ جو کچھ مطاعن و الزام بیان کرتے ہیں گتہ انکار خلاف عقل سلیم ہے کوئی عمارت بے بنیاد بلند نہیں ہوتی وہ مشہور واقعات اگر سب سچ ہیں نہ تو مگر کوئی بھی صحیح نہ ہو یہ غیر ممکن ہے بقول شاعر ع۔ تانبا شد چیز کے مردم نگوید چیز ہاں اس تقریر پر خود وزیر سلطنت اور دیگر امرا و حضار دربار نے حجاب و حسنت کا فرہ بلند کیا اور علمائے شیعہ نے خوب خوب داد دی کہا ہوا ہم۔ یہ رنگ دیکھ کر آپ سے نہ ہا گیا اور بے تامل مجتہد صاحب سے بلند آواز سے خطاب کیا کہ بجا ہے پیر و مرشد ع۔ تانبا شد چیز کے مردم نگوید چیز ہاں مشرکین نے خدا سے تعالے کے لیے جو ہزار دن شریک و سیم تجویز کیے ان سب کا انکار کماں تک ہو سکتا ہے کچھ اصل تو ضرور ہے ع۔ تانبا شد چیز کے مردم نگوید چیز ہاں یہود و نصارا نے اُس و اعدا شریک کے ابناء و نبات ثابت کئے ع۔ قبل ان الالہ ذو ولہ۔ یہ نہیں تو بھانجے بھتیجے ضرور ہونگے ع۔ تانبا شد چیز کے الخ جناب سرور کائنات صلعم کو ساج و کاہن کہا گیل ع۔ فیل ان الرسول قد کنا۔ اگر استقدر نہیں تو شعبہ باز نظر بند تو ضرور ہونگے ع۔ تانبا شد الخ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بیدین و کافر کہا یہ نہیں تو ضعیف الایمان و داعی ضرور مانتا پڑے گا کیونکہ ع۔ تانبا شد الخ اس تقریر سے تمام علمائے شیعہ کے چہرہ کارنگ فق ہو گیا اور مجتہد صاحب تو عواس باختہ ہو گئے جلسہ پر تاشا چھا گیا اور کچھ دیر کے لیے خاموشی ہو گئی آخر وزیر سلطنت علی نقی خان بہادر نے آپ سے

خطاب کیا کہ مولنا آپ کی نصیح و مبلغ تقریر اور زور کلام کی جو تعریف سنی تھی وہ حقیقت  
 صحیح ہے اور جس موضوع پر آپ نے اس وقت استدلال فرمایا وہ ایسا ہی ہے  
 مخالفت اسکا جواب ہرگز نہیں دے سکتا۔ وزیر کے دل پر آپ کی بیباکانہ حق گوئی  
 کا بہت کچھ اثر ہوا چنانچہ ایک بار محل خاص سلطانی نے کسی داغہ ناگوار پر برہم ہو کر شہر  
 کے ایک محلہ کے تمام مکانات منہدم و مسمار کرنے کا حکم دیا بادشاہ بیگم کے حکم سے  
 کسی کو مجال سرتابی نہ تھی رعیت سخت پریشان ہوئی اور کلکٹر صاحب مدد و کنتان منا  
 بھی اسی محلہ میں ساکن تھے اور ان کی عالی شان عمارتیں وہیں واقع تھیں ملکہ جہان  
 کے مزاج میں سوائے وزیر سلطنت علی نقی بہادر کے کسی کو دخل نہ تھا آپ نے اس  
 ہنگامہ رنجیز پر وزیر موصوف سے رعایا کی سفارش کی اور خود ملکہ جہان کی خدمت میں  
 جا کر بطلان قتل سانی قہر خداوندی و باز پرس روز جزا کا خوف دلایا اور بے توسط کسی کے  
 اس مہم کو بندگان خدا کے سر سے دفع کیا۔ جب مولنا فضل حق خیر آبادیؒ لکھنؤ تشریف  
 لائے شہر میں عام شہرت ہوئی اور اراکین درویش نے خیر مقدم کیا علامہ موصوف کو  
 کلکٹر صاحب سے بوجہ تعلق نظامت سیٹاپور و خیر آباد ریلوے محبت تھا کلکٹر صاحب مرحوم  
 نے ایک جمع کثیر علماء و ائمہ کے ساتھ ان کی دعوت و مہمانی کا اہتمام فرمایا اور آپ سے  
 بھی شرکت دعوت کی خواہش کی اور ہنس کر فرمایا کہ آج آپ کی جرأت و طاقت لسان کا  
 امتحان ہے کیونکہ بڑے نامور سے مقابلہ ہے چنانچہ شب کو کھانے سے قبل معززین  
 نے دونوں حضرات میں ہمارے کرایا اور ایک سے دوسرے کی بغایت تعریف کی جب  
 بعد فراغ طعام ادھر ادھر کی باتیں شروع ہوئیں اور علوم و وجہ کے متعلق بھی  
 کچھ گفتگو ہوئی تو آپ نے علامہ خیر آبادی سے بے تکلفانہ سوال کیا کہ ”حضرت علم منق  
 کی غرض و غایت ارشاد فرمائیے“ جواب دیا کہ اسکو ادنیٰ طلبہ بھی جانتے ہیں آپ نے  
 فرمایا کہ اس میں مجھو شبہ ہے فاضل موصوف نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے ذہن فکر

ذہنی و ہمدردی

لامات علاقہ خیر آبادی و طلبہ علم

واستدلال میں غلطی نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ طرفہ تماشل ہے کہ متقدمین و متاخرین میں کوئی شخص اس غرض کو حاصل نہ کر سکا قدما میں اشتراقیں و مشائیں کے اختلافات اور ہر فرقہ کے فلسفیانہ استدلال ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں متاخرین نے قدما کی غلطیاں ثابت کیے نئے دعاوی قائم کیے اور بزر و دلائل انکو حق بتایا اور ان پر بھی باہم اتفاق ہوا شیخن و امام رازی و طوسی و شیخ الاشراق کے مشاجرات اور اختلاف مسالک عجیب حیرت انگیز تھا ہے خود علم منطق کی کتابوں پر نظر کیجئے تو ماتن اپنے پیشر و دن کے اقوال رد کرتا ہے اور شارح اس کے جوابات دیتا ہے اور محشی ماتن کی تائید کرتا ہے۔

وہم کہ جبراً اور یہ سب منطق فن میزان میں اپنی امامت تسلیم کر چکے ہیں یہ کیا قیامت ہے؟ مولانا نے جواب میں کچھ معقولیانہ توجہ فرمائی مگر آپ نے جواب جواب میں اپنے مدعا کو اور بھی روشن فرمادیا اور سلسلہ گفتگو ختم ہو گیا اس کے بعد مولانا سے اکثر دو شانہ ملاقاتیں ہوئیں اور مذکورہ اکر ات علمی بھی رہے مولانا نے کلمہ صاحب ہمدرد آپ کی وسعت نظر و استحضار علم و قوت بیان کی چند مرتبہ کما حقہ تعریف کی۔ آپ کے اور مولانا کے مسلک میں یہ اختلاف تھا کہ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید ۱۶۷ اور مولانا فضل صاحب سے چند مسائل اعتقادی امکان نظیر وغیرہ میں تحریری بحثیں ہوئیں اور ایک مدت تک باہم چھیڑ چھاڑ عالمانہ ہی مولانا نے دلائل منطقیانہ و فلسفیانہ بہت صرف کئے مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید ۱۶ نے رسالہ یکروزہ میں انکار و رد ابطال کیا فریقین میں کسی نے اپنے مخالف کی تکفیر و نفیق نہیں کی بعد شہادت شاہ صاحب ۱۶۷ ٹونک میں مولانا سید حیدر علی رامپوری اور مولانا خیر آبادی کے باہم پھر ان مسائل پر مباحثے ہوئے اور طرفین سے تصنیف رسائل کی نوبت آئی سید صاحب ۱۶۷ شاہ صاحب کے ہم عقیدہ تھے اور مولانا شاہ محمد عبد العزیز محدث دہلوی ۱۶۷ کے شاگرد رشید ان کے بعد ایک گروہ پیدا ہوا جس نے عوام میں غلط فہمیاں پھیلا کر بزرگان دین و موحیان

نعت حق علی سید محمد شاہ

و محمدین کے بغض و عداوت کو اپنا فرض نہ ہی سمجھا اور مولانا شہید و شاہ محمد اسحاق  
 محدث و مجدد عصر مولانا شاہ محمد دلی اللہ رحمہ اللہ کی شان میں کلمات ناسزا کہنا اور  
 عوام کو ان کی جانب سے بدظن کرنا شعار ٹھہرایا۔ ان فرض آپ قبیح کتاب و سنت و  
 ماحی مشرک و بدعت تھے طریقہ محمدین و اخلاف مولانا شاہ دلی اللہ محدث دہلوی رحمہ کی  
 حمایت و نصرت اور ابطال اقوال مبتدعین و مضلین کو فرض جانتے تھے۔ مولانا  
 خیر آبادی نے ایک جلسہ میں فرمایا کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب جس چیز کو حلال کہیں اسکو  
 میں حرام اور جسکو وہ حرام کہیں اسکو میں حلال ثابت کر سکتا ہوں آپ اس موقع پر  
 تشریف فرما تھے فرمایا کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے مان میں بیٹی کو حرام اور زوجہ کو حلال فرمایا کہ  
 آپ ایسے موقع پر کیا کیجے گا کہ باب بدل و کلام و اہل بدعت کی جو بدعتیں آپ کو خاص ملکہ  
 تھا میدان بحث و مناظرہ میں ہمیشہ بحکم الحق یغلب و لا یغلب غالب و منصور ہے اور  
 تمام تر سعی اشاعت حق و اعلیٰ کلمۃ اللہ میں تھی مولوی محمد فضل رسول صاحب  
 بدایونی نے حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ کی کتاب تقویت الایمان کا رد لکھ کر بنام  
 احقاق الحق شائع کیا جب وہ لکھنؤ میں آپ کی نظر سے گزرا تو بفرمایش فضل علی حق  
 آپ نے اسکا محققانہ و منصفانہ جواب باصواب ایک جلسہ میں تصنیف فرما کر  
 بیت السلطنت لکھنؤ میں طبع کرا دیا تصانیف علمائے سہسوان سے پہلی کتاب یہی  
 ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور اپنے باب میں لاجواب سمجھی گئی اسکا نام سب لایا گیا  
 ہے۔ مولانا مفتی محمد سعد اللہ رامپوری سے آپ کا رابطہ مجاہدست و مودت تھا جب بعض  
 اراکین حکومت اودھ اور کلکتہ میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی نے آپ کو تعلق  
 ملازمت سلطنت پر مجبور کیا تو مفتی صاحب رحمہ بھی مصر ہوئے۔ یہاں تک کہ غمہ  
 تحصیلداری قصبہ کا کوری ضلع لکھنؤ پر مامور کئے گئے اور پانچ چھ سال فراغت میں  
 عجیب قابلیت و ناموری کے ساتھ انجام دیے اس نواح میں اب تک آپ کے علم و

کتابت

کتابت

و فضل و ذہن و ذکا کے حیرت خیز قصے مشہور بہن فریقین مقدمہ کا اظہار ختم نہیں ہوا  
 اور طبع رسانی اصل واقعات کا پتہ لگایا و کلا قانونی و واقعاتی گتھیاں سلجھانے کے لیے  
 آپ کی طرف رجوع کرتے اور حکام بالادست نظام سیاسی و ملکی و تداریک حکومت میں  
 آپ سے مشورہ کرتے اور آپ کی احصابت رائے و حکمت عملی کی تحسین بلیغ کرتے تھے  
 اور یہ اعتراف و اہلیت ہمیں تنگ محدود نہ تھا بلکہ جب مابین سلطنت اودھ و گورنمنٹ  
 انگریز تجدید عہد نامہ ہوئی اور حدود ملک و الحاق بعض مقامات میں صورت نزاع  
 درپیش ہوئی تو بایامے وزیر سلطنت آپ کو نیابت وکیل سلطنت اودھ کا منصب  
 دیا گیا اور یہ عہدہ آپ کے لیے نیا قائم ہوا آپ نے اقل مدت میں تمام سیاسی پیچیدگیاں  
 اور نزاعی صورتیں رفع فرما کر طرفین کو مطمئن کیا اراکین حکومت اودھ کی پریشانی  
 زائل ہوئی اور کچھ حصہ ملک بھی مثل نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آیا اس جن کارگزاری کے  
 صلہ میں آپ خلعت و بالائی سے ممتاز کئے گئے اور ترقی منصب کا سلسلہ درپیش ہوا اپنے  
 بزمائے تحصیلداری مظالم حکام و سودا نظام حکومت و خوف نتائج بد سے متواتر وزیر سلطنت  
 و دیگر متعین کو مطلع فرمایا تھا اور انتظام جدید و اصلاح ملک کی طرف توجہ دلائی تھی مگر  
 اس کا نتیجہ کچھ نہوا ارکان حکومت کی عیش پسندی و غفلت اور حکام کی خود غرضی و شہوت پاشی  
 و بیدادگری حد سے متجاوز تھی یہ اتبری ملاحظہ فرما کر آپ ۱۲۷۲ھ ہجری میں ملازمت کی  
 ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے مفتی محمد عباس صاحب رئیس کا کورجی جو آپ کا نہایت  
 احترام فرماتے تھے اور اپنا دیوانخانہ و مکان آپ کے لیے دو تین سال کو وقف  
 کر دیا تھا قیام کا کوری پر اصرار کیا اور دیگر اخیان قصبہ بھی دامگیر ہوئے آپ نے  
 زمانہ کی حالت اور اپنی مصالح پر نظر فرما کر موہ متعلقین و بان اقامت فرمائی اسکے بعد ہی  
 مصائب غدر کا آغاز ہوا اور تمام ہند میں آتش فساد مشتعل ہوئی جب بحکم آدھی فتنہ عظیم  
 فرو ہو کر امن عام کا حکم ہوا تو ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۲۷۵ھ ع میں آپ وطن تشریف لائے

تشریف

دراپن

اتفاقاً ایک انگریز جس نے بھانپ سیرکار انگلشیہ اودھ میں خدمت انجام دی تھی آپ کے  
 خوب واقف اور جو ہر عقل و فہم و قوت بیان و ذکاوت خوب دیکھ چکا تھا یہاں غمہ  
 جی پر مامور تھا اُس نے آپ کو وکالت کی ترغیب مہ سند وکالت دی تقریباً دو سال یہ  
 مشغلہ قائم رہا وکلا سے عصر کو آپ کے خلاف مقدمہ لینا بڑی دشواری کا سامنا تھا اتفاقاً  
 قانون کے وہی معنی عدالتین تسلیم کرتی تھیں جس پر آپ زور دیتے تھے دافعیان تو نہیں  
 کا منشا اور وضع قانون کے موجبات آپ کی تقریر سے ذہن نشین ہو جاتے تھے اس لیے  
 حکام کا فیصلہ آپ کی رائے کے خلاف کمتر صا در ہوتا تھا با این ہمہ کبھی کوئی مقدمہ خلاف  
 حق نہیں لیا اور دروغ و طمع سازی سے برکنار رہے آخر اس شغل کو ترک فرما کر فائز شینی  
 وعزت گزینی اختیار فرمائی اپنے اور اہل و عیال کے لیے بغرض حصول رزق حلال  
 کچھ تجارتی کاروبار اور جہاد و موروٹی آبائی کو کافی خیال فرمایا اور شب و روز عبادت  
 و ذکر و وعظ و ارشاد و عباد و درس قرآن و حدیث میں بسر فرماتے اور بعض اوقات صحبت  
 حضرت تاج الاولیاء قطب عصر مولانا سید تاج الدین جن قدس سرہ میں مستفید فیوض و  
 رہتے۔ آپ کی تصانیف کا ایک بیش بہا ذخیرہ فتنہ غدر و حوادث سفر میں تلف  
 ہو گیا اسکا اکثر حصہ رد شرک و بدعت و حمایت توحید و سنت میں تھا متفرق مسودات  
 کے ناقص اجزا ہنوز موجود ہیں ایک کتاب علم سیاست و نظم مملکت میں دستبردار  
 انقلاب سے محفوظ ہے اس میں ہر عنوان آیات قرآنی و احادیث نبوی سے مرتب  
 کیا گیا ہے اور مواد تاریخی و دلائل عقلی سے اسکی توضیح فرمائی ہے آپ کا کتب خانہ  
 مختلف علوم کی کتابوں سے مشحون تھا کتب حدیث و کلام و سیر و رجال کی تعدد و زیادہ  
 تھی چونکہ حضرت مولانا حاجی سید محمد عبدالباری صاحب علیہ الرحمہ جو آپ کے خلف الصدق  
 اکبر اور فیقر اتم کے حقیقی برادر بزرگ تھے بطلب و تحصیل علم و وطن سے باہر رہے  
 اور بعد فراغ درس بوجہ تعلقات ملازمت و معاش بلاد دور و دراز میں اقامت گزری

شخص

بہت



ہوئے اور حقیر بنفس طلب علم آن حضرت کی خدمت میں رہا اس لیے بڑا حصہ کتب خانہ کا برباد ہو گیا عمدہ عمدہ کتابیں خاک کا ڈھیر ہو گئیں۔ آپ کے اخلاقی خصائص میں جن خلقِ مروت و کرم و ہمدردی و حاجت روائی قابل ذکر اوصاف ہیں حضرت مبرور نے بتایا کہ ۱۹۔ شوال ۱۲۹۰ھ بمطابق ۱۸۷۳ء سال دارفانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا اللہ وانا الیہ راجعون ڈھ مزار مقدس حطرہ میں ہم پہلو سے مرقد پر وجہ علیہا الرحمہ ہر اس سانچہ کی تاسیخ جناب مفتی محمد سعد اللہ رامپوری نے قطعہ ذیل میں نظم فرمائی ہے

مٹوئی سید سراج احمد کرد رحلت ازین جہان حریف از پئے سال رحلت آشفته	عالم دین و مرشد عالم رخت بدست سوے باغ ارم خاموشی سراج دین گفتم
---	--

(۱۲) حضرت مولانا شاہ سید نیاز احمد شہید بن خواجہ سید آل احمد شاہ

### مودودی قدس سرہما

آپ کا سال تولد ۱۳۳۰ھ ہے آپ اپنے ننھے بھائی صاحب موصوف الصدر سے تین سال عمر میں چھوٹے اور اپنی بہنوں اور ایک بھائی سے بڑے تھے آپ بدو عمر سے زیور صلاح و سعادت سے آراستہ اور حالیہ زہد و تقویٰ سے پیراستہ تھے اسی وجہ سے ہر اداران محترم و منظم آپ کا پاس ادب فرماتے اور آپ کی رائے صائب کو ہر مشورہ میں قابل اتباع جانتے تھے تحصیل علوم درسیہ لکھنؤ و دہلی میں فرمائی فن حدیث و فقہ سے خاص مناسبت تھی بعد تکمیل دہلی میں چند سال قیام فرمایا اور طلبہ علم کو درس دیا فنونِ بہگری و شش تیر اندازی و شمشیر زنی و شسواری میں مہارت تانتہ حاصل کر کے بعض بزرگانِ دین کے ہاتھ پر بیعت جماد کی اور فرسنگ غزوہ ہوئے کفار و مشرکین سے جنگ کی۔ پھر وطن واپس ہو کر حضرت والد ماجد

قدس سرہ کے دست مبارک پر بطریق حضرات صوفیہ بیعت کر کے مشغول طاعت و ذکر و فکر مجاہدہ نفس و تزکیہ قلب ہوئے باین ہمہ شان امارت و ریاست و عہد و وقار کے تھا متکون و سادہ عظمت و احترام رہے۔ اتفاقاً درعین پایہ عالی تھا اور نفاسست پسندی و سلیقہ شکاری و خود داری میں سرفراز و ممتاز تھے آخر بعد واقعہ عذر کفار اشترار کے ہاتھ سے ۱۲۸۷ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء میں عمر ۳۹ سال وطن میں شہرت شہادت نوش فرمایا دست مبارک میں تسبیح اور لب پر کلمہ شہادت تھا۔ تاریخ وفات قطعہ فارسی میں نظم کی گئی ہے۔

شہادت یافت چون سبط پیمبر	انیا ز احمد کہ بود از آل احمد
چو روح پاک او در جنت آسود	دخول خلدہ تار بخش بر آمد

مزار اقدس خطیب محلہ میں کنکار کا ہے۔ آپ کے خلف مولوی سید غفور احمد صاحب نہایت لائق فن ریاضی کے ماہر خوشنویس تھے ریاست بھوپال میں تحصیلدار بلقیس گنج رہے اور وہیں ۱۲۹۶ھ میں عمر ۴۳ سال وفات پائی بامروت باوقار و سلیقہ تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۷) مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ خلف اصغر حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ رحمہما اللہ

ولادت شریف تقریباً ۱۲۸۳ ہجری کے آخر میں ہے آپ اپنے والدین کے اصغر اولاد ہیں اور وقت وصال حضرت والد بزرگوار ۳۷ ہجری پانزدہ سالہ تحصیل علوم درسیہ میں مشغول تھے اپنے برادران معظم سے لکھنؤ میں اور قابل مولوی شیخ احمد حسن مراد آبادی تلمیذ حکمت باب مولانا فضل حق خیر آبادی و دیگر فضلاء عصر سے تعلیم پائی پھر علی تشریف لے گئے اور مدت دراز قیام کیا کتب ادب و بلاغت مولوی محمد فیض حسن

سہارنپوری و فلسفہ و منطق مولوی فضل حق خیر آبادی و مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی  
 سے استفادہ کو کے علوم دینیہ تفسیر و حدیث تکمیل کو پہنچائی بعدہ فن طب مشہور طبیب  
 حکیم سید فیض علی تلمیذ رشید حکیم قدرت اللہ و حکیم عزت اللہ خان شاگردان حکیم محمد شریف خان  
 مرحوم سے حاصل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی۔ یجنال فیض سانی خلق اللہ مصروف علاج  
 و مداوا ہوئے اور درس و مطب کا سلسلہ بڑے پیمانہ پر جاری ہوا اور اس میں خاص شہرت  
 و نیکنامی حاصل ہوئی مطب و علاج مرضی کو آپ نے ذریعہ کسب معاش بنایا غریب  
 و مساکین کو ہمیشہ اُمر پر ترجیح دی بسر اوقات جاگیر و مسافیات موردنی و آبائی پر تھی  
 اور اسکا بڑا حصہ صرفہ محتاجین و فقرا پر۔ اسی دوران میں مطالعہ کتب معرفت و تصوف  
 کا شوق ہوا ملفوظات حضرت ہزبر برمشہ دلایت اور بعض تصانیف حضرت والد ماجد اکثر  
 مطالعہ فرماتے اور عبادت و ریاضت و کثرت ذکر میں وقت زیادہ صرف فرماتے لگے  
 بعد چندے دفعہ بحکم بشارت غیبی خیر الاولیاء حضرت شاہ محمد رحیم اللہ خان سنبھلی  
 مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ سہوانی قدس سرہما کی خدمت میں پہنچے  
 اور بیعت طریقت باخذ خرقہ و تاج خلافت عمل میں آئی یہ ودیعت آبائی و میراث  
 اسلاف کرام شاہ صاحب رحم نے خطا فرما کر آپ کو رخصت کیا۔ بتائید رہا بی مقامات  
 سلوک و عرفان و منازل کشف و ایقان طے فرما کر متوجہ ارشاد و ہدایت بندگان خدا  
 و مداوای امراض روحانی ہوئے۔ ابتلع کتاب و سنت میں قدم راسخ اور حقائق و معارف  
 باطن میں پایہ عالی تھا۔ بدعات مردجہ صوفیہ سے احتراز و اجتناب واجب جانتے اور  
 معتقدین کو متابعت قرآن و حدیث کی تلقین فرماتے۔ کسی امیر و غریب کا نذرانہ  
 و شکرانہ قبول نفرماتے اور ہمیشہ دولتخانہ فیض کا شانہ پر رونق افروز رہتے سلسلہ  
 بیعت و رشادت قائم تھا معتقدین مقامات دور و دراز سے آکر مرید ہوتے اور  
 ہفتون آپ کے ہمان رہتے مگر غرور و بدولت کبھی مریدوں میں دورہ نفرماتے الا ماشاء اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

اعزہ خاندان و ذوی القربیٰ میں شامی و بیوگان و بیچارگان کی سرپرستی بخل و سخاوت سے فرماتے اور سب کی خبر گیری فرض سمجھتے کبھی کسی کے پاس محض ملاقات یا مصاحبت کے لیے تشریف نہ لے جاتے رو سادہ حاکم خود دو لنگہ پہرہ کر دے گروہ حاضر ہوتے اور خواہش علاج و معالجہ کی کہتے آپ کی مجلس میں بجز ذکر خدا و رسول و علماء و صلحا و نبوی اذکار نہوتے تھے آپ کے استغناء و توکل کی ادنیٰ مثال یہ واقعہ ہے کہ امیر الملک و الایامہ نواب سید صدیق الحسن خان بہادر رم سے بزمانہ طلب علم دہلی میں آپ کا رابطہ موانستہ تکمّل تھا اب بعد نوابی ریاست بھوپال حضرت کا ذکر فیروزہ مستطبلک العلماء مولانا حاجی سید محمد عبد الباری سہسوانی ۷۶ جو حضرت کے حقیقی برادر زادہ تھے نواب صاحب ممدوح کے گوش زد ہوا تو بفرط اشتیاق ملاقات و یاد آوری اتحاد قدیم استدعا سے تشریف آوری کی اور بطریق زاد سفر ایک ہزار روپیہ نقد ارسال خدمت کیا آپ نے قدم رنج گوارا فرمایا اور بارغیہ و شکر یہ روپیہ واپس فرمادیا چندے مکاتبت و مراسلت فیما بین رہی اور آپ نے اظہار سرت و لطف فرمایا تصنیف و تالیف کے مشغلہ سے کبھی خالی نہیں روزانہ کچھ ادراک تصوف و اخلاق و حالات اولیاء و سیر و مناقب میں تصنیف فرماتے متعدد کتابیں مجلد ضخیم میں طبع و اشاعت کی جانب توجہ نہیں فرمائی۔ اردو فارسی و عربی تینوں زبانوں میں بے تکلف فی البدیہ عبارت تحریر فرماتے نظم کی طرف بھی میلان طبع تھا چنانچہ ایک مجلد قصائد فارسی حمد و ثناء و منقبت اصحاب و اہلبیت اطہار مدح بزرگان دین میں مرتب ہے۔ تصنیف و تالیف کئی موشوعہ تعلیمات و اقتباس آیات و احادیث فضائل مرتضوی و رموز و کنایات معرفت و تصوف سے بھرا ہوا اور صنائع لفظی و معنوی سے معمور ہے اس کی عجیب و غریب شرح جو متکفل حل نکات و غوامض و تفسیر آیات و احادیث و بطریق ہے آپ کے صاحبزادہ صاحب سلمہ المدم نے آپ کی افادت و ارشادات سے تالیف کی ہے اور خود حضرت نے اس پر نظر نانی فرمائی ہے اپنے باب میں بمثل

و عیدیم النظیر ہے۔ شرف السادات بزبان اُردو و حالات فقر ادا و لیائے سادات  
 مسوان و تراجم بعض دیگر اہل کمال شاہد و سعت معلومات و تجربہ علم ہے محرم بطور  
 کو اس مبارک مسودہ سے جا بجا مدد ملی ہے ایک تجلید سیرت و حالات حضرت خواجہ  
 خواجگان قطب الاقطاب زمان خواجہ سید قطب الدین مودودی چشتی رضی اللہ عنہ میں بیان  
 اُردو موجود ہے اس کے سوا چند رسائل عربی و فارسی علم تصوف میں اور ایک تجلید  
 مصطلحات حضرات صوفیہ میں ہے۔ آپ ہر سال ایک مرتبہ دعوت عام درویشان  
 و فقر بصرہ کثیر فرماتے اس میں دور دور سے درویش سالک و مجذوب آکر مہمان  
 ہوتے تھے جب زمانہ حیات آخر ہوا تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اذکار و اوراد  
 خانہ دانی و ملفوظات خاص حضرات آباے کرام و تصنیفات خود مع چند کتب تصوف  
 و معرفت و ختمہ و سجادہ خلافت تفویض فرما کر و صایاے نافعہ تلقین فرمائیں اور  
 بخارہ ہمسقا بمعر ۶۶ سال ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ ہجری میں بعد نماز مغرب کلمہ  
 تشہد پڑھتے ہوئے رہ گئے عالم بقا ہوئے قعہ اللہ بغفرانہ۔ مادۃ سال وفات آیہ اکرمہ  
 اِذَا الْحَيَاتِ اسْتَرْفَعَتْ سے عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ ربیع نے مستخرج  
 ۱۳۵۷ ۹ فرمایا جزاۃ اللہ تعالیٰ فیہ

(۱۸) مولوی حکیم محمد بدر الدین فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کے والد شیخ محمد صدر الدین عمری مقام تھانیر ملک پنجاب سے سن شباب میں  
 مسوان آئے مولانا شرف علی رح نے آپ کی شرافت جسی و نسبی کی وجہ سے آپ کا  
 عقد نکاح اپنی دختر سے منع فرمایا ان کے بطن سے حکیم بدر الدین صاحب ادا اہل  
 صدی سیزدہم میں متولد ہوئے ادر مع برادر حقیقی خود یعنی مولوی حکیم نیاز احمد صاحب  
 بطالب علم سفر کیا فضلاء مشورین و علمائے شہر دہلی سے اکتساب علوم درسیہ

ابتداء کر کے ہر دو فاضل متتبع ہوئے اور فن طب کی طرف توجہ فرمائی حضرت مولانا شاہ  
رفیع الدین دہلوی رحمہ سے قانون شیخ بالاستیعاب پڑھا اور بعد تکمیل و فراغ درس مطب  
آپ بیت اسطنت لکھنؤ میں رولق افروز ہوئے رسالہ انوار نواب فقیر محمد خان بہادر نے بکمال  
قدر دانی آپ کو اپنا مشیر و نذیم خاص بنایا اور آپ کو اطہار کمال کا موقع دیا۔ اعیان رؤسا و  
آمرانے آپ کی طرف معالجات میں رجوع کی دائرہ علاج و مطب وسیع ہوا اور شہرت و تکوینی  
عام ہوئی آپ طبیب فاضل و حکیم کامل تھے قانون شیخ الریس پر حواشی و تعلیقات  
تحریر فرمائے طلبہ علم کو ایک مدت درس دیا توسط نواب صاحب موصوف محلات شاہی  
دشاہزادگان کا بھی علاج و مداوا کیا اور صلہ و جائزہ کثیر پایا۔ طرز معاشرت ابتدا سے  
رہبانہ رہا۔ اسپر امرے لکھنؤ کی صحبت اطعمہ لذیذ و پرتکلف کا شوق تھا دستار خوان پر  
اجباب کا مجمع ہوتا تھا باور چرخانہ کے مصارف زیادہ تھے سیر چشمی و مروت و احسان و  
مہمان نوازی آپ کے خاص اوصاف تھے جنکا ظہور اولاد امجاد میں بھی کامل طور پر تھا۔ چار  
صاحبزادے معدن علم و حکمت کے جو اہر درخشان ہوئے ہر ایک کا تذکرہ بجائے خود درج  
ہوگا۔ چند بار مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اور اپنے ہی علان سے بفضلہ تعالیٰ شفا پائی  
آخر بمقام قصبہ سندیلہ ۱۲۶۱ ہجری میں بعض مذکور فات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱۹) مولوی حکیم نیاز احمد بن شیخ صدر الدین فاروقی رحمہ اللہ  
آپ کی تعلیم و کتاب العلوم کی حالت ذکر ہو چکی ہے آپ بھی اپنے بھائی حکیم الدین کے  
مثل حکیم حادق و طبیب فاضل تھے شہر دہلی میں درس و مطب فرمایا مولانا سید زبیر حسین  
محدث دہلوی رحمہ نے آپ سے شرح سلم ملاحسن و کلیات فیسی وغیرہ پڑھی اور ایک  
جماعت طلبہ آپ سے فیضیاب ہوئی حالات محدث دہلوی رحمہ میں آپ کا تذکرہ بھی ہے  
اساتذہ میں مذکور ہے وفات کا صحیح سن دریافت نہوسکا آپ کے نامور خلف حکیم  
محمد نور الحسن ۱۲۸۰ تھے رحمہ اللہ تم

(۲۰) مولوی حکیم سید محمد اسد علی بن میر وجہ اللہ فاضل رحمہما اللہ ولادت تیرھویں صدی ہجری کے ابتدا میں ہے جب سن شہور کو پہنچے تو کسب علم کا خیال آیا لکھنؤ کا سفر کیا وہاں سے بنارس گئے مولانا غلام حسین بنارسی سے علوم غفریہ و ریاضیہ استفادہ کئے اور پھر لکھنؤ میں مولوی قدرت علی صاحب لکھنؤی و بعض فضلاء فرنگی محل سے تحصیل و تکمیل فنون درسیہ کمال توجہ و محنت فرمائی مطالعہ کتب و مذاکرہ علم میں شب و روز منہمک و مشغول رہے بعد فراغ درس علم طب کا شوق ہوا اور کئی سال نامور شاہی طبیب حکیم میخ الدولہ لکھنؤی کے پاس درس و طب میں مصروف رہ کر سند فضیلت حاصل کی اور ان کے تلمیذ رشید شمار کیے گئے اور مولانا حکیم محمد انور علی وغیرہ نامور علما و اطباء سے مشاجرات مناقشات رہے بعد وہ وطن واپس ہوئے اور تا آخر تک میں باہر نہیں گئے یہاں درس علوم متداولہ و طب و علاج فرنگی میں اوقات صرف فرمائی اور بغایت سادگی و بے تکلفی کے ساتھ بسر کی بے طمع و تواضع و انکسار نفس و ہمدردی و غربا میں ضرب المثل ہوئے ایک جماعت اہل علم آپ کے تلمذ سے بہرہ یاب ہوئی آپ فضلاء منطقیین و علمائے بحرین سے تھے تقریباً ۱۳۳۰ ہجری میں بھر ۶ سال وطن میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے حقیقی برادر زادہ مولوی سید ابن حسن صاحب بھرہ ۹ سال موجود ہیں اور بندہ بن سلیم و عقل مستقیم اتباع قرآن و حدیث میں ثابت قدم اور اعانت و نصرت اہل حق میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں اور مقدمات قانونی و عدالتی میں مہارت و دلچسپی تام ہے معاملہ فہمی و حلم و مستعدی و سادگی میں امتیاز خاص رکھتے ہیں اور بایں سن و سال قانونی موٹا گیون کے دستیابی ہے اور نواغی معاملات میں مہما کن حصہ لیتے ہیں سلمۃ اللہ تعالیٰ و البقاء۔

(۲۱) مولانا سید محمد عبد الحسیب بن سید ہدایت علی قاسمی رح سال تولد ۱۳۳۰ ہجری ہے کتب درسیہ فارسی و صرف و نحو عربی اپنے نانا نشی

سید فتح علی رح سے وطن میں تعلیم پا کر شہر مراد آباد بطلب علم گئے اور مولوی احمد حسن صاحب  
 و مولانا قطب عالم صاحب مراد آبادی سے کتب درسیہ معقول و منقول و علم طب حاصل کیا  
 اوروہ دینیات کا زیادہ حصہ مولانا عالم علی محدث تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے  
 استفادہ فرمایا پھر وطن آ کر کچھ مدت قطب الالقیات تاج الاولیاء حضرت مولانا سید  
 محمد تاج الدین حسن قدس سرہ سے علوم معارف و اخلاق و تصوف و نکات فنون غریبہ  
 و دقائق زبان فارسی و مقامات حقیقت حاصل کیے اور استفادہ فیوض و برکات کمالیہ  
 کیا۔ اور طریقہ نقشبندیہ و قادریہ میں آنحضرت سے بیعت کی اور خاندان چشتیہ میں  
 سید المجاہدین مولانا سرفراز علی صاحب جو پوری رہ کر مرید ہوئے بقدر دانی و تاضی  
 محمد مسالام عباسی بدایونی بمختلفہ درس و تدریس علوم بدایون میں چند سال قیام  
 فرمایا اور اہل شہر سے جماعت کثیر نے آپ سے استفادہ کیا بعدہ ریاست دان پور ضلع  
 بلند شہر میں علم دوست رؤسائے آکھو اپنے بیان بلا کوکھا اور ایک مدت تک آپ کی  
 خدمت گزار کی تھے کہ سفر حج میں شریفین میں آپ انکے ہمراہ تھے اور حج و زیارت سے  
 مشرف ہوئے۔ علاوہ جامعیت علوم غریبہ عقلیہ و نقلیہ فارسی دانی و انشا نگاری  
 و حل مضامین و طبعیات و فن تصوف میں و شگاہ خاص رکھتے تھے اور بغایت نیک نفس  
 فرشتہ صورت بزرگ تھے بزمانہ آخر وطن میں آٹھ سال تک طلبہ علوم کو حشمہ فیض سے  
 سیراب فرمایا اور ایک مدت مرض فلج میں مبتلا رہ کر بمرور ۷۷ سال ۱۸۸۷ء میں وفات پائی  
 رحمہ اللہ تھائے۔ مزار نور متصل دروازہ جنوبی مسجد شاہ عطا محمد رح ہے آپ کے تین صاحبزادے  
 ذی علم طبیب موجود ہیں سلمہ اللہ تھائے عزیز مولوی سید اعجاز احمد سلمہ نے جو آپ کے  
 تلمیذ رشید ہیں قطعہ تاریخ سال وفات موزن فرمایا ہے

عالم عصہ صوفی صافی	ابو عبد الحمید خوش سیرت
از پچیس سال رحلتش معجز	گفت نے ریب داخل جنبت
	۱۲ ۱۳



(۲۲) مولوی حکیم سیّد شفاق حسین بن مولوی سیّد بشیر الدین ہاشمی رح  
 آپکی ولادت تقریباً ۱۲۰۰ھ میں ہوئی کتب ابتدائیہ وطن میں بڑھکر بطائب علم سفر کیا۔ بدایون  
 میں مولانا محمد فضل رسول رح سے اور بریلی میں مولوی رحیم اللہ رح سے کتب فنون عقلیہ و فنیہ  
 فرا کر دیں پہونچے اور شاہی طبیب حکیم احسن اللہ خان دہلوی سے علم طب و مطب حاصل کیا  
 پھر وطن واپس آکر درس و مطب کی جانب متوجہ ہوئے اور صحبت و مجالست علماء و فضلاء  
 عصر میں مولانا سید اولاد احمد و مولانا سید سراج احمد رحمہما اللہ میں زیادہ وقت صرف کرتے اور  
 مذاکرات و مشاغل علمی سے مستفید ہوتے تھے۔ علم فقہ و تربیت و ریاضی میں مہارت زیادہ  
 تھی تعلیم کی طرف خاص رجحان تھا مسائل و فروع میں فقہ پر عمل پیرا تھے بعد شورش غدر  
 بندریہ ملازمت انگریزی و تعلیم و تربیت اولاد و متعلقین بانس بریلی میں فرود کش ہوئے حکام و  
 درخایہ شہر و قوم نے آپ کی بڑی عظمت و عزت کی ملک متوسط ہند میں بعدہ ڈپٹی کلرک  
 مدت مدید مامور رہے پھر پنشن لیکر بریلی میں خدمات قومی و اسلامی بکمال حمیت و سہمدی  
 ادا کیں اجرائے یتیم خانہ و تعلیم گاہ آپکی عمدہ یادگارین ہیں آنریری مجسٹریٹ و ڈائریکٹریٹ  
 مینوسپل بورڈ سے ممتاز تھے۔ تربیت و تعلیم اولاد کی مثال بھی اعلیٰ و ارفع قائم کی تینوں  
 صاحبزادوں کو حافظ و قاری قرآن و عالم و حاجی بنایا اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم دلائی چنانچہ سب  
 آپ کے سامنے بڑے نمودن پر فائز ہوئے آپ نہایت پختہ مزاج مدبر و دوراندیش  
 سعادت دینی و دنیوی سے بہرہ ور شہرت و نیکنامی میں بلند پایہ تھے باوجود سکونت  
 بریلی نکاح پسران و دختران خاندان و اعزہ وطن میں کئے اور باہر غیر کفو میں قرآن  
 نبین کی آپ نے بھر ۷۷ سال ۱۳۱۰ھ مطابق یکم جون ۱۹۰۱ء میں رحلت فرمائی  
 دارالخلافہ بلخ نر شاہ بانس بریلی میں حجرہ مبارکہ  
 (۲۳) حکیم محمد نور الحسن بن حکیم شیخ نیاز احمد فاروقی رحمہ اللہ  
 آپ حکیم محمد بدر الدین سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ تھے علوم ابتدائی صرف و نحو

و منطق و غیرہ مولوی حکیم سید اسد علی سہسوانی سے تحصیل کیے۔ بعدہ رامپور جا کر کتب و رسم  
متداولہ علماء عصر سے بڑھیں پھر صناعت آبائی علم طب دہلی و لکھنؤ میں اطباء  
نامی سے حاصل کر کے مشغول طب بنے کتب معقولات و فقہ میں مہارت و رس  
حاصل تھی طلبہ علم آپ سے اکثر مستفید ہوتے تھے مطب کی طرف توجہ خاص تھی  
اور تشخیص امراض و تجویز دوا دین میں سرآمد اطباء زمان تھے رؤسا و امرا کی شہادت  
پر وطن سے باہر گئے اور خاص ناموری حاصل کی اضلاع باند شہر و علیگڑھ میں  
رؤسا عظام نے بقدر دانی تمام آپ کو ایک مدت رکھا۔ آخرین سیٹھ  
لکھنوی چند رئیس شہر متھرا نے باصرہ تمام مشاہرہ مقبول پر آپ کو بلایا اور فروکش  
کیا دولت و ثروت کثیر سے متمتع ہوئے اور مال و نقد بسیار پس انداز فرمایا۔ آخر  
عہد تک متھرا میں بکثرت و نیکنامی بسر کی۔ بعض مسائل فقہیہ میں آپ سے اور  
مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی رہے سے تحریری بحثیں ہوئیں۔ اولاد ذکور میں ایک  
فرزند زوجہ اولیٰ سے اور ایک زوجہ ثانیہ سے آپ کے اعقاب ہیں مگر اہل اہل  
موقوفہ پر بمقابلہ اطباء نامور مثل حکیم محمود خان صاحب دہلوی و حکیم محمد ابراہیم خان  
لکھنوی وغیرہ آپ نے معالجہ و دوا دیا اور کامیاب ہوئے آخر سنہ ۱۲۹۶ھ میں  
بمقام متھرا ۶۴ سال رہ کر اسے دارالقبائلوں نے رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) مولوی حکیم سید الہی بخش بن سید نبی بخش صالحی رحمۃ اللہ

آپ حکیم نور الحسن صاحب کے ہم سن اور تحصیل علوم میں سہسوان و رامپور میں بہت  
ورفیق رہے مولوی حکیم سید اسد علی رحم سے کتب درسیہ پڑھ کر رامپور میں فطرت  
اساتذہ سے تکمیل درس کی بعض کتب معقولات شمس العلماء مولانا محمد عبدالحی خیر آبادی  
سے بھی استفادہ کیں بعد تلمیذ فیضات عظام و طریقہ مطب حکیم علی حسن خان لکھنوی

سے حاصل کر کے سند فراغ لی اور وطن واپس آکر علاج و تداوی مرضی میں مصروف ہوئے  
کم تخی و دقت انت طبع آپ کا وصف تھا مواقع بحث و مذاکرہ سے مجتنب رہتے تھے مطب  
ذریعہ معاش تھا اس لیے آپ خویش و بیگانہ سے یکساں تعلقات رکھتے تھے تقلید شخصی  
پر جمود تھا۔ آپ کے خلف رشید مولوی حکیم سید محمود عالم مرحوم فری استعداد و نامور  
حبیب فرخاندان ہوئے جیسا کہ مذکور ہوگا۔ ۱۲۹۶ء ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی  
مزاوہ شہرہ وطن میں ہے۔ عمر تخمیناً ۶۵ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۵) مولوی سید نیاز حسن بن حاجی میر فرخند علی رحمہ اللہ

آپ کے جدا علی قصبہ اکروٹیہ سے سہسواں آکر متوطن ہوئے رفتہ رفتہ سادات سے  
قربت قائم ہو گئی۔ آپ نے مولوی الہی بخش و حکیم نور الحسن کے ساتھ مولانا اسد علی  
صاحب سے وطن میں اور اپنے مامون مولانا عبد الحمید رحمہ سے استفادہ کیا اور پھر سفر  
رام پور میں بھی ہر دو صاحبان کے رفیق و ہم سبق رہے ذہین و ذکی اپنے ساتھیوں  
میں قوت و ادراک و فطانت سے موصوف تھے تحصیل و ریاضات کے بعد تعلق بعض  
حکام انگریز ملک پنجاب میں بعد تحصیل داری مامور کیے گئے مشاغل علمی سے خالی  
نہ رہے اور علم و دست حکام آپ کی قدر تاسی کرتے تھے مولوی سید ممتاز حسن  
آپ کے چھوٹے بھائی ڈپٹی انسپکٹر مدارس پنجاب مقرر ہوئے جو علوم جدیدہ سے  
بہرہ ور ریاضی میں ماہر حکام میں معزز تھے۔ پنجاب میں ۱۲۹۴ء و ۱۲۹۶ء میں  
دونوں حضرات نے تبرہ سدا مذکور وفات پائی رحمہما اللہ تعالیٰ

(۲۶) مولوی حکیم سید محمد یعقوب بن مولانا سید عبد العلی صاحبزادہ رحمہما اللہ

آپ اہلیت علم و فضل سے صاحب و جاہت و تقویٰ تھے۔ سن و سال میں ہزار باب

علم و حکمت مذکور الصدر سے بڑے اور تحصیل علم میں سیاق تھے وطن میں مولانا اسد علی صاحب سے اکتساب علم کیا اور پھر رامپور و ٹونک میں تحصیل علوم و فنون کی مولوی عبد الواجد بنارامپوری سے کتب درسیہ پڑھیں اور مولانا سید حیدر علی ٹونکی کی خدمت میں استفادہ کیا حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی مقیم ٹونک سے کتب طب کی تکمیل کی اور ایک کثرت مطب میں مشغول رہے اس فن سے مناسبت خاص تھی زہد و درغ و پابندی شرع و صلاح و سعادت و ذکر و عبادت سے عزمین اور محاسبین اخلاق و فضائل موردی و آباءئی سے مجلے تھے نواب محمد علی خان والی ٹونک نے آپ کے حقوق موردی و عزت و شرافت قدیم کا اعتراف کر کے باکرام و احترام آپ کو معتقد خاص بنایا پھر بعد مغربی نواب محمد وحید نے آپ کی خدمت نواب محمد ابراہیم علی دام اقبالہ نے شہین ہو کر طبیب ریاست کے منصب پر ممتاز کیا اور بکمال عقیدت و خلوص آپ کی عظمت و عزت کی تعریف خواص اودیہ و علم نباتات و معدنیات و ترکیب اودیہ میں کامل اور تشخیص امراض و ادراک اسباب و علامات میں فائق الاقران تھے معرفت قواعد جنس و قارورہ و مذاقت علاج بدرجہ غایت تھی دوا خانہ ریاست کے مہتمم بھی تھے ہمیشہ دیانت و تشرع کے ساتھ فرائض ادا کئے اور خویش و بیگانہ سے بحسن خلق و احسان و کرم ہمدردی فرمائی صبر و استقامت و رضامین ثابت قدم تھے جو عمر بھر کی اولاد سعید پر صبر جمیل کیا اب آپ کے دو خلف صالح موجود ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی سید محمد میر رح ندیم و صاحب نواب اور صاحب سلیقہ خاص و مبصر و مدبر تھے صاحبزادگان ریاست آپ کا احترام کرتے تھے اکثر تربیت و اتالیقی نواب زادگان آپ کو تفویض ہوئی آپ کا ازواج ثانی راقم کی خواہر گلان مرحومہ کے ساتھ ہوا آپ کو حضرت تلج الاولیاء قدس سرہ کے ساتھ ارادت خاص تھی اکثر ندیم خلوت رہتے تھے ۱۲۹۵ ہجری میں بمرض آکلہ دہن آگرہ میں وفات پائی۔

حضرت صاحب ترجمہ نے ریاست ٹونک میں مرض فالج ۱۳۱۳ھ میں رحلت فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ -

(۲۷) امام اکملین مولانا علامہ سید امیر حسن بن میر لیاقت علی

فاضل رحمہ اللہ

ولادت باکراست تقریباً ۱۲۴۳ھ ہجری ہے عمر کا ابتدائی حصہ تحصیل علم سے بالکل خالی رہا عنفوان شباب میں بعد از دواجم و تامل محض بمقتضیٰ حجت و غیرت نفس طلب علم کے لیے کمر بستہ ہوئے اور وطن سے نکل کر علیگڑھ کول کا راستہ لیا وہاں علامہ عصر مولانا محمد عبدالجلیل مجاہد اسرائیلی رحم کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور تلافی اوقات مافات میں توجہ مبذول ہوئی۔ عہد فیاض سے جو ہر ذہن و ذکاوت حافظہ و سرعت فہم و ضبط کا بڑا حصہ عطا ہوا تھا اس وجہ سے اسرع اوقات میں منازل اکتساب واز دیا و بصیرت طے فرمائے اور دقائقِ علم کی راہیں کھل گئیں بعدہ فرخ آباد میں مولوی بشیر الدین متوجی سے تحصیل علم کی پھر بعض وسائل باعث سفر مکھن ہوئے وہاں علمائے فرنگی محل دابو البرکات مولانا تراب علی سے تکمیل فنون عقلیہ و حکمیہ وغیرہ فرمائی مگر تشنگی کم نہ ہوئی اور اُس سے پیاس نہ بجھی وہاں سے وہلی کا رخ کیا اور چندے مولانا مفتی صدر الدین خان بھادو کے حلقہ درس سے استفادہ فرما کر شیخ الحدیث مولانا شاہ سیدند حسین رحم و مولانا شاہ عبدالغنی محدث مجددی رحم و مولانا شیخ عبدالرحمن بنارسوی تلمیذ علامہ شوکانی رحم کی خدمت میں کتب صحیح و غیرہ سماع و قراۃ حاصل کر کے سندلی آپ کے سوا دیگر مشائخ کرام سے اسانید کتب حدیث اخذ فرما کر وطنِ شریف لائے اس میں تحصیل علم کی طرف متوجہ ہونا اور اس قلیل مدت میں فراغ حاصل کرنا اسکے ساتھ تجرود و سمعت نظر و سلیقہ و عظم و محبت فوق الوصف ہر شخص کو موجب

صدی حیرت و استعجاب ہوا جو کچھ اساتذہ سے پڑھا اور مذاکرات میں حل ہوا اور جو مضامین مطالعہ کتب سے حاصل ہوئے بن و عن مستحضر فی الذہن تھے وطن کے توہیان علم کا بازار سرد یا اہل فضل رحلت کر چکے تھے اور جو باقی تھے بسبب تعلقاً معاش وطن سے باہر تھے آپ نے سوتوں کو جگایا غافلون کو سُہیا کیا بیدنیوں کو دیندار اور جاہلون کو عالم بنانے کی کوشش میں خور و خواب کی پروا نہ کی مہرِ قیام ضبط و استقامت و تحمل سے کام لیا اور موغلِ غنہ و تواضع و ملاطفت پر کار بند رہے انجام کار خلوص قلوب نے مساعی دینی میں رنگ تاثیر دکھایا اور بھولے بھٹکوں کو شاہراہِ مقصود پر پہنچ لائے بیدین پابندِ شرع اور غافلِ عامل اور جاہلِ عالم ہو گئے یہ لاریب کرامت نفسِ قدسی و تائید الہی تھی۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ ایک جماعت کثیر نے طلب علم پر کمر باندھ لیا اور آپ کے ہمراہ رکاب ہوئی باصرار اعیان تجارت اور دوسرے دہلی چند سال آپ نے دہلی میں قیام فرما کر لشکانِ علم و ہدایت کو چشمہٴ فیض و غطرشاد سے سیراب کیا از بابِ ملل باطلہ و ادیانِ مفسوۃ سے تحریری و تقریری مباحثات کیے جنہن بجز حمایتِ دینِ برحق و اعلیٰ کلمۃ اللہ ریا و عجب کا نشان نہ تھا اسی وجہ سے ہر معرکہ میں غالب و منصور رہے۔ جامعیت فنون معقول و منقول و فروع و اصول کے ساتھ معرفتِ حقائقِ دینیہ و حکمِ شرعیہ و علومِ کتاب و سنت میں امامِ عصرؒ مجددِ وقت تھے چونکہ شرائطِ اجتماع و تواجد استنباطِ مجمع تھے اس سبب سے تقلیدِ شخصی سے برکنار مجتہد فی الذہب تھے ہر جزئیہ کو دلائلِ کتاب و سنت سے ثابت فرماتے اور اور منحرفین کو صراطِ المستقیم پر پہنچا دیتے ردِ بدعات و نہی منکرات میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے علمِ کلام و اصول میں فائق الاقران اور تحقیق مسائل متنازعہ میں بیدیلِ زمان تھے کتبِ ادیان مختلفہ پر نظر تھی اور کمالِ قوتِ حافظہ مضامین و عبارات بلفظِ مستحضر رکھتے تھے خوش بیانی کی تاثیر دلون کو مسخر کرتی اور حسنِ خلق کی ادا دشمن کو درست

الاشجار

فیہا علی

ہدایت و غلط

بنا دیتی تھی مخالفین آپ کے دغظ میں بدچسپی تمام محو ہوتے اور اہل بدعت داچہوا آئے  
 عقائد باطلہ و اعمال سیئہ سے تائب ہو کر جاتے۔ درس و افادہ کی یہ برکت مشاہدہ کی گئی  
 کہ مبتدی اقل مدت میں درجہ نفیسات پر فائز ہو گئے اور آپ کے مستفیدین صحبت ہادی  
 و رہنمائی دین بن گئے ہر سو توحید و خدا پرستی کے آواز سے بلند ہوئے اور ہر مجلس  
 میں قال اللہ و قال الرسول کے چرچے ہونے لگے قیام واپسی کے زمانہ میں شہر علم و  
 فضل و آوازہ کمال دور دور تک پہنچ چکا تھا بنابرین عائد شہر میرٹھ و علم و دست  
 تجارت و جمعیت دینی و قدر دانی اہل حق سے موصوف تھے آپ سے قیام میرٹھ پر مقرر  
 ہوئے خصوصاً رئیس تجارت و افکار شیخ آئی بخش مرحوم نے آپ کی خیر مقدم کی یادگار میں  
 ایک وسیع مدرسہ اسلامیہ غزلی کی بنا ڈالی اور اسکا سنگ بنیاد حضرت کے دست مبارک  
 سے رکھا گیا اور وہ مدرسہ دینیہ بالکل آپ کی حفاظت و نگہ رانی میں رہے دیا آپ نے  
 بھی بخوبی نیت و وجہ اللہ اپنی اوقات کو اسکی خدمت کے لیے وقف فرما دیا۔ علاوہ  
 طلبہ شہر دور و دراز مقامات سے طالبان علم آکر آپ کے حرم فیض سے خوشہ چین  
 ہوئے اور دامن مراد گلمے مقصود سے بھر کر اساتذہ مقرر ہوئے۔ وطن سے  
 بالخصوص شرفائے سادات و اہل تربیت سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور  
 انکو جلیہ علم و فضل سے آراستہ فرمایا جنہیں بہت سے علامہ زمان و فخر دوران نکلے چنانچہ  
 آپ کے خلف شمس العلماء مولانا سید امیر احمد رحم و تلمیذ خاص رئیس الفضلا مولانا حاجی  
 سید عبد الباقی رحم و مولانا حاجی سید سبط احمد رحم و مولوی سید محمد نذیر رحم ان حضرات کا تذکرہ  
 مفصل ورج ہوگا اہل وطن کے سوا آپ کے نامور شاگرد مولانا محمد تراب علی شہ آبادی  
 سلمہ و قاضی محمد احتشام الدین مراد آبادی وغیرہا بالاسیعیاب آپ کے چشمہ فیض سے  
 سیراب ہوئے اس دور میں سسوان سے جو کچھ آوازہ علم و فضل بلند ہوا وہ سب آپ ہی  
 کی برکات و انعامات کا اثر تھا جزاء اللہ عنہ عن جمیع المسلمین خبراً۔ آخر زمانہ میں مدرسہ میرٹھ کا

تذکرہ

نامور شاگرد

نظام اپنے نابین و تلامذہ کے ہاتھ میں دے کر پابندی سے آزاد ہو گئے میرٹھ میں کم اور  
 وطن و علیگڑھ میں زیادہ قیام فرماتے تھے وطن میں درس قرآن و حدیث و مذاکرہ  
 و مناظرہ میں صرف اوقات فرماتے اور طلبہ مستعدین کو باہم دینی مسائل میں بطور بحث  
 مشغول کرتے عوام کو ترک منہیات و پابندی صوم و صلوٰۃ کی طرف مجسّم مساعی ترغیب  
 دیتے مسجد غلام علی شاہ میں روزانہ درس ہوتا طلبہ علم مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہر جمعہ کو آپ  
 و غلط قرآن و حدیث سے جمع کثیر کو مستفید فرماتے اگر کوئی غیر مذہب آجاتا تو نہایت  
 خوبی کے ساتھ مطالب کی باگ اسکے مذہب کی طرف پھیر کر نرمی و خوش بیانی کا جوہر  
 دکھاتے ہوئے اصولاً و فرداً احقاق حق و البطلان باطل فرما کر مخالفت کی تشفی کر دیتے  
 مذہب باطلہ کے جزئیات مع اوّلہ و مالہ و داعیہا بیان کرتے۔ پادری یا سکین پور میں  
 میثم بدایون و پادری اسکاٹ انگریز میثم بریلی جو فرقہ نصرائے نامور سیس و عالم تھے  
 اور بڑے محقق و مناظر تھے جاتے تھے بارہا آپ سے برسر بحث ہوئے اور آپ کی سست  
 نظر و تحقیق مذہب کالو ہامان گئے۔ اکثر مسودان بھی آپ کی ملاقات کو آئے اور غلط  
 سچے و دونوں کا اعتراف تھا کہ ایسا محقق آج کوئی اور نہیں ہے آپ کو الزام و اسکاٹ  
 خصم میں قوت خدا واد ہے پادری اسکاٹ نے جب ولایت میں آپ کے انتقال کی  
 خبر سنی تو انگلستان کے ایک مشہور انگریزی اخبار میں آپ کے متعلق مضمون طویل شائع  
 کیا جس میں آپ کی علمی و تحقیقی فضیلت و قوت بحث دکھا کر آپ کو علمائے ہند میں  
 پیش رو مکتا تسلیم کیا ہے۔ اَنْفَضَلَ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ  
 علامہ مخیر مولانا محمد بشیر صاحب محدث سسوانی ۱۲۷۱ھ آپ ہی کے فیض صحبت و ارشاد  
 سے سالک جادہ تحقیق و تارک تقلید ہوئے اور جب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی  
 لکھنوی سے مسئلہ وجوب زیارت پر مباحثہ و مناظرہ ہوا اور طرفین سے مسائل تصنیف  
 کر شائع ہوئے تو آپ کی آخری تصنیف جس پر کہ بحث کا خاتمہ ہوا منہ زور غیر مکمل تھی کہ

قیام وطن

تائید غلط و سناو

وقت غلط



اتفاق سے مولانا محمد بشیر صاحب حضرت مولانا سے ملاقی ہوئے اور بعض مقامات مجوشہ  
 میں اپنا تحریف و ضعف بیان فرمایا اور مولانا لکھنوی کا رسالہ پیش کیا آپ نے فوراً فرمایا  
 کہ آپ کے مقابل کی تصنیف کا ماخذ کتاب شفاء استقام علامہ سبکیؒ ہے اور اس کا  
 جواب باصواب و درّ بلغ صارم مسلکی مصنفہ امام محمد بن عبد العزیز رحمہ سے ساتھ ہی آپ کے  
 بعض مقامات جو ذہن میں محفوظ تھے سنا دیے اس بشارت و اشارت سے کچھ  
 کام چلا اور کتاب کی جستجو ہوئی آخر آپ ہی نے مولوی غایت الدین ساکن بمبئی سے وہ  
 کتاب مطلوب منگا کر مولانا کے حوالہ کی اور جواب مکمل ہو کر لا جواب ثابت ہوا۔ آپ کی  
 تصنیفات مسائل متنازعہ و ردّ بدعات و حمایت سنت میں تلامذہ و احباب کے نام سے  
 شائع ہوئیں انکی تعداد کثیر ہے رسائل متوسطہ ہمیشہ ایک دو جلسہ میں لکھا دیتے اور  
 نقل عبارات مستندہ کے لیے کتابوں کی حروف کتر رجوع فرماتے بعد وفات حافظہ کتب  
 فقہ و اصول و فتاویٰ و کلام کی طویل عبارتیں بلفظہ زبانی پڑھ کر سناتے کا نب انکو پسند  
 کر لیتا اگر صفحہ وسطہ باب وغیرہ کا صحیح پتا بھی بتا دیتے جس پر سامعین تحیر و تعجب ہوتے  
 تھے۔ رسالہ تلک عشرۃ کا ملہ مولانا مولوی سید محمد نذیر سہسوانی میں لکھا ہے کہ آپ نے  
 النبیات شفا پر ایک حاشیہ تسمیٰ بحر دانا تصنیف فرمایا تھا۔ یہ یاست حیدر آباد دکن  
 میں جب بعض کتب شیعہ کی تردید و جواب نویسی کا انتظام درمیش ہوا اور والی  
 دکن نے ملک المناظرین حضرت مولانا محمد حیدر علی فیض آبادی تلمیذ رشید مولانا  
 شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مصنف نعتی الکلام وازالۃ الغین کو باوجود کبر سن و  
 ضعف قوی اس امر مہتمم بالشان کا متکفل بنایا آپ نے طوعاً و کرہاً بعد غرض ضعف و  
 اضمحلال پیری قبول فرمایا اور استدعا کی کہ کوئی معین صاحب بصیرت و عالم وسیع نظر  
 شریک مٹم آپ کو دیا جائے چنانچہ آپ ہی کے انتخاب و تجویز پر حضرت مولانا مرحوم کو  
 بمشاہرہ چار سو روپیہ ماہوار بوجہ اضافہ آئندہ مایک مزار روپیہ ماہوار طلب کیا گیا اغزہ

تصانیف

جسٹس حیدر آباد

واجباً بنے بھی ترغیب دی مگر آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اوقات درس و وعظ کو مباحثات و مشاجرات میں صرف کرنا اور تقرب امر اور وعیش و تنعم اختیار کرنا نہیں چاہتا ایک نویدِ عالم کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے۔ یہاں سے آپ کے شغلاتِ نفس و قناعت و خلوص سنی کا پتہ لگتا ہے اور میدانِ علم و تحقیق و بحث و مناظرہ میں ایک علامہ عصر کی نظر نے آپ کی ذاتِ جمع کمالات کو تمام ہند میں منتخب کیا اس سے آپ کی فضیلت و اعتراف اہل فضل ظاہر ہے حق خلق و تواضع و بذلہ سخی و رنگینی طبع خاص ہمارے تھا گویا عجم و انون میں جو ان بڑھوں میں بڑھے ہر کون میں لڑکے کا آخر میں آپ کے مشاغل کا بڑا حصہ عبادت و ذکر و ریاضت نفس تھے ایک مرتبہ بذوقِ شوق تمام حضرت شاہ رحیم اللہ خان سنبھلی خلیفہ و مرید حضرت خواجہ سید اکمل احمد شاہ ہسوانی قدس سرہ کی خدمت میں وطن سے سنبھل گئے اور حسن ارادت و خلوص قلب چند روز استغیض صحبت رہے۔ اگرچہ بطریقہ معروفہ انعقادِ محبت نہیں ہوا مگر فیض روحانی و تجلیاتِ ربانی سے مالا مال ہو کر وطن واپس ہوئے اور شیخ کے کمال و کرامت کے بعد مداح تھے۔ اسکے بعد حالت میں زیادہ تغیر ہوا اور جذبہ معرفت نے تمام شغلات سے بیکدوش کر کے کنجِ خلوت میں زاویہ نشین بنا دیا بجز ذکر و فکر و مجاہدہ کوئی کام نہ کرتے تھے اسی حالت میں علیگڑھ تشریف لے گئے اور وہیں معمولی ناسازی طبع میں بروزِ دو شنبہ یازدہم صفر ۱۲۹۱ ہجری کو جو ارجمت کی طرف منتقل ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ اس حادثہ کی تاریخِ انجی مکرم مولوی سید محمود حسن بن حضرت تاج الدین نے بصنعتِ صوری و معنوی فی البدیہہ تصنیف فرمائی ہے

رحلتِ حضرت سے کیون عالم نہوا تکلمہ	عم سے سینہ شوق ہو ہر طفل و جوان و پیر کا
ہر روز محمود کو ہاتھ نے ہر سال فوت	لکھ صفر کی گیارہویں اور شکر نے ہر پیر کا
۹۱	۹۱
۱۲	۱۲

کرنلی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے آیہ پاک ذکرِ حَمْدِ رَبِّیْ خَیْرٌ سَے

۱. اعداد مطلوبہ مستخرج کیے جزاء اللہ تعالیٰ

(۲۸) مولوی شیخ محمد سخاوت حسین خلف محمد فضل حسین نصاریٰ

آپ نے اقامہ ادا و آباد رام پور کا سفر کیا اور علمائے وقت سے تحصیل فنون رسمیتہ سیمہ کی بعدہ لکھنؤ گئے اور عربیت و فقہ و اصول کی تکمیل کی اور بعد فراغ درس نظامیہ و علوم متداولہ وطن واپس ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہوئے صرف و نحو عربی سے آپ کو خاص مناسبت تھی جزیات مسائل نوک زبان پر تھے اور تصانیف ائمہ نحو مختصر رکھتے تھے اکثر بحث و مذاکرہ میں اپنے مقابل کو مشاجرات نحویہ میں لجا کر لڑیم و ساکت فرمادیتے تھے۔ سلسلہ طریقت میں شاہ محرم علی صاحب خیر آبادیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور صوفیت مردوۂ عام سے قدم آگے نہ بڑھایا باوجود علم و فضل ظاہر نقیض مزارات و استعانت اموات و بدعات عرس و نذر غیر اللہ کو مباح خیال کرتے اور عظمت لغزنیہ و علم کو موجب ثواب سمجھتے تھے تعظیم مرشد کا یہاں تک حق ادا کرتے کہ قصبہ خیر آباد پہنچ کر پانوں سے نعلین اتار دیتے اور کوچہ و بازار میں برہنہ پا پھرتے مجالس میلاد و سوانح میں شریک ہوتے سمسوان میں آپ کے خالہ زادہ مولوی سید عبدالصمد شاہ رحم آپ کے شاگرد رشید تھے نواح بلند شہر و علیگڑھ میں بقدر دانی رؤسائے علم و دست برسون قیام فرمایا اور طلبہ علم آپ کے فیض تعلیم سے بہرہ ور ہوئے مہمان نوازی و سیرتِ نبویؐ آپ کا وصف خاص تھا ایک دو مہمان کے لیے اپنی گھر کی بکری گائے ذبح کر دیتے تھے اسم باسٹے تھے آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولوی قطب الدین رحمہ بر دیسی برہمچاری سیل ہند مقابل فرقہ آریہ اس زمانہ میں مشہور دیار و اصحاب میں اکثر لکھنؤ میں قیام رکھتے ہیں۔ آپ کی رحلت بمر ۱۲ سال ۱۳۸۵ھ میں بمقام خیر آباد ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ عفا عنہ

(۲۹) مولوی حکیم سید احمد حسن بن قاضی سید محمد حسن صاحبی رحمانی

آپ نے ابتداءً وطن میں تحصیل علم کی اور پھر دہلی جا کر فنون متداولہ اکتساب فرمائے چونکہ ابتدا سے فارسیت کی جانب بھی میلان طبع اور نظم و نشر فارسی لکھنے کا شوق تھا دہلی میں مرزا اسد اللہ خان غالب سے مشورہ کرتے اور کمالان فن کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے بعد تکمیل درس غربی بتوسل بعض اعزہ مقتدر و ذی جلال و ریاست بڑودہ ملک گجرات تشریف لے گئے وہاں نامور طبیب حکیم ہاشم علی خان موہانی سے علم طب استفادہ کیا اور مطلب و علاج میں مصروف ہوئے بوجہ تعلقات ملازمت ریاست و قدر دانی رڈ سا بڑودہ میں سکونت اختیار فرمائی اور اپنے اقارب و انواریں کو بھی پاس بلا کر خدمات ریاست پر مامور کر دیا بامروت و سیر چشم دکریم و مہمان نواز و قدر شناس اہل علم تھے مطالعہ کتب و صحبت ارباب کمال و تصنیف و تالیف و شاعری و انشا نگاری میں زیادہ دلچسپی کے ساتھ اوقات بسر فرماتے علما و شعرا سے صادر و وار کو لبشوق تمام مہمان رکھتے تھے مولنا سید احمد حسن عرشی فتویٰ رح بن مولنا سید اولاد حسن رح جو نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم کے برادر کمالان صاحب فضل و کمال تھے جب بوجہ حج بیت اللہ چلے تو بڑودہ میں آپ کے مہمان رہے اور رحمن وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۸۰ ہجری کا ہے۔ نواب صاحب مدوح رح سے اسی بنا پر آپ کا تعارف و رابطہ و داد ہوا اور اکثر کتب مصنفہ آپ کو بھیجیں نواب صاحب رح نے اتعاف البلاء وغیرہ میں تحت ترجمہ مولنا عرشی رح آپ کا ذکر خیر لکھا ہے اُردو سے ملے میں مرزا غالب کے چند خطوط دوستانہ آپ کے نام ہیں۔ آپ کا کتب خانہ علوم و فنون مختلفہ کی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا بڑودہ میں ۱۲۸۰ ہجری کو بومر ۶۵ سال ۱۲۸۰ فرمایا آپ کے فرزند ارجمند سید محمود حسین سلمہ ربہ جالینین پدر ہیں۔ آپ

محرر سطور کے قریبی خال با فضائل تھے حمزہ اللہ تعالیٰ

(۳۰) مولوی حکیم امداد حسین بن شیخ امیر اللہ رحمہ اللہ زبیری

آپ اپنے سلف کے سر پایہ ناز خلف اور فرزندان تھے مسکن آبائی محلہ دہلیز ہے  
قاضی محلہ کے اہل کمال کی صحبت نے تحصیل علم کا شوق دل میں پیدا کیا اور اساتذہ کرام  
سے مستفید ہو کر طب علم سفر کا بنور و لکھنؤ کیا ذکاوت ذہنی و استعداد فطری سے  
چند سال میں کتب درسیہ مقبول و منقول علمائے وقت سے بنور و تدریس پڑھیں فنون  
منطق و فلسفہ و ریاضی میں مہارت تامہ حاصل کی اور فاضل شجر ہوئے اور علم طب و طریقہ  
علاج و طب بجمت تمام حاصل کر کے بعد مدت وطن مالوت کا رخ کیا مزاج میں صفائی  
و تکلف تھا نازک و ماغی و لطافت طبع بدرجہ غایت تھی لکھنؤ کی طرز معاشرت و تہذیب  
پر کاربند ہوئے نفس و پالکی میں سوار ہونا پسند فرماتے افسوس کہ زمانہ نا قدر شناس ہے  
با این ہمہ علم و فضل و حذاقت خلیق و متواضع بھی تھے مگر خود داری کے ساتھ لہذا اہل وطن  
نے اجنبیت کی نظر سے دیکھا اور غوام کو آپ کی سنجیدگی سے وحشت ہوئی مطب کو  
فروغ نہوسکا آخر بجااست نامساعدت روزگار بمرہم سال عالم بقا کو رحلت فرمائی  
سنہ ۱۲۹۵ھ سال وفات ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۱) حکیم شیخ مصطفیٰ علی ولد منشی کریم الدین صدیقی رح

آپ مولوی حکیم بدر الدین رح کے خواہر زادہ تھے غنی صرف و نحو وغیرہ سے فارغ ہو کر  
کتب طبیبہ فارسی و عربی میں توغل کیا اور حکیم صاحب موصوف سے طریق علاج و مداوا  
میں مستفید ہوئے شخصی امراض و تجویز معالجہ میں حاذق تھے زبان فارسی و تعلیم کتب  
درسیہ فارسی میں ممتاز تھے کتب طبیبہ فارسی کا ہمیشہ درس قائم رکھا آپ کے متشاہر

ملانہ سے آپ کے فرزند حکیم انوار الحسن اور اعزہ مین حکیم سید ابن علی و حکیم سید عبدالحق و حکیم سید نظر حسن و حکیم شیخ بدر احسن وغیرہم ہوئے آخر عمر مین نابینا ہو گئے اور عمر ۷۸ سال سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۲) حضرت مولانا شاہ محمد سعید بن مولوی سید بہا الملک دین حسن فیاضی

آپ حضرت تاج الاولیاء رحمہ کے قیسی برادر زادہ تھے ابتدائی زمانہ حضرت ہی کی خدمت مین بسر کیا اور تربیت تعلیم فرزندانہ پائی نظر کیا اثر نے حالت مین تغیر و طبیعت مین آزادی پیدا کر دی باین ہمہ تحصیل علوم و اکتساب فنون کی جانب متوجہ ہوئے کلام اللہ شریف منہ تورات سبعہ و توحید حفظ کیا اس کے بعد چند سال مین وہلی و لکھنؤ قیام فرما کر علوم درسیہ مقولہ و منقولہ و تفسیر و حدیث و فقہ تحصیل کیے سرعت فہم و ذکاوت و قوت حافظہ کا وصف بمرتبہ نہایت رکھتے تھے جذب معرفت و کیفیت وجد و ذوق عرفان فطری تھا لہذا علوم ظاہری کے ساتھ معارف باطنی کا دریا موجزن رہا ہنگام ملاوت قرآن مجید جو ش رقت قلب ہوتا اور آیدیدہ ہو جاتے خشیت الہی کا اثر تشریف و لرزہ اندام سے ظاہر ہوتا اور کبھی استغراق و محویت کی حالت طاری ہو جاتی۔ تکمیل تحصیل ظاہری و باطنی مراحل باطنی کے بعد وطن تشریف لائے باتباع سنت و مکرم حضرت عقد لکھ کیا اور چند سال مقیم رہے بعد لکھنؤ کا رخ کیا اور تا آخر حیات وہیں رہے تعلقات دنیوی کو وطن سے نکلنے ہی خیر باد کہی۔ ہر صفت خط مین خوشنویس کا قل تھے کتابت قرآن کا مشغلہ کیا اور مطالب کو باحترام کا بیان لکھ کر دین اور بسر اوقات فرمائی مجاہدہ نفس و تزکیہ باطن و عبادت شغل شمار دوزی تھا بعدہ جذب و سکری منزل مین قدم پہنچا مگر غلات شریعت مصطفوی کوئی امر سرزد نہوا تاویہ فرانس و حسن مین ثابت قدم تبع قرآن و حدیث رہے اور باوجود عدم اشتغال علوم ظاہری

نہایت پرستگار اور اوقات کثیر مشغول ہوتے تھے

فیضی خان

بنوع عام

ملقات راقم

و ترک درس و مطالعہ آپ کے استحضار علم پر علمائے زمانہ انگشت بدندان ہوتے تھے  
معضلات فنون و دقائق علوم بے غور و فکر حل فرمادیتے اور عبارات کتب زبانِ سنا  
دیتے۔ تاثر و قبولیت کا یہ عالم تھا کہ عمائد امر اور وُسا اور حکام و اعیان شہر لکھنؤ  
و مصافحات کا در دولت پر انبوه رہتا اور نوبت نبوت حاضر خدمت بابرکت ہو کر بخشی و دعا  
قضاے حاجات ہوتے عامہ مخلوق ہندو و مسلمان بغرض استمداد و رجوع کرتے  
مقتدر انگریز و حکام ہر صنف کلاٹر و کشنر وغیرہ بھی حاضر ہو کر تکریم و تعظیم بجالاتے  
تھے مشہور صاحب مطبع غشی نول کشوری۔ ایس۔ آئی۔ آپ کو اپنی عزت و دولت  
کا ذریعہ سمجھتے اور بکمال عقیدت روزانہ حاضر خدمت ہوتے اور ہر تیسرے روز آپ کے  
کھانے کے لیے خود کھانا لیکر آتے اور دست بستہ سامنے کھڑے رہتے۔ اسی  
کھانے پر آپ قناعت فرماتے تھے اور کسیکا ہدیہ و نذر نقد و خمس قبول نہ فرماتے  
اعزہ وطن سے جب کوئی فائز خدمت ہوتا بحسن خلق و محبت پیش آتے۔ راتھم طور  
ایک مرتبہ وطن سے ریاست بھوپال کو واپس جاتے ہوئے راستہ میں لکھنؤ  
اُترا اور حاضر خدمت اقدس ہوا بغیر تعارف و ملاقات سابق بطریق بزرگانہ  
میرانام لیکر اظہارِ مسرت فرمایا اُسٹھ کر بنگیکر ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا اور خود بخود  
حصول مقصد کی بشارت دی چنانچہ بھوپال پہونچکر اسکا فوراً ظہور ہوا وقتِ خلعت  
بستہ کھولکر ایک روٹی کا ٹکڑا اور پان کی گلوری رحمت فرما کر دعاے غنائی  
نفس و سلامتی ایمان دی۔ مجھ کو اس حالت کشفی و اطلاع مافی الضمیر پر آجتک  
حیرت ہے برکت پارہٴ نان یہ پاتا ہوں کہ محمد اللہ انبک محتاج غیر اللہ و منت کش  
مخلوق نہوا بلکہ اہل مال و دولت سے زیادہ فارغ البالی و خوشحالی میں بسر  
کی اور محمود و محسا درہا۔ اب گلوری پان کی برکت کا امیدوار ہوں کہ رحمت الہی  
سے خاتمہ بالخیر ہو سر سبز نخل ایمان و سرخروئی آخرت سے بہرہ ور ہوں

وَذَلِكَ لَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ذُو قُوَاتٍ شَرِيفٍ لَكُنْهُ مِنْ شَيْءٍ سَجْوٍ  
مِنْ هَوْنٍ كَيْسِي بَدِينِ شَقِي نِي اب كِي كِهَالِي مِيْن زِهْر مَلَا كَر شَيْد كِيَا قَدَسِ اللّٰهُ تَعَالٰی  
مَرَّةً وَهَرَّةً - اس واقعہ کی تاریخ سید المورخین عزیز معجز سلمہ بنے یہ لکھی ہے ۵

امام ظاہر و باطن امین میر خدا	نمود عزم سفر سوے جنت المائے
باغت از پئے تاریخ مصرع معجز	وفات شاہ محمد سعید ثور ہدے

(۳۳) شمس العلماء مولانا سید امیر احمد بن مولانا سید امیر حسن محدث جمہا

آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۲۷ھ ہجری میں ہے جب آپ کے والد بزرگوار بعد فراغ  
اکتساب علوم وطن واپس ہوئے تو آپ کی تعلیم کی جانب توجہ فرمائی اور قیام دہلی  
و میرٹھ میں آپ کو اپنے پاس رکھا فجواً اسے الوداعیہ کا بیج جو مدت ذہن قوت فاضلہ  
میں عدیم النظیر تھے تیزی فہم و جہارت و جولانی طبع و بیباکی سے موصوف اور  
بحث و جدل کی طرف راغب تھے اقل مدت میں جملہ علوم درسیہ و کتب متداولہ اپنے  
پدر بزرگوار سے جو مدت اقلان کے ساتھ استفادہ فرما کر مشغول درس و تدریس  
ہوئے خیر التکلیس مولانا الحاج اخوان سید محمد عبد الباری رحمہ آپ کے ہمدرس و ہمہم  
مشاغل رہے اور باہم ارتباط و دوستانہ و محبت برادرانہ رکھتے تھے۔ بعد  
قطع تعلقات میرٹھ حضرت شمس العلماء نے دہلی جو رجہ آگرہ لکھنؤ بریلی بدایون آنولہ وغیرہ  
مختلف اوقات میں قیام فرمایا اور ہر جگہ طلبہ علم درس و تعلیم سے مستفید ہوئے جاتے  
فنون عقلیہ و نقلیہ و مذاق ادب و معقولات و افطانت و تفلسط طبع و استحضار علوم  
و جودت حافظہ میں سرآمد فضلاء عصر تھے جس کتاب کو دیکھ لیتے وہ ذہن میں  
محفوظ ہو جاتی اکثر عبارات طویلہ زبانی نقل فرماتے اکثر اشعار عربی و فارسی و دیوان  
مثنوی و مقامات حریری کا حفظ تھے متون منطق و حکمت و نحو و بلاغت کے درس میں

میرٹھ

دہلی



اقوال کثیرہ شارحین و محشیین بیان فرماتے اور بحث و مناظرہ میں طرز استدلال متکلمانہ و فلسفیانہ پر قادر تھے اور بوجہ جامعیت علوم و استحضار مضامین مقابل پر غالب آتے تھے نام آور علماء سے مجالس بحث و مجادلہ منعقد کیں اور گاہ بشوق طبع و جدت ذہن خلاف مخالف پرخند و اصرار کیا اور اپنے دعاوی کی تائید اور خصم کی تردید زور شور سے کی گفتگو ابتدا میں زیادہ تھا۔ تقریباً سترہ اعمین گورنمنٹ ہند نے عربی و ریٹیکولر مدرسی جاری کئے اور اگرہ میں اسی صیغہ کی مدرسی اول پر آپ مامور ہوئے اور قریب تین سال فرائض درس و تعلیم انجام دیے وہیں حقیر راقم سطور بھی آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوا اور ایک جماعت کثیرہ طلبہ علم کے ساتھ آپ سے اکتساب علم کیا علامہ مولانا محمد بشیر سہسوانی رزم مدرسہ سنٹینٹ جوئس کلچر مین عربی فارسی کے پرنسپل تھے اور آپ مدرسہ عربی کے صدر مدرسین اور میرے اخ معظم حضرت مولانا سید محمد عبدالباری رحمہ اللہ علم ادب و ریاضی کے مدرس اعلیٰ تھے ہر سہ فضلاء سہسوان اپنے اپنے مکان پر بھی مختلف فنون معقول و منقول طلبہ علم کو پڑھاتے اور نصیحت و تالیف و بحث و مناظرات و وعظ و درس میں شب و روز مصروف رہتے تھے قبزون ہوطن اور باہمی تعلقات قربت کے سوا رابطہ محبت و یگانگی بدرجہ غایت رکھتے تھے۔ شمس العلماء رح اکثر اپنے زور طبع میں غیر کی موافقت گوارا فرماتے اور مسائل مختلفہ میں مولانا شیخ محمد بشیر رح کے مقابل ہو جاتے تھے اور تردید میں زور قلم و زبان صرف فرمادیتے تھے اور کبھی نزاع بڑھ کر باہمی شک و رنجی کی کیفیت بھی نمایاں ہو جاتی تھی اور فاضل علامہ اخ معظم رح جو دونوں حضرات پر اثر خاص رکھتے تھے باہم مصالحت و تجدید اخلاص میں سعی فرما کر پھر شیر و شکر کر دیتے تھے اور دونوں بزرگ بصفہ قلب متحد ہو جاتے تھے ہر تہہ ارباب کمال حقیقہ کے استاد تھے سلوک جاوہ تحقیق و ابتاع خاص کتاب سنت ہر ایک کا نصب العین تھا پیروی عقائد سلف و رد شرک و بدعت میں ہر ایک ممتاز تھا

حضرت شمس العلامہ صاحب بقرب نکاح اول قبضہ نیر آباد میں میر محمد حسین خان بہادر سوانی کے مکان پر فرود کش تھے مولانا محمد عبدالحق بن مولانا محمد فضل حق خیر آبادی رح سے ملاقی ہوئے اور باہم آمد و رفت رہی مولانا خیر آبادی کی بعض تلامذہ ممتاز بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ایک صحبت میں آپ نے باشائے تذکرہ علم فضل مولانا فضل حق رح مولانا شاہ محمد اسماعیل شیدہ کے مقابلہ میں انکی نفسانیت و تعصب اور کمزوری بیان فرمائی یہ واقعہ جب مولانا کے گوش زد ہوا تو نہایت برا فرود ختم ہوئے اور باہم کشیدگی پیدا ہوئی آپ نے اپنے اثبات مدعا میں ایک رسالہ مبسوط سمس نفی الہامیل فی الذب عن الشيخ اسماعیل مسئلہ مکان نظیر میں مولانا فضل حق رح کے رسالہ کا رد لکھا اور اُنکے خلاف الرشید موصوف کی خدمت میں تب توسط بعض اعیان رد و سا بھیجا مگر صدا سے برنخواستہ کا مضمون دیکھ کر بعد انتظار بسیار کتاب ہدیہ سعیدیہ وغیرہ مصنفات مولانا فضل حق رح پر دہل اعتراضات منطقیہ و فلسفیہ فوراً تحریر فرما کر اور روانہ کیے اور متقاضی جواب ہوئے اسکے بعد مختلف مقامات پر آپ نے بوساطت اعیان رد و سا مثلاً دہلی میں موقع دربار شہ ۱۲۸۶ء اور لکھنؤ و آگرہ میں مولانا سے مطالبہ تحریر جوابات کیا اور ریاست رام پور میں بھی تحریک بحث و مناظرہ کی لہذا اعتراضات متعلق فن معقول رسالہ مطبوعہ ملک عشرہ کاملہ میں مولوی سید محمد نذیر مرحوم نے جمع فرما کر شائع کیے بزبانہ قیام بدایون مسئلہ سحر میں دوبارہ مسئلہ امکان و امتناع نظیر مولوی محمد عبد القادر بن مولوی محمد فضل رح رسول بدایونی آپ کے فریق مخالف ہوئے اور مجلس مناظرہ شہر سے بعید محلہ شیخ پور میں ہاتھام شیخ انتظام الدین صاحب رئیس غصہ منعقد ہوئی چند روز متواتر تحریرات جانبین کی ہوئی رہی آپ کی طرف سے جواب بدلائل عقلیہ و تعلیمی مع نقل عبارات مستندہ ہمزورہ بلکہ فی الغور پہنچا تھا اور کوئی کتاب بھی آپ کے ہمراہ نہ تھی فریق آخر کی جانب سے بعد نظر بسیار و تقاضے مسلسل جواب موصول ہوتا حالانکہ ایک بڑا کتب خانہ ہمراہ تھا اور حسب

ضرورت بدایوں سے بھی کتب کثیرہ طلب کی جاتی تھیں شرکائے جلسہ مناظرہ  
 و حاضرین شیخ پور تمام حالات کا معائنہ و موازنہ کیتے تھے علامہ روضہ اعیان اہل  
 کو مباحثہ کے نتائج کا انتظار تھا کہ ایک روز عین شدت گرمائیں دوپہر کے وقت  
 سنا گیا کہ حضرت مولائے بدایونی پیادہ پا اپنے مکان کو تشریف لے گئے سلسلہ  
 بحث ختم ہو گیا مفصل حالات و تجربات ہر دو فریق کتاب مناظرہ احمدیہ مولفہ مولوی  
 سید محمد نذیر صاحب مرحوم میں مندرج ہیں من شاء اللہ الاطلاع فلیزج الیہ حقیقت  
 امر یہ ہے کہ آپ علوم و فنون کے بحر زخار اور جامعیت معقول و منقول میں دریا  
 ناپیدا کنار تھے اُسپر ذکاوت و فطانت ذہن و قوت حافظہ کا جو ہر آپ کے  
 نفس کو وہ چند کرتا تھا وہ ایک فن کا عالم آپ کے سامنے متجسس و ششدر رہ جاتا  
 تھا۔ عبارت و انشا نگاری عربی و فارسی میں دست گاہ کامل و ملکہ خدا داد  
 رکھتے تھے بدیہ گوئی کا یہ عالم تھا کہ متعدد کاتبوں کو مختلف مضامین عربی و  
 فارسی ایک ساتھ لکھاتے اور ربط عبارت و سلسلہ مضمون میں کہیں فرق نہ آتا  
 نہ خود توقف فرماتے تھے۔ صد راوشمس باز فہ وافق البین و شرح چغنی وغیرہ کے  
 درس میں بحر زخار تھے قدیم حکماء یونان و حکماء اسلام کے اختلافات بقراءت  
 عبارات بیان فرماتے۔ نیز ادیب کامل الفن تھے ہزار ہا شعر عربی زمانہ جاہلیت  
 و اسلامی یاد تھے اسی طرح اُردو فارسی کے شعرا زبر تھے غرض کہ فلسفہ حکمت و ادب  
 میں آپ کا درجہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ بروقت درس کبھی کتاب نہ دیکھتے تھے  
 درس سے بٹھکر مضامین کے دریا بہا دیتے۔ آپ کے مشہور تلامذہ سے مولوی  
 محمد اسحق خان بریلوی مقیم دہلی و مولوی عبدالکامیم نجابی مقیم گنج مراد آباد و مولوی  
 مشتاق اللہ اترولی متوسل ریاست رام پور موجود ہیں انکے سوا تعداد کثیر طلبہ متعدد  
 شہروں میں آپ سے فیضیاب ہوئی آپ کی تصنیف رسائل مذکورہ کے سوا

خو الجملہ فی حکم الصلوٰۃ علی الجملہ مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری کے فتوے کے  
جواب میں طبع ہوئی مگر تکمیل کو نہ پہنچی اور ایسا اکثر ہوا کہ ایک کتاب ختم نہیں ہوئی  
کہ دوسری شروع کر دی یہ تفسیر طبع مانع اتمام کتاب ہوتا تھا۔ سنہ ۱۳۱۵ھ میں آپ نے  
سفر حجاز فرمایا اور فریضہ حج بیت اللہ ادا کیا بعد واپسی ریاست بھوپال میں وارد  
ہو کر نواب مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر سے ملاقات کی اور اعزہ وطن  
متمولین ریاست سے ملے آپکا اگر ارم واعزاز کیا گیا۔ مشورہ عربی وان حج مآول حسب  
آپ کا شاگرد تھا اور بڑی عظمت کرتا تھا تقرب حکام و ملاقات روسلے عظام کی وجہ سے  
آپ کے اقتدار کو گورنمنٹ نے بھی تسلیم کیا اور بوجہ کمال علم و فضل خطاب شمس العلماء جبکہ  
پہلی بار گورنمنٹ نے فضلاء نامور کو دیا ہے آپ کو مرحمت ہوا آپ کے شریک خطاب  
مولانا محمد عبدالحق خیر آبادی و مولانا محمد نعیم لکھنوی فرنگی محلی و مولوی شاہ عبدالحق کانپوری  
شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی شاہیر زمانہ تھے اسکے بعد سے اب تک حصول خطابات  
کا مدار محض خوشنودی حکام و خیر خواہی سرکار پر ہے کسی کمال کو انتخاب میں دخل نہیں  
آپ نے اس عنایت کے شکریہ میں باصرار بعض حکام یورپین ضلع ایک نصیح و تبلیغ  
قصیدہ عربی کو میں دکتور یا ملکہ انگلستان و ہند کی مدح میں لکھ کر بتوسط بعض حکام  
انگریز لندن روانہ کیا۔ افسوس کہ اس واقعہ سے ایک سال بعد آپ نے بدایون  
میں بھونچتیا لیس سال سنہ ۱۳۱۵ھ میں بمرض تب و اسہال وفات پائی مزار خام متصل  
نوادہ و کچھ ابلغین ہے آپ کا کتب خانہ عظیم الشان افسوسناک طور پر تباہ و برباد ہوا  
آپ خوش خوراک و خوش پوشاکی کے شوقین اور وجاہت کے دلدادہ تھے رحمہ اللہ تعالیٰ  
علامہ عزیز نے مادہ سال تاریخ عربی قطعہ فارسی میں موزون کیا ہے

موتوی سید امیر احمد	کرد آہنگ روضہ جنت
سال تاریخ زور قلم جسن	دَخلُوا الْخَلْدَ اَرْسِے رحلت

آپ کے دو صاحبزادے ہیں خلع اخضر یعنی مولوی سید محمد صاحب مشاغل علمی و درسی میں مصروف  
ادقات ہیں سلمہ اللہ

۳۴) شیخ المناظرین برہان المتکلمین مولانا خونا الحاج سید محمد عبدالباری  
قدس سرہ

بن حجت الاسلام مولانا و امینا السید سراج احمد نقوی فاضلی رحمہ اللہ تعلیم و ولادت  
باسعادت سال ۱۲۶۶ ہجری کو وطن میں ہوئی کاتب الحدیث کے حقیقی برادر عمر  
میں آٹھ سال بزرگ تھے بچپن کا بڑا حصہ لکھنؤ کا گوری میں بخدمت حضرت  
والد ماجد رحمہ البسر ہوا مراجعت وطن کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی  
چونکہ سرعت فہم و قوت حفظ و جدت ادراک سے بہرہ کامل رکھتے تھے اس لیے  
علوم آئینہ صرف و نحو و منطق و عربیت اقل مدت میں حاصل کر لیے اور بعض متون اصول  
و کلام و ادب وغیرہ محفوظ ذہن عالی ہو گئے ابھی عمر کا پانچواں سال تھا کہ جناب پیر بزرگوار  
کا سایہ عاطفت سے جدا ہو گیا اور اندوہ و مصائب کا کوہ غظیم سر پر آ گیا  
لیکن مردانہ ہمت و استقلال و جرأت خدا داد سے آپ نے آلام زمانہ کا مقابلہ  
کیا اور حضرت دالہ المعادہ اور چھوٹے بھائی بہنوں کی شفی و تسلی میں چندے مصروف  
ہے اسکے بعد پھر سلسلہ الکتساب علم شروع ہوا اور مولانا سید امیر حسن رحمہ اللہ کی مدد  
میں پہنچے انکو چونکہ آپ کی قابلیت فطری و جوہر استعداد و ذہن و ذکا سے  
آگاہی تھی اس وجہ سے توجہ خاص آپ کی تعلیم میں مشغول ہوئے اور اپنے ہمراہ  
میرٹھ لے گئے دہان آپ نے چند سال قیام فرمایا اور شب و روز طلب علم و توسل  
درس میں ادقات عزیز البسر ہوئی۔ چونکہ جدت و فطانت کے ساتھ جرأت و  
دلیری زائد الوصف تھی اور کسی امیر یا حاکم کا رعب آپ کو مانع گفتگو نہ ہوتا تھا

۳۵

خداوند

اور فوتِ تقریر میں لگانے تھے اس لیے ہمیشہ مجالس و عطا و مناظرہ میں حضرت استاد آپ کو فخر کے ساتھ پیش کرتے تھے اور آپ اپنا فرض خوبی سے انجام دیتے تھے۔ تقریباً شش ماہ میں مدرسہ اسلامیہ کی طرف سے شیخ آئی بخش تاجر دریس میرٹھ نے عظیم الشان جلسہ کا اعلان کیا اور علماء و فضلاء عصرِ بلاد و اصحاب سے شریک و مدعو ہوئے رامپور بریلی لکھنؤ دہلی مراد آباد دیوبند وغیرہ سے مشاہیر اہل علم آئے اور تین روز تک یہ بارون جلسہ علماء کے مواعظ و خطب سے معمور رہا تیسرے دن مجمعِ علماء و اُمراءِ علماء مشہر میں فارغ التحصیل طلبہ کو سندِ فضیلت بعد امتحان دی گئی اور آپ سے پیشتر بانی مدرسہ مولانا سید امیر حسن رحمانی آپ کو پیش کیا کتبِ منہائیہ کے مقامات مشککہ اور ہر علم و فن کے دقیق و مغلق مسائل آپ کے سامنے لائے گئے جنکے جوابات شافی بے فکر و تامل آپ نے فضلاء متبحرین کو دے دیئے ہر طرف سے احسنت و بارک اللہ کی صدا بلند ہوئی اور اول درجہ کی سند بمواہر علماء طہرین آپ کو دی گئی ایمانِ شہر میرٹھ آپ کی حالت سے پہلے سے واقف تھے اس جلسہ کے بعد عظمت اور بھی زیادہ ہو گئی اسی زمانہ میں آپ نے رسالہ ہدایۃ المبتدعین رد شرک و بدعات میں بغزائشِ بعض نو مسلم انگریز تصنیف فرمایا اور اسکو بعض روساے میرٹھ نے طبع کرایا پھر حضرت مولانا سے اجازت لیکر آپ دہلی تشریف لے گئے اور اپنے استاد الا شاذ شیخ اہل مولانا سید شاہ نذیر حسین محدث رحمان سے کتبِ حدیث مصلح ستہ وغیرہ سنا کر سندِ علی جان صاحب معزز تاجر دہلی نے آپ سے قیامِ دہلی کی خواہش کی چنانچہ پانچ ماہ وہاں قیام فرمایا طلبہ علم کو درس دیا اور شہر میں جا بجا مجالس و عطا منعقد ہوئیں بعض سربراہ اور وہ مسلمانوں کے اصرار سے آپ نے مسیحی پادریوں کے مناظرہ کیا اور مجمعِ عام میں انکو شکست دی کتبِ مذاہب باطلہ پر آپ کی نظر وسیع تھی اور انکے مضامین مستحضر فی الذہن تھے انکی خوب خوب تردید فرمائی اور

عظیم الشان

سند دہلی

مناظرہ نصارا

مناظرہ آریہ

ترجمت وطن نکلج

قیام بدایون

حقانیت دین اسلام زور شور سے ثابت کی چند مسیحی علمائے خود اپنے مغلوبیت و عجز کا اعتراف کیا۔ پھر وہاں سے بقصد وطن روانہ ہوئے اور راستہ میں علی گڑھ قیام فرمایا یہاں بانی مذہب آریہ دیانند سرتی سے مقابلہ ہوا مخالفین نے تقریری بحث گو گو اور انکیا لہذا آپ نے ایک تحریر اثبات حقیقت اسلام و تردید اعتراضات مخالفین سے مستحون لالہ صاحب کے پاس بتوسط بعض اعیان شہنہ بھیجی اور اسکا جواب نہ آنے پر چوتھے روز ایک تحریر خمین دید کی تعلیمات کو لغو ثابت کیا تھا اور عقائد آریہ کی اصولاً تردید تھی ایک جلد عام میں پڑھ کر سنائی اور بمشورہ عام مخالف کو بخوبی اس دوران میں چند جگہ آپ کا وعظ و بیان ہوا اگر کسی مخالف کو مجال دم زدن نہ ہوئی پھر سنایا کہ لالہ صاحب کسی طرف روانہ ہو گئے اسکے بعد آپ وطن تشریف فرما ہوئے اور حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ نے اپنی دفتر کے ساتھ آپ کا عقد نکاح فرمایا پھر باجارت حضرت والدہ معظمہ آپ بدایون تشریف لے گئے اور بقدر دانی بعض حکام مسلمان وہاں قیام فرمایا طلبہ علوم کو درس دیتے اور اہل بدع و اہوا و ہنود و نصارا سے معرکہ بحث میں وقت صرف فرماتے بعض علمائے بدایون سے بسبب اختلاف عقائد و اعمال مباحثے ہوئے اور تحریراً و تقریراً اغلاے کلمۃ الحق و اشاعت توحید و اتباع کتاب و سنت و در و شرک و بدعت میں سعی روزانہ فرمائی اور کسی جلسہ میں کسی مخالف کی پرواہ نہ کی۔ بخاطر اظہار حق فرمایا۔ مشورہ پادری انگریز ہاسکن صاحب سے بتقریب بحث و تحقیق مذاہب ملاقات ہوئی اور وہ آپ کی وسعت نظر و تحقیق و عبور کا گردید ہو گیا تحریفات انجیل کا اعتراف کیا آپ سے عربی زبان کی تحصیل تکمیل کو بخوبی وہ زبان عبرانی کا عالم تھا آپ نے اس سے زبان عبرانی حاصل کی اور بحسب ضرورت کتب دین مسیحی کا مطالعہ کیا آپ کے مناظرات و مباحثات میں نصیب انصافیت

و خود نمائی و شهرت پسندی کا مطلقاً دخل نہ تھا ہمیشہ خلوص و سعی لوجہ اللہ و ارشاد  
 عباد مر کو زخاطر تھے اور طلب حق و کسب کمال و درس و وعظ و تصنیف میں بدل  
 مساعی فرماتے تھے رد اہل باطل و الزام مخالفان اسلام آپ کا خاص شعار تھا۔  
 بتعلقات معاش شہر جون پور میں قیام فرمایا کچھ وقت تدریس طلبہ علم میں بھی مشغول  
 ہوتا تھا مولوی حکیم محمد انور علی لکھنوی محشی کتب درسیہ و مصنف انوار الحواشی وغیرہ  
 سے آپ کا ربط و ضبط زیادہ رہا اور بعض اوقات فرصت میں آپ نے اپنے فن  
 طب کے مسائل اور بعض مقامات مشککہ و مصطلحات طبیبہ کلیات قانون شیخ الریس  
 زبانی استفادہ فرمائے اور طریقہ طب بھی حاصل کیا بعد چندے شہر آگرہ میں مدرسہ  
 عربی سرکاری میں آپ کا تعلق ہوا اور کئی سال وہاں قیام فرمایا مدرسہ میں تعلیم  
 ادب و ریاضیات عربی آپ کو تفویض ہوئی حساب و ہندسہ و ہیئت و مساحت  
 میں آپ کو علما و علماء کمال دستگاہ تھی جامعیت علوم و فنون مقبول و منقول میں ممتاز  
 اور استخصار و تحقیق فروع و اصول میں فائق الاقران تھے اس وقت آگرہ میں  
 مسیحی پادریوں کا بڑا زور تھا اور عوام و خواص سے ہر موقع پر برسر بحث ہوتے  
 تھے آپ نے وہاں پہونچ کر دین نصارا کی تردید اور حقانیت اسلام پر زور و شور سے  
 وعظ کبی اور ہر مجلس میں مذہبی تقریریں کیں اسپر عیسائی علمائے متفق ہو کر آپ  
 مباہشتہ کا قصد کیا اور مشہور مسیحی عالم پادری عماد الدین جو عربی زبان و اسلامی  
 کتب پر عبور اور بحث و مناظرہ میں خاص مہارت رکھتا تھا اس مباہشتہ کے لیے  
 منتخب ہوا اور بعض مشنری علما پنجاب سے بھی اس مہم کے لیے مدعو کیے گئے  
 پادری دین صاحب پرنسپل مشن کالج اس کے منتظم تھے شرائط مباہشتہ و انفاق و  
 جلسہ انجمن کے ذریعہ طے ہوئے اور یوم موعود پر عماد شہر ہند و مسلمان و عیسائی  
 حکام وقت و امر اوغرا با مشرک یک جلسہ ہوئے اور باتفاق رائے حاضرین استدعا

جون پور

آگرہ

مناظرہ نصارا



حقائق آپ نے تقریر طویل و بار بار استحکام اصول اسلام و حقانیت قرآن و وحدت  
 دین برحق و ابطال و تردید ادیان منسوخ و تحریفیات وغیرہ پر بوضاحت و بلاغت تمام  
 بیان فرمائی، مسیحی علماء اس سے قبل آپ کی تقریر بردن اور دغظوں کے مضامین خود اور  
 لوگوں کی زبان سے بھی متواتر سن چکے تھے اب اس بیان میں دین اسلام کا  
 غیر خدا ہر سب سے موازنہ اور زبردست فیصلہ تھا اور آپ کی طلاقت لسانی نے اسکو  
 بوضاحت و حفا کے ذہن نشین کر دیا، اہمیں دو گھنٹہ سے زیادہ وقت صرف ہوا  
 آپ کے بعد پادری صاحبان سے جوابی تقریر کا تقاضا کیا گیا مگر کچھ نہوا کچھ درخوشی  
 کے بعد پادری عماد الدین نے مناظرہ زبانی کو موجب فتنہ و فساد مگر نصحت مانگی اور کہا کہ  
 ہم تحریری بحث کو پسند کرتے ہیں۔ منتظم جلسہ و دیگر معزز عیسائیوں نے انکے فرار و ہانہ پنی  
 کو تسلیم کر کے جلسہ برخاست کیا پادریوں کی اس بے محابا گریز سے عام عیسائیوں کے  
 دل بیٹھ گئے اور ایک مدت کے لئے انکی تقریروں کا بازار سرد ہو گیا اسکے بعد چند  
 تحریروں کے ذریعہ سے انکو تنبیہ کی گئی مگر جو اب صاف ملا اور کوئی آبادہ بحث نہوا  
 مسلمانوں نے نعرہ ہائے فتح و نصرت بلند کیے۔ اسکے مختصر حالات رسالہ فتح اہلسین  
 علی اعداد الدین مکتبہ آگرہ ۱۲۹۲ھ میں مندرج ہیں جب سید مرحوم کی تفسیر القرآن اردو  
 کے بعض مضامین رسالہ تندیب الاخلاق میں غلطی سے شائع ہوئے تو آپ نے  
 سورہ فیل کی تفسیر پر سید صاحب کا رد لکھا اور انکی تفسیری غلطیاں ظاہر کیں اس  
 مضمون کو سید مرحوم نے تندیب الاخلاق میں بالفظہ طبع کر دیا اور دوستانہ خط و  
 کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور جب قیام محمدن کارلج کے لیے گشت کیا تو آگرہ پہنچکر  
 سب سے پہلے آپ سے آکر ملے اور آپ کو اپنے قیام گاہ یعنی مکان مولوی عبد الغفور  
 صدر اعلیٰ پر ساتھ لے گئے اور جابجا شہر میں معزز رؤسا کے پاس مع آپ کے گئے  
 بعد چندے عہدہ پر و فیسری عربی و فارسی کے لیے آپ کو بلایا اور مجید اصرار کیا

الافادات و بحث پر سید صاحب نے جوابی کتابت فرمائی  
 اعلیٰ طلبہ بہ واکرٹ

ملک آپ نے محبت دین و اختلاف عقائد باہمی یہ تعلق گوارا فرمایا یا این ہمہ سید صاحب  
 ہمیشہ آپ کی ہمت و عزم و استعداد کے مداح رہے زمانہ قیام آگرہ میں آپ نے کتاب  
 مستطاب اعلام الاجبار والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام مجلد ضخیم تصنیف فرما کر  
 طبع کرائی جو اپنے باب میں نئے نئے نظریات و تحقیق دین حق کیلئے حجت قاطعہ و راہل حق  
 کے لیے آیت باہرہ ہر دہش تنقید می اصول پر غیر ماسک کو باطل اور اسلام کو حق ثابت کیا گیا ہے  
 چونکہ تمام سہمی آپ کی اشاعت حق و تبلیغ اسلام میں تھی اور حمیت دین و فلاح  
 مسلمان کو نصب العین رکھتے تھے بنا برآں واقعہ جنگ روم دروس مشائخ غامض  
 نہ رہے اعانت سلطان ترک و مجاہدین پر مکرہمت باندھی آگرہ میں جا بجا وعظ کے  
 مفصلات شہر میں دورہ کیا اپنے وطن میں لوگوں کو ترغیب ادا ددی اور ایک قم  
 کشیر حیدرہ کی ترکی کو بھیجی اور آپ کی کوشش سے بہت نفوس مسلمان مجاہد بنکر روم کو گئے  
 اسی خدمت کی مصروفیت میں ملازمت سے مستغنی ہو کر وطن تشریف لائے اور عطا و  
 ارشاد و ترغیب و ترتیب عباد و تفسیر قرآن و حدیث میں مشغول ہوئے۔ بعد ہر ادب آباد  
 کا سفر فرمایا اور مشہور رئیس شہر قاضی محمد عباس مرحوم کے عہد میں اندر سن مراد آبادی  
 مشہور عالم ہند و مصنف تحفۃ الاسلام سے مناظرہ کیا اور مجمع عام میں اسکو شکست  
 دی اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ کتاب مذکور اسکی مصنف نہیں ہے وہاں سے لکھنؤ گئے  
 اور مولانا محمد عبدالحی لکھنوی کے تعلقات مجاہد کی وجہ سے فرنگی محل میں قیام فرمایا اتفاقات  
 متشی نول کشور سی ایس آئی۔ سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے مطبع کے لیے  
 تصحیح کتب کی نگرانی و انصری کی اسد عاکی حکو آپ نے طوعاً و کرہاً قبول فرمایا۔

تصنیف کتب

جنگ روم

مناظرہ ہند

علاہ انکو معنات ابن تیمیہ دین سید علی درشاہ دلی الدہ و غیرہ رحمہم اوسے بھی مذاق تھا اور اکثر عبارات نوک زبان  
 پر از برتھین شروع بخاری و اکثر نظام سیر بر نظر غائر و وسیع و علم معانی و دیان میں کمال دستگاہ تھی  
 محسن شعر عربی فارسی اگر دو کو خوب فہم فرماتے تھے۔

وہ آپ کی نفسیات علمی و مستعدی کے مدح سرا اور آپ انکی ملازمت سے سخت ہزار  
 رہے غیر مسلم کی مکتی سے ہمیشہ احتراز فرماتے اور مجبوری اختیار کرنے تھے  
 چنانچہ بعد چندے سبکدوش ہو گئے اور بغرض تبلیغ دین و اعلائے کلمۃ اللہ تھا  
 دور و دراز کا سفر کیا ریاست ٹونک و حیدر آباد و گن بھی تشریف لے گئے مگر  
 خواہش حصول ملازمت اصلانہ کی ہر جگہ اکرام و احترام کامل کیا گیا مجالس عامین  
 و عقد ہوئے آپ کی حُسنِ مصاعی و برکتِ انفاس سے صد ہا گمراہ دین برحق میں آگئے  
 اور بہت سے مبتدعین عقائد باطلہ سے تائب ہوئے آپ کی اثر و صحبت سے ایک  
 معزز انگریز لکھنؤ میں مائل اسلام ہوا اسکا نام جوزف تھا۔ آپ کی تحریک سے ریاست  
 بھوپال میں معزز عمدہ برہما ہوئے حضرت نواب سیدنا مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر جو  
 نے بمعاہدہ اشتهار طبع کتاب اعلام الاجاز بحیثیت دینی مصارف طبع میں اعانت  
 فرمائی تھی جب سے باہم سلسلہ مراسلت قائم تھا اتفاق سے بعد واپسی حیدر آباد  
 ۱۲۹۷ھ میں اپنے بھوپال میں قیام فرمایا اور بغیر تائید و اصرار نواب صاحب مدوح  
 ریاست بھوپال میں تعلق ملازمت اختیار کیا اور تا آخر حیات متوسل و مشیر و ندیم  
 نواب صاحب و متعدد امور ریاست رہے ریاست کے علما و فضلا و مدبرین و عقلا میں  
 قدر و منزلت و تقرب و حضوری میں آپ ممتاز تھے عام رائے تھی کہ جس صیغہ کا  
 کام یا جو عمدہ آپ کے سپرد کیا جائے اُسکو آپ سب سے بہتر انجام دے سکتے ہیں  
 و برہار میں جس طرح مباحث علمی میں سبقت فرماتے تھے اُسی طرح امور نظم و نسق ملک میں  
 بجائے تردید و تاخیر و اظہار رائے فرماتے تھے بلکہ بزورِ دلائل اپنے مدعا کو حق و یقین  
 سے تسلیم کرا لیتے تھے راست گوئی و اظہار حق میں آپ کی جرأت و دلیری ضرب المثل  
 تھی آپ پر کسی امیر و حاکم و دالی ملک کا رعب نہ تھا جس موقع پر نہایت خاص و  
 مغربین مجبور ہوتے آپ وہاں نے خوف و خطر و تقریر کے جو ہر دکھانے سے سہین

قیام لکھنؤ

علق بھوپال

دیر و اظہار حق

ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ خود اُمر اور دُسا پر آپ کا رعب چھاتا اور اُنکو آپ کے اتباع پر مجبور کر دیتا تھا یہ حقیقتاً ہیبت حق تھی آپ نے کبھی اپنی ترقی جاہ و منصب کے لیے کوشش نہیں فرمائی اور جب خود بخود کوئی موقع پیدا ہو گیا اور سرکار سے آپ کی ترقی و قدر شناسی ہوئی تو فوراً کسی امیدوار کا جھنڈا دست و عزیز کو نواب صاحب کے سامنے پیش کر دیا اور بعض اپنی زیادتی جاہ و منصب کے اسکو معقول ملازمت پر مامور کر دیا اس انبار کی مثالیں آپ کے کارنامہ میں بکثرت ہیں۔ اعزہ وطن کی قدر افزائی و سرفرازی میں ہمیشہ جدوجہد فرماتے تھے کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر مرحوم کو آپ نے عزت کے ساتھ ریاست میں بلوایا اور اُنکی ترقی اعزاز میں ساعی رہے کپتان میر فدا حسین خان مرحوم اور ڈپٹی میر مظہر علی صاحب ریس سہوان کو اپنے توسل و تقریب سے معزز و مہر پر مامور کر لیا۔ اہل حاجت و اقارب و آشنا کی ہمدردی بدل جان فرماتے اور اگر کوئی احسان فراموش آپ کو رنج ہو جاتا تو غصہ سے کام لیتے اور پھر احسان و مروت سے اس کے ساتھ پیش آتے بیج ہے ۵

دوست

بدی را بدی سہل باشد جزا | اگر مردے احسن لے اے من اسنا

حق گوئی و اظہار مافی الضمیر میں آپ کو موقع و محل کا انتظار نہوتا تھا بڑے بڑوں کو خط و لغزش پر فوراً لوگ دینا ایک معمولی بات تھی خوشامد و دنیا سازی آپ کے مسلک میں کفر تھی ۱۳۰ ہجری میں تیبہ سفر حج فرمایا کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر کو بھی ترغیب ادا سے حج دے کر آمادہ سفر کیا اور خود بھی ریاست سے رخصت لی اہل علیا کو بھوپال میں چھوڑ کر مکہ منظر گئے علما و صلحا مکہ سے ملاقات ہوئی حاجی امداد امجدی صاحب کے حلقہ درس میں پہنچے حاجی صاحب ایک جماعت کو کتب تصوف کا سبق دے رہے تھے اور جلسہ ذکر کتاب اللہ و حدیث رسول سے خالی تھا اس مواخذہ پر حاجی صاحب برہم ہوئے اور غلبے متعہ میں و محمد بن سہل امام ابن قیم و شاہ ولی اللہ

جو کچھ

دلائل

میں

رحمہما اللہ کی شان میں الفاظ نازیبا فرمائے اس پر بہت بحث و نزاع رہی آخر تبعا کھا  
 ہر ایمان آپ قیام گاہ پر واپس آئے مگر وہاں حکم تنگ آمد بجنگ آمد آپ پر ایک  
 سخت حملہ کیا شریف مکہ کو اطلاع دی کہ یہ نو وارد عالم وہابی ہیں اس پر تحقیق  
 و تفتیش ہوئی اور آپ سے زبانی و تحریری جواب طلب ہوئے اسی کے ساتھ  
 مخالفین کی کوشش سے دس بارہ سوال متعلق عقائد آپ کے پاس پہنچے  
 آپ نے بغیر استداد کسی کتاب کے اجوبہ محققانہ بنقل شواہد کتاب و سنت دلائل  
 صحابہ و عقائد سلف مع حوالہ کتب معتبرہ و نقل عبارات ایک رات میں تحریر  
 فرما کر شریف کے پاس بھیج دیے شریف مکہ نے بحضوری علما اسکو پڑھا اور حاجی  
 صاحب کے پاس روانہ کر دیا بعدہ آپ کو بعض واکرام طلب کر کے تین روز  
 سمان رکھا اور تکلف تمام آپ کی دعوت مود زفیقون کے رہی جوابات مشارالہ کا  
 مسودہ قلمی آنجناب در اقم الحروف کو زمانہ ترتیب کتاب ہذا میں کتب خارجہ  
 نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ مقیم لال باغ لکھنؤ سے دستیاب  
 ہوا اسکے مطالعہ سے آپ کے حفظ و استحفاظ مطالب و کجارات و وسعت نظر و تحقیق  
 و مجتہدانہ کمال ظاہر ہوتا ہے علوم قرآن و حدیث میں آپ کا پایہ ارفع و اعلیٰ تھا  
 ابتداء سنت و زہد و تقویٰ و اجتناب منکرات و روبرعات میں ہمیشہ ساعی رہتے  
 تھے مولوی ہدایت اللہ خان مدرس جو پور و مولوی ہدایت علی بریلوی و مولانا  
 عبدالقادر بن مودئی فضل رسول صاحب بدایونی و مولوی عبدالبنی رامپوری  
 سے مختلف اوقات و مواقع میں مباحثات ہوئے اور اولہ قاطعہ قرآن و حدیث  
 سے سب کو سالت کیا مصنفات امام ابن تیمیہ و ابن قیم جوزی و شاہ ولی اللہ دہلوی  
 و علامہ شوکانی و حافظ عسقلانی بر عبور خاص تھا تفسیر امام رازی کو بار بار پڑھتی تھے  
 مرحوم کے دربار خاص میں اکثر غیب کو جمع علما و فضلاء ہوتا تھا آپ بھی روزانہ پابند

تجلی

حضور ہی تھے مسئلہ رفع سبابہ کی بابت نواب صاحب مرحوم نے اپنی تحقیق بیان فرمائی اور کسی نے مخالفت نہ کی آپ نے بخوف تردید کہتے ہوئے فرمایا کہ ابتداء سے قند سے آخر تک رفع سبابہ مسنون ہے اُسپر دلائل صریحہ حدیث پیش کیے کچھ باہمی بحث کے بعد سب کو آپ کی تحقیق سے اتفاق کرنا پڑا اسی طرح جب مسجد جامع سسوان زیر تعمیر تھی تو نواب صاحب نے آپ کی درخواست پر غدر کیا کہ صرف زکوٰۃ کاروپہ میرے پاس سے اور وہ بنائے مسجد کے لیے جائز نہیں بعض علما نے موافقت بھی کی مگر آپ نے مصارف زکوٰۃ سے صرف فی سبیل اللہ کا حصار کے لیے مخصوص نہونا ثابت فرمایا اور چند روز تک متواتر دلائل واقوال صحابہ و سلف سے اپنے مدعا کی تائید فرمائی آخر نواب صاحب نے آپ سے اتفاق کیا اور مبلغ دو ہزار رقم چندہ عطا فرمائی۔ علیہ حضرت نواب شاہجہان گرامی مرحومہ خلد مکان آپ کو شیر و دربار کے لقب سے یاد کیا کرتی تھیں۔ آپ جسمانی صحت و توانائی و حسی میں شہزور پہلوان اور محنت و جفا کشی و مستعدی میں غیر معمولی قوت کے انسان تھے ورزش بدنی و رمشی و ریاضت دائمی معمول تھا۔ رحم و ہمدردی کا استدر جوش تھا کہ آیام قحط و گرائی میں کبھی خود شکم میسر ہو کر نہ کھاتے اور غربا و محتاجین کی مدد فرماتے اور خود کیسکا بار احسان کسی حالت میں گوارا نہوتا تھا با این ہمہ تواضع و خوش اخلاقی و مہمان نوازی شعار خاص تھا۔ آپ کا رابطہ انس و محبت بھوپال میں فضلا سے غصہ مولنا سید ذوالفقار احمد نقوی دام فیضہ و مولنا شیخ محمد صاحب محدث جعفری مچھلی شہری قاضی ریاست و مولنا محمد عبدالرشید کشمیری و مولنا حکیم محمد معز الدین پشادری رحمہم اللہ سے زیادہ تھا۔ تادیر حج بیت اللہ سے دوسرے سال ۱۳۳۵ھ میں آخر ماہ ذی القعدہ میں بوارضہ تب محرقہ غلیل ہوئے اور تیرہ دن صاحب فراش رہ کر خاص یوم الحج ۹۔ ذی الحجہ یوم نخبہ کو بعد نماز مغرب آغاز شب جمعہ میں ۱۳۳۵ھ عالم فانی سے جو ارحمت الہی کو شغل ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خبر

صالح زانی

۳۵

و حشت اثر سے تمام شہر میں سخت کڑامح گیا سکار عالیہ و نواب صاحب بہادر کو آپ کی وفات سے دلی صدمہ ہوا آپ کے اہل و عیال کی پرورش کے لیے ریاست سے معقول وظیفہ ماہوار معین فرمایا مزار مقدس جانب شمال شہر تکیہ قلندر شاہ میں واقع ہے رحمہ اللہ تعالیٰ اس سانحہ کی تاریخ آپ کے محب مخلص حافظہ سید محمد سورتی ۷ استاد سرکار موجودہ حال و جاگردار ریاست نے فی البدیہہ حدیث نبوی قد دخل الجنة بلا حساب سے تہنیت یک عدد مستخرج فرمائی اور مولانا سید ذوالفقار احمد سلمہ ربہ نے امیر المتقین مولانا سید عبدالباری تاریخ کبھی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ آیہ شریفہ کو حلتوا آسائے دسریں خطبہ سے بصفت ملفوظی یعنی بعد اسقاط الف جمع مستنبط کی۔

۳۵

(۳۵) علامہ نحریر مولانا شیخ محمد بشیر محدث فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ

بن حکیم محمد بدر الدین رحمہ آب دو دمان علم و حکمت کے مایہ ناز خلف اور فضائل و کمالات میں یادگار سلف صاحبین تھے زمانہ آخرین مجددین برحق و امام عصر و مجتہد مطلق ہوئے ولادت شریف وسط صدی سیزدہم میں ہے وقت وفات پیر آپ کا سن آٹھ نو سال سے زیادہ نہ تھا دو بھائی بڑے اور ایک آپ سے چھوٹے تھے بحسن کا زمانہ واد صاحب کے سایہ عاطفت میں لکھنؤ میں بسر ہوا ابتدائی تعلیم وہیں پائی ذکاوت طبع و اصابت رائے و نظر غائر بدرجہ غایت رکھتے تھے بعد وفات پیر بزرگوار وطن آئے اور بعد چندے بشوق تحصیل علم سفر کیا پھر لکھنؤ دار ہو کر مولانا محمد واجد علی لکھنوی و بعض فضلاء فرنگی محل سے فہم مقولات و مقولات متداولہ پڑھے بعد وہلی جا کر مکمل علوم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول فہمائی

۳۵

۱۵ افسوس آپ کی وفات ۱۱ محرم ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ء شنبت جمعہ کو ہوئی ۱۲ مئی

بعض مقامات کتب دینیہ مولنا سید امیر حسن محدثؒ سے حل و استفادہ فرمائے  
اور شیخ الحدیث مولنا سید نذیر حسین دہلوی سے کتب صحاح ستہ وغیرہ سماعاً و قراءۃً  
اخذ کیں نیز سند کتب احادیث علامہ شیخ حسین عربی مبنی و شیخ احمد شرفی نزیل مکہ  
و مولنا محمد صاحب سہانپوری مہاجر مکہ سے حاصل کی بعد فراغ درس اولاً علوم عقلیہ  
منطق و فلسفہ و علم ادب و فقہ و اصول میں زیادہ اہتمام کیا ہوا موافق مذہب حنفی  
کتب فقہ کے مطابق فتوے تحریر فرماتے تھے مولنا سید امیر حسنؒ کے فیض صحبت  
سے دنیات کا مذاق غالب ہوا اور جادہ تحقیق کی جانب قدم بڑھایا قرآن و حدیث  
کا اتباع تطبیح نظر ہوا اور ہر مسئلہ میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کی مسائل مجربہ  
و نزعیہ قرآن پاک سے مستنبط فرماتے اور بقوت مجتہدانہ عمل بالحدیث و ترک آراء و  
تقلید شخصی کو واجب سمجھتے تھے۔ ہر مسئلہ میں اختلافات ائمہ اربعہ و نزاع فقہاء  
مسلم محدثین و اقوال سلف و آثار صحابہ پیش نظر تھے اور شرائط اجتہاد ذاتیہ کی  
صفات میں مجتمع تھیں اس لیے ہر دعویٰ حجج قویہ سے مؤید اور ہر استنباط شواہد  
کتاب و سنت سے موکد تھا جس فتویٰ یا مسئلہ پر علمائے عصر سے اختلاف کیا بایزاد  
اولہ باہرہ کتاب و سنت مخالف کو تسلیم کر دیا زور تحریر و قوت مناظرہ میں فرد  
اور وسعت معلومات و اطلاع مذاہب سلف میں یگانہ عصر تھے۔ درس و تدریس  
و تعینیت و تالیف و وعظ و ارشاد میں اوقات عزیز بسر فرماتے اور خدمت کتاب  
و سنت بخوص دل بجالتے تھے اول مدرسہ انگریزی سینٹ جوئس کلج آگرہ میں فارسی و  
عربی کے پروفیسر ہوئے اور ایک مدت وہاں قیام فرمایا مدرسہ کی تعلیم کے سوا  
مکان پر صبح و شام جماعت کثیرہ طلبہ علوم معقول و منقول کو درس دیتے تھے۔  
خاندان اطباء آگرہ کے متعدد ممتہی طلبہ آپ کے حلقہ درس سے مستفیض ہوئے  
حکیم مبارک علی و حکیم معصوم علی نامور طبیب آپ کے تلامذہ خاص سے تھے

طہ علم

تحقیق و اجتہاد

درس و خطا آگرہ



افق الیمین ملا باقر دھوم و حام سے ہوتی تھی ارسمین اشاذی مولانا سید امیر محمد بھی شریک ہوتے تھے آپ کا وصف مشہور یہ تھا کہ جو مقام کتاب آپ کی نظر سے گذر گیا اسکو کوئی آپ کے مثل نہیں پڑھا سکتا تھا تفسیر و حدیث و فقہ و اصول میں بے نظیر تھے اگر کہ کے قیام میں آپ حج کو تشریف لے گئے اور واپس ہو کر رسالہ مختصر القول لمحقق المحکم فی زیارۃ القبر الجسیب الاکرم تصنیف فرما کر شائع کیا اس پر مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے قلم اٹھایا اور رسالہ الکلام المبرور جو بابا لکھا پھر آپ نے رسالہ القول لمفسر اسکا رد شائع کیا اس کی تردید میں مولانا لکھنوی نے المذہب الماثور بڑے زور شور سے شائع کیا اسکا جواب بلین و شافی مزیل تمام شہادت و واقعہ جملہ ایرادات قدیمہ و جدیدہ بہت شرح و بسط کے ساتھ جامع مانع مجید و جہد تمام المسعی اہتمام المسجۃ علیہ من اوجب الزیادۃ کا الحجۃ المعروف بہ السعی المشکور ایک جلد مبسوط و ضخیم تصنیف فرما کر طبع کرایا جو نہایت محققانہ و مسکت تھا اگر کہ اسکا جواب برے نام لکھا گیا مگر اہل تحقیق نے صحیح سمجھا اور پھر جواب الجواب تیار ہو گیا جسکے طبع کی نوبت نہ آئی مبدیہ بحث یہ تھا کہ مسئلہ استجاب و وجوب زیارت قبر بنوی صلعم میں اولاً مولوی محمد بشیر الدین فنجی و تلمیذ رشید مولوی سید امداد علی ڈپٹی کلکٹر متوطن آگرہ آپ کے مد مقابل ہوئے اور فیما بین چند تحریرات کی آمد و شد ہوئی فاضل موصوف نے اپنی کمزوری بفرست دریافت کر کے مولانا کے لکھنوی کو بحث کی ترغیب دی اور اپنا تحقیقی سرمایہ بھی انکے سپرد کیا فخری ماجری۔ آپ جب لکھنؤ تشریف لیجاتے تو مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی تبواضع و حسن خلق پیش آتے اور باصرہ کئی روز تک آپ کو مہمان رکھتے آپ کا غلط سننے اور موذیانہ عظمت و احترام کرتے آگرہ میں بزمانہ قیام راقم آپ مرجع اہل دین و مقتدا سے مسلمین و مرشد طالبان تحقیق تھے تحریر فتاویٰ و اجوبہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی بعض فردعی مسائل میں

ملاحظہ فرمائی مسئلہ زیارت

مولانا سید امیر احمد سسوانی نے آپ سے اختلاف کیا اور بسبب حدت طبع و اصرار فطری کشاکش پیدا کی مگر بعد وضوح حق بارہا رجوع فرمائی اور بحث سے دستکش ہوئے۔ امیر غصب کا زور و شور اور ادھر انتہا کا علم و تحمل کبھی ملکر حالت اعتدال بھی پیدا کر لیتے تھے آپ کو انھی و اساذی مولانا سید عبدالباری رحمہ سے رابطہ خلقت و وداد مستحکم تھا اور ہر معاملہ میں انکی راہ پر اعتماد فرماتے تھے۔ ورع و تقویٰ و عبادت و شب بیداری بصدر و اخلاص رکھتے تھے رقت قلب و خشیت الہی کا اثر و عظمیٰ تاثیر سے ظاہر ہوتا تھا۔ تاریخ پنجم محرم الحرام ۱۲۹۵ ہجری کو حسب الطلب مولانا جناب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر آپ آگرہ سے ترک تعلق فرما کر ریاست بھوپال تشریف لے گئے مقرر مسطور اس سفر میں ہمراہ تھا حضور سرکار عالیہ و جناب نواب صاحب نے بارادت دلی آپ کا اعزاز و احترام کیا اور عمدہ انصری مدارس ریاست آپ کو تفویض ہوا۔ طلبہ علم کو بطور خود درس تفسیر و حدیث وغیرہ سے مستفید فرماتے اور اچوبہ مسائل مستفقہا بہا مجتہدانہ تحقیق کے ساتھ تحریر کرتے ہر جمعہ کو مسجد قاضی صاحب میں وعظ قرآن و حدیث کئے مسائل شرعیہ میں انہی تحقیق کو بخیر ظاہر فرماتے اور منکرین پر تحریراً و تقریراً اتمام حجت کرتے انکسار نفس و تواضع و حسن خلق بدرجہ غایت تھا اعزہ و احباب کے ساتھ لطفانہ ارتباط رکھتے تھے اور انبار و کرم و امداد و غبا و مہمان نوازی میں کمال سیرجشی سے کام لیتے اور کسی امر میں ریاء و تجبُّت و خود غمائی کا لوث نہ تھا نیز لطیفہ گوئی و ظرافت و کشادہ بینی و تواضع میں ممتاز تھے مہمان نوازی و مدارات اعزہ و احباب دریا دلی سے فرماتے خوش خوراک بچہ تھے۔ اقتداء سنت نبوی و نصرت حق مرکوز خاطر و ترک مستحب ناگواری طبع تھا بھوپال بلکہ تمام ہندوستان میں اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھا دیا اور علمائے عصر پر اپنی فیضیات علمی و قوت اجتہاد کو ثابت کر دیا۔ مفتی مکہ شیخ احمد حلان؟ سے مسئلہ توحید میں مناظرہ ہوا اور ان کے رد میں کتاب صیانت الانسان عن دوسو شیخ حلان

بھوپال

خصوص ریاست

عام حالات

تصنیف فرمائی اور لا جواب ثابت ہوئی اس کو غلامے بچہ نے چند بار طبع کرایا جب مولانا عبدالحی لکھنویؒ اور جناب نواب صاحب مرحوم کے مابین بحث کا سلسلہ قائم ہوا اور طرفین سے رسائل و کتب کی اشاعت ہوئی تو بعض مواقع پر مولانا لکھنوی نے آپ کو مصنف کتب مناظرہ خیال کیا اور رسالہ ابرار الغی میں اسکی تصریح کی آپ نے اسکی ظن کو رفع فرمایا اور پھر دونوں علامہ عصر کے باہم مصالحت میں سہمی مسدائی جزاء اللہ خیر! جب وفات نواب صاحب مرحوم بجاہ جامادی الاولیٰ ۱۲۸۴ھ میں واقع ہوئی تو آپ دل برداشتہ ہوئے مگر سرکار عالیہ مرحومہ کی عنایت و قدر شناسی و حسن عقیدت نے آپ کو روکا اور ہر دو شبہ کو تلخ محل میں آپ کا وعظ مقرر ہوا جس میں سرکار عالیہ مع جملہ خواتین و بیگمات محل شریک ہو کر حظ دینی حاصل کرتی تھیں وعظ کی تاثیر اور انداز بیان کا یہ اثر تھا کہ تضرع و بکا کی صدا کین بلند ہوتی تھیں عدل و سیاست شریعہ کے احکام اور حکومت و امارت کے متعلق ترہیب و ترغیب بے باکانہ فرماتے اور ذرہ رعایت نہ کرتے یہاں تک کہ ۲۹ صفر ۱۲۸۹ھ ہجری مطابق یکم جون ۱۹۰۱ء میں سرکار مرحومہ نے انتقال فرمایا اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ حال ریاست بھوپال مسند نشین ہوئیں تعلیم جدید و فنون مغربی کی ترقی اور قدر علم و علمائے دین میں کمی نظر آئی تو آپ نے بعد قیام بستی پنج سال ریاست کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا اور مستعفی ہو گئے آپ اس سے قبل جب حسب احکام کلر مرحومہ بغرض مباحثہ مرزا غلام احمد قادیانی دہلی تشریف لے گئے تھے تو وہاں کے دیندار و علم دوست تجارت در دسائے شہر نے آپ سے قیام دہلی کی استدعا کی تھی کیونکہ مولانا شاہ سید نذیر حسین صاحب محدث رحمہ بوجہ ضعف قوی و پیرانہ سالی درس تدریس سے عاجز تھے نیز وعظ و تفسیر قرآن بیان کرنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن بہ سبب تعلق ریاست و استدعا سے بیگم صاحبہ مرحومہ آپ نے بھوپال کو چھوڑا۔ اب ان لوگوں نے

تقریباً سال و ستر سال

۵۰

منظرہ قادیانی

آپ کو دہلی کے قیام پر مجبور کیا اور آپ کو جانا پڑا اور سند درس و افتاد و خط دہلی پر  
 شکن ہوئے۔ مناظرہ قادیانی کی تفصیل یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نے ہمد و ست  
 سے ترقی کر کے ادعاے سمیت کیا اور عیسائی دآریہ سے مباحثات کے بعد علمائے اسلام  
 مناظرے ہوئے مرزا جی احادیث بنوی و اقوال صحابہ سے بچ کر صرف قرآن مجید کو  
 حکم ٹھراتے تھے جب یہ غلغلہ بلند ہوا تو سرکار عالیہ نے مرزا صاحب کے مقابلہ  
 کے لیے آپ کو دہلی بھیجا مرزا صاحب بحث تقریری پر راضی ہوئے تحریرات کا  
 سلسلہ شروع ہوا مرزا صاحب مسئلہ حیات و ممات مسیح پر مناظرہ کرتے تھے اور یہ  
 ان کے دعوے کی تمہید تھی چنانچہ آیہ اِنِّیْ مُتَوَقِّئُکَ وَ سَرَّافِکَ اِلٰی سَ کو  
 مثبت حیات علیہ السلام سمجھ کر پیش کرتے تھے آپ نے آیہ وَ اَنْ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ  
 اَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ فَاَنْ یَّکُوْنُوْا مِمَّنْ اَلَا یَہْدٰی سُبْحٰنَہٗ اَلَا یَہْدٰی سُبْحٰنَہٗ اَلَا یَہْدٰی سُبْحٰنَہٗ اَلَا یَہْدٰی  
 نے حسب عادت مستمر تاویلات کے در کھولے اور صر فی و نحو ی مباحث میں لانی  
 طبع دکھائی اور قواعد عربیت کو ناقابل اعتبار بتایا مگر کچھ بیش نہ گئی آخر کار  
 عاجز ہو کر حیلۂ استقبال خسر کر کے میدان سے رو بفرار ہوئے۔ آپ نے  
 بھانہ ملاقات خسر سُنْکَر فرمایا خسر اللہ تَبٰی وَاَلَا یَہْدٰی سُبْحٰنَہٗ اَلَا یَہْدٰی سُبْحٰنَہٗ اَلَا یَہْدٰی سُبْحٰنَہٗ اَلَا یَہْدٰی  
 مناظرہ و کیفیت بحث و فرار کتاب الحق الصریح فی اثبات حیوۃ السیح مطبوعہ مطبع  
 انصاری دہلی میں مفصل درج ہے یہ مناظرہ تقریباً ۱۳۳۵ھ میں واقع ہوا اپنے  
 زمانہ انہی میں مقام دہلی رسالہ القول المحمود فی رد جاز سود دہلی نذیر احمد خان کے جواب میں لکھا  
 آپ کی خصوصیات علمی و اجتہادی میں مسئلہ قربانی آخر ماہ ذی الحجۃ تک ہے بعد وفات  
 نواب صاحب مرحوم آپ نے ایک اشتہار طبع کرا کے شائع کیا کہ قربانی کے لیے ایام  
 تشریق کو مخصوص کرنا دعوے کے دلیل ہے اور اسکے خلاف آدہ شرعیہ موجود ہیں  
 علمائے عصر سے کچھ بحثیں ہوئیں مگر آپ کے دعوے کی تردید نہ ہو سکی مسئلہ مذکورہ

منظرہ قادیانی

کے متعلق مذاہب و اقوال سلف و اختلافات ائمہ و اثبات دعویٰ معروضات اعتراضات  
مخالفین ایک مجملہ ضخیم میں جمع فرمائے جو آپ کی کمال تحقیق و وسعت نظر و دال  
ہے افسوس کہ اب تک اس کی طبع کی نوبت نہیں آئی۔ آخر زمانہ میں مسئلہ قرائت  
فاتحہ خلف امام میں ایک مبسوط کتاب مسلی البرہان العجائب فی فرضیۃ ام الکتاب لکھی جو  
بعد وفات آنجناب دہلی میں مطبوع ہوئی انتظام طبع کی جانب کسی نے توجہ نہ کی  
بدخط غلط چھپی ہے۔ یہ عجیب مجتہدانہ تصنیف ہے جملہ اختلافات و اقوال مجتہدین  
و دلائل مذاہب و آیات و احادیث و آثار متعلق مسئلہ مذکور اور احقاق و ابطال  
و تردید و اثبات و نتیجہ دعویٰ جزو و کلا مندرج ہیں اسکے سوا دیگر بہت رسائل و بیہ  
آپ کے قلم سے نکلے جو بعض تلامذہ کی جانب منسوب ہیں راقم سطور نے آپ سے اگر وہ  
و بھوپال میں فنون عقیدہ و تقلید اکتساب کیے دہلی میں آپ کے چترہ فیض سے گزرا  
طلبہ بلکہ تمام شہر مستفید ہوتا رہا مختلف علوم و فنون کا درس دیتے اور ہر روز بعد نماز  
صبح مسجد چوک میں ترجمہ و تفسیر قرآن بالمحدثہ دو گھنٹہ بیان فرماتے اور اہل شوق دور  
در سے آکر سنتے تھے آخر ۱۲۲۳ ہجری کو بعمر ۷۷ سال دہلی میں وفات پائی انا لله وانا الیہ  
ارجعون طیب اللہ ثراہ و جمل المجتہد شواہد امین علماء و ادباء عصر نے آپ کے ارشاد  
میں قصائد و نثرات لکھے عزیز مولوی سید نظر احمد سلمہ اللہ نے بعض حدیث  
نبوی ﷺ کہ خَلَّ الْجَنَّةُ بِالْأَحْسَابِ مادہ تاریخ برآمد کیا اور مولوی سید عجاز محمد  
سلمہ رب نے لفظ متفقہ تاریخ وفات لکھی اور ایک قصیدہ عربی فصیح و بلیغ انشاء کیا

۱۱۳۲۶

عہ اس دعویٰ کا استدلال سورۃ الحج سے کیا اور تائید احادیث محمود و آثار صحابہ مفصل شرح ابزاری وغیرہ تحقیقات  
و اختلافات علماء کبار پیش کر کے عجیب و غریب اجتہادات و نازک قیاسات عالمانہ سے کام لیا جسکو دیکھا کر  
نامور علماء و عصر رنگ و بھر ہو گئے چنانچہ امام الہی بن عہد شیخ حسین عرب و دیگر علماء بھوپال دھند نے  
بعد از قیل و قال بسیار اتفاق کیا اور مجید حسین کی ۱۲۷۲



سنا کر سامعین کو خوش کرتے اور تاثیر بیان سے لوگوں کو متاثر کرتے تھے حالات بزرگان  
دیسبرنبوئی واعظانہ طور پر متحضر نے الذہن تھے چند کتابیں آپ کی مطبوعہ یادگار  
اور تمام ملک میں مقبول ہیں۔ لب لباب - خلاصہ شنوی مغوی زمانہ غدر سے قبل  
طبع ہوا۔ فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اردو نشر میں مفید عام ہے۔ حکایات الصالحین  
عربی اردو ترجمہ احوال الصادقین یا ادا اشعار شنوی کیا جو عام طور پر مقبول و مشہور  
ہے اور اسکو بعض حضرات نے نظم کا لباس پہنا کر بھی طبع کرایا ہے۔ رسالہ نکاح ثانی  
اردو بھی طبع ہو چکا ہے آپ کی وفات بمصر ۶۳ سال ۱۲۹۶ھ ہجری میں واقع ہوئی رحلہ شہداء

(۳) مولانا حاجی سید سبط احمد بن مولانا حافظ سید اولاد احمد رحمہما اللہ  
آپ ۱۲۶۷ھ ہجری میں متولد ہوئے اور وقت وفات پدر علیہ الرحمہ تیرہ سال کی  
عمر تھی مولانا سید امیر حسن رح کے حلقہ درس سے وطن میں مستفید ہو کر میرٹھ گئے  
اور چند سال طالب علمانہ قیام رہا غور و خوض و تمانت موروئی سے مقصد  
تھے تکمیل درس و فراغ تحصیل کے بعد وطن واپس آئے اشتغال علم مرکوز خاطر  
تھا لہذا بدایون و شیخوپور میں درس و تدریس طلبہ علم میں بسر اوقات فرمائی  
متعینین اہل بدعت سے مباحثات کئے بعد چند سے بتلاش معاش بھوپال کا  
قصد کیا اور بعد حصول ملازمت فائز ترقیات عمدہ و منصب رہے جتنے کہ عہدہ منصفی  
دیوانی و فوجداری ضلع آسنٹہ پر مامور ہو کر کمال دیانت و عدلت و تقویٰ فرائض انجام

ملے آپ کے برادر بزرگان حافظ سید ابن احمد رح تھے ولادت ۱۲۸۷ھ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ ہجری ہے قرآن شریف حفظ کر کے  
صرف و نحو عربی اپنے والد مغفور سے پڑھی پھر مولانا سید امیر حسن رح سے میرٹھ میں تحصیل علم فرمائی بعد انتظام  
الماک و جائداد میں مصروف ہوئے اعزہ کی خبر گیری کرتے تھے پابند شرع نیک نفس عظیم بطبع متواضع باقار  
تھے عزت و وجاہت دنیوی سے موصوف رہے ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کو بمصر ۵۵ سال وطن  
میں وفات پائی تالیف اربعہ لم یعرفہ لم یعرفہ لم یعرفہ لم یعرفہ ۱۲ منہ

علیہ السلام کو فرمایا تو اب محمد صبرین حسن ناخدا صاحب نے بھی اپنی مائیں میں بے تعلیق کیا اور مقام بھوپال ۱۳۱۷ھ میں ان کی بارگاہ وفات ہوئی ۱۲

دیئے زہد و ورع و شریع آپ کا شمار تھا نواب صاحب مرحوم آپ کی عزت فرماتے تھے و حقیقت آپ فرشتہ خوانسانِ حق پرست عالم و عابد متقی تھے جملہ علوم متداولہ میں و سنگاہ عالمانہ اور درمیانیت و علم و فراغ میں مہارت خاصہ رکھتے تھے مسائل فقہ و مغلقہ مواردِ شیعہ بے مائل حل فرماتے تھے مشاغلِ درس کبھی ترک نہیں فرمائے البتہ تصنیف کی جانب کم متوجہ ہوئے۔ جب رسالہ کلمۃ الحق مصنفہ جناب نواب صاحب مرحوم کا جو اب بعض علمائے بدایون نے شائع کیا تو آپ نے کتاب اعلا کلمۃ الحق اس کے جواب الجواب میں بزبان فارسی تحریر فرمائی جو بھوپال میں طبع ہوئی رد بدعات و انتصار حق و تردید باطل میں بے نظیر ہے آپ سنہ ۱۲۸۵ ہجری میں بمزم حج بیت اللہ اپنی والدہ ضعیفہ کو لیکر وطن سے مکہ معظمہ گئے اور بعد اداۓ فریضہ زیارت نبوی سے مشرف ہوئے والدہ ماجدہ کو اپنے دوش پر سوار کر کے طواف بیت اللہ کرایا اور ۱۳۸۵ھ میں مراجعت فرمائی۔ آخر تمام جاد و ضلع آشنہ علاقہ بھوپال میں بمرض ہیضہ و بانی بعمریہ تیس سال سنہ ۱۲۸۵ ہجری میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ عزوجل علامہ مہاجر سید نے آیت لرمیمہ قد فاذکون من اعظمیٰ سے تاریخ ولادت مستخرج کی جزاء اللہ خیر۔

۳۸۸ حکیم محمد خورشید حسن خلف اکبر حکیم بدر الدین فاروقی رحمہما اللہ آپ مولانا محمد بشیر محدث رح کے برادر کلان تھے تحصیل علوم و فنون و رسیہ علمائے لکھنؤ سے کی اور بعد فراغِ درس فن طب و طریق علاج اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے مشغول مداوا و معالجہ ہوئے کامل الاستعداد و صاحب قوت خدا داد تھے مطب میں حذاقت تام اور تشخیص و تجویز میں ملکہ خاص تھا امراض سوداویہ و نقصان باہ و رتبت میں ید بیضا دکھانے غریبا کے ساتھ ہمدردی اور اقارب پر احسان کرتے تھے اکثر قیامِ وطن سے باہر رہا اور شغلِ درس و مطب میں مصروف رہے اُمراء و رؤسا کا مرجع تھے ہمیشہ



اطعمہ لذیذہ و اغذیہ لطیفہ بتکلف تیار کراتے خود تناول فرماتے اور اعزہ و جلاب کی مدارات کرتے سیر چشم و باوردت تھے حدود ۳۵ سالہ ہجری میں بمرہ ۷ سال وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے دو فرزند نامور طریب ہوئے

۳۹۹ حکیم محمد نذیر بن حکیم محمد بدر الدین رحمہ اللہ

آپ بھی مولانا محمد بشیر محدث رحمہ کے حقیقی منجھلے بھائی تھے بمعیت برادر بزرگ تحصیل علوم کھنڈ میں کی اور خاندانی فن طب و طب حاصل کر کے چند سال ریاست کٹاری میں بصیغہ طبابت بعزت تمام ملازم و مقرب خاص رہے پھر بقدرانی راجہ جیاجی راؤ والی ریاست گوالیار لشکر میں قیام فرمایا بعدہ مفصلات علاقہ ریاست میں معزز عمدہ پیرامور کیے گئے نہایت نیک نفس متبع کتاب و سنت متقی تھے معالجات نسوانی میں دستگاہ خاص رکھتے تھے ریاست گوالیار میں بعارضہ ضیق النفس ۳۱۵ ہجری کو وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادہ حکیم محمد ظریف طریب تھے تاریخ رحلت غفرکے ۱۵ ۱۳۷۵

نمرۂ فکر معجز سلمہ اللہ ہے

۴۰۰ مولانا حکیم محمد مظہر علی خلیف اصغر حکیم محمد بدر الدین رحمہما اللہ

آپ زمانہ وفات پدرم میں خرد سال تھے بوجہ برادران بزرگ تربیت و تعلیم پائی قوت ذکا و حافظہ و سرعت فہم میں امتیاز رکھتے تھے علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ و اصول و فروع مولانا محمد بشیر رحمہ سے جو آپ کے برادر مکرم تھے بحث و تحقیق کے ساتھ اکتساب کوکے کتب طب و طریق طب میں کوشش فرمائی اور اہلبائے حذاق و ارباب علم و فضل سے ہوئے طلبہ علوم کو درس معقول و منقول دیتے اور طب

میں خاص توجہ فرماتے تھے ترکیب افندیہ و ادویہ و ترتیب نسخ و تجویز میں جدت و  
ایجاد سے کام لیتے علان امراض پیچیدہ و متضادہ میں بحودت ذہن کامیاب  
ہوتے اور معاصرین پر سبقت لیجاتے تھے۔ علم اصول فقہ و کلام و عربیت و فنون  
حکمیہ میں مہارت زاد الموصف تھی راجہ صاحب گوالیار کے دربار میں آپ کا  
اعزاز و اکرام درجہ اول کار کھا گیا تھا دیوان اعظم سر دنگر راو کو آپ پر اعتماد و خاص  
تھا امور نظم و نسق و مالی و ملکی میں آپ مشیر و مخد ریاست تھے باین تقریب خوشامد  
و کذب و تعلق سے بہت دور اور نہایت جری و بیباک و حق گو تھے مختلف مواقع پر  
دربار میں دلیری کے ساتھ اپنی راستی و حق پسندی کا سکہ بٹھایا ہوا اور وسا  
آپ سے جھکتے تھے آپ کی ذات سے اہل وطن و دربار بآپ کو فائدہ سے ہوسنے  
ریاست میں ان کو ملازمتیں و دلائین علم و ہنر کے قدردان تھے کتب مبنی و تصنیف  
کا شغلہ رکھتے تھے زہد و تقویٰ و عبادت میں قدم راسخ تھا اور صبر و استقلال  
و خلوص میں یگانہ تھے بوجہ تعلقات بڑا حصہ عمر کا ریاست میں بسر فرمایا آپ کی  
تصنیف لطیف تفسیر منظر البیان ہے اسکی ایک جلد ضخیم تا سوروہ بقرع مطبع گوالیار  
میں غلط و بدخط طبع ہوئی تھی۔ عربی عبارت بغایت فصیح و بلیغ مباحث کلامیہ سے  
بالکل محروم و وسعت نظر مصنف و تبحر علم حدیث و تفسیر کا پتہ لگتا ہے تفسیر کبیر  
امام رازی کا انداز ہے۔ آخر میں تمام تعلقات ترک فرما کر اوقات عزیز عبادت  
ہو شب بیداری میں گزارتے تھے لبثوق حج و زیارت حرمین شریفین و قصد ہجرت  
مسفر ہوا کیا اور مع اہلبیت ۱۳۱۲ ہجری میں بعد اوس حج مبرور مکہ معظمہ میں  
لبیک گوئے داعی فردوس ہوئے رحمہما اللہ تعالیٰ و غفر لہما آپ کے فرزند  
حکیم محمد منظر علی سلمہ ریاست گوالیار میں کالت کرتے ہیں

۱۔ منظر البیان تاریخی نام ہے مکرانہ تفسیر ہے ۱۲ سید اعجاز احمد۔

## (۴۱) حکیم محمد ضیاء الحسن بن حکیم نور شید حسن رحمہما اللہ

آپ نے اپنے پدر و عم رحم سے علوم و فنون درسیہ پڑھ کر فراغ حاصل کیا پھر صنعت موردنی کی طرف توجہ کی اور چند سال متواتر اپنے والد ماجد کے سامنے زانوئے ادب تک کیا اور مطب میں مہارت کلی اور علاج میں حذاقت تامہ نصیب ہوئی۔ نواح علیگڑھ و بلند شہر وغیرہ کے روسا و تعلقداران نے آپ کی قدر دانی کی اور فخر کے ساتھ اپنی ریاست میں رکھا چونکہ آپ کے والد رحم کے مطب و قیام کا سلسلہ بلاد مشرق میں زیادہ رہا اس لیے آپ کو بھی اس جانب رغبت ہوئی اور شہر گیان میں مستقل قیام فرمایا مطب کی شہرت و وسعت ہوئی معالجات میں ناموری و کامیابی حاصل کی اپنے اہل خاندان کی طرح نیک نفس خوش مزاج قبیلہ پر دراز و اجاب پر گرم گستر و با حرمت و مہمان نواز تھے۔ ریاست دان پور ضلع بلند شہر کے نامور رئیس کنور عبدالغفور خان نے حسب اعتقاد قدیم دمراسم سابقہ آپ کو اپنے علاج کے لیے شہر گیان سے طلب کیا آپ کے دست شفقت سے کنور صاحب بہت جلد صحت یاب ہو گئے مگر آپ بعمر ۶۰ سال ناگہان مبتلا مرض فالج ہو کر ۱۳۲۲ ہجری میں راہی دار بقا ہوئے وَمَا قَدْ رِیَ کَفَّسَ بِأَيِّ آفَیْ تَمُوتُ آپ کے فرزند حکیم شمس الحسن سلمہ اللہ شہر گیان میں نامی طبیب ہیں

## (۴۲) مولوی سید سلطان حسن بن میر لیاقت علی

آپ مولانا سید امیر حسن کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے ولادت بحساب سن عیسوی ۱۲۸۶ء میں ہے لکھنؤ میں علوم درسیہ تحصیل کیے اور اپنے برادر معظم رحم سے معقولات و منقولات کی تکمیل فرما کر جلسہ علمائے دستار فضیلت حاصل کی صاحب

استعداد و قوت ذہن و حافظہ تھے مشاغل علمیہ و درس طلبہ میں ہمیشہ مصروف رہے مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پروفیسر عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے اور مدت دراز ملازم رہے وطن میں آمد و رفت بہت کم تھی خیر آباد میں زیادہ وقت بسر کیا آخر کلکتہ میں بمرور ۵۵ سال ۹۶ء میں انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۴۳) حکیم سید محمد بن مولانا حکیم سید اسد علی فاضلی رحمہ

آپ نے فنون درسیہ اپنے والد علامہ سے استفادہ کئے بعد و کتب طب پڑھ کر مطب کیا طبیعت میں غرض و تدبیر تھا تواضع و حسن خلق کے ساتھ وقار و خود داری رکھتے تھے وطن سے نکلکر بسلسلہ مطب کئی جگہ قیام کیا اور وہ میں راجہ امیر حسن خان تعلقدار محمود آباد نے چند سال آپ کو مشیر و متعمد خاص بنا کر اعزاز و احترام کے ساتھ اپنے ہاں رکھا ایک موقع پر آپ انکی صحبت سے دل برداشتہ ہو گئے اور مفارقت اختیار کی راجہ صاحب نے معذرت و اظہار ندامت کر کے قیام پر اصرار کیا مگر آپ کی غیرت و حمیت نے قبول نہ کیا سید صاحب ریاست حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور بالی کوٹا میں وکالت شرف کی قابلیت کی شہرت اور وسعت دائرہ وکالت کی وجہ سے معزز و ممتاز عصر رہے دولت و ثروت کا مینبعی پیدا کی اور حقوق ذوی القربی ادا کیے فیاضی و سیر چشی میں بے نظیر تھے۔ مطب و درس طب کا مشغلہ وکالت کے ساتھ بھی رہا حیدر آباد میں بمرور ۶۰ سال ۱۳۱۰ء ہجری میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۴۴) حکیم محمد انوار حسین بن حکیم شیخ مصطفیٰ اعلیٰ صدیقی رحمہ

آپ نے کتب رسمیتہ عربی رام پور وغیرہ میں پڑھ کر فن طب اپنے والد سے حاصل کیا اور مطب کا سلسلہ وطن و نواح میں جاری کیا فن معالجات سے مناسبت طبع تھی خوش اخلاق

دینہ جی سے لوگوں کو گرویدہ کرتے تھے قصبہ اترولی ضلع علی گڑھ وکاس گنج  
ضلع ایٹہ میں برسوں بمشغلہ مطب مقیم رہے مرجع امر اور دوسا تھے بعد ازاں احمد آباد  
ملک گجرات میں پہونچکر شہرت و ناموری حاصل کی بی بی میں کمی سال قیام کیا ہر جگہ  
معزز و نام آور رہے دریافت حالات مریض و تشخیص امراض میں بیان غیر کے  
محتاج نہ تھے خود اظہار حال ماضی و حال کر کے لوگوں کو متعجب و متحیر بنا دیتے تھے  
ڈاکٹر و اطباء شہر درجہ جاتے تھے مریض کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کمال  
نباضی کا ثبوت دیتے اور برسوں کے قصبے بے کم و کاست کہہ گزرتے بفضل رتقا  
ایسے واقعات بھی زبان پر آجاتے جنکا تعلق مرض سے معلوم نہوتا تھا اسی وجہ  
سے باخبر لوگ اس غیب دانی کو دوسرے فنون و اعمال سے متعلق کرتے تھے  
غرض کہ اس عجیب ملک کی بدولت جہاں پہونچے بڑی شہرت و رجوع ہوئی  
اور مال کثیر آپ نے حاصل کیا مگر فیاضی و استغنا کے ہاتھوں ہمیشہ ٹٹاتے  
رہے ساطین کو محروم واپس نہ کرتے تھے بعمر ۶۲ سال ۱۳۱۵ھ ہجری میں بمقام  
احمد آباد رحلت کی رحمہ اللہ تعالیٰ

(دہم) مولوی میر باد علی خلیف اکبر شہی سید مراد علی صالحی رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۹۹ھ ہجری میں ہے آپ کے والد ماجد ایک لائق و فاضل  
مدبر اور بغایت متقی و مستغنی المزاج بزرگ تھے صحبت علما و صلحا نے مستفیض ہوتے  
تھے۔ آپ نے کتب درسیہ صرف و نحو عربی و فقہ علما سے مراد آباد و راجپور سے  
حاصل کر کے صحبت مولانا عالم علی محدث مراد آبادی میں اکتساب علم کیا اور فقہ و  
تصوف کی کتابیں مطالعہ فرمائیں اور کچھ منطق و فلسفہ مولانا احمد حسن مراد آبادی  
تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی سے اکتساب فرمایا۔ اور رجحان طبع صوفیت کی بنا

ہو احالات و کرامات بزرگان بطریقہ مردوۃ متصوفین ذہن نشین کیے غدر سے قبل محکمہ دیوانی و منصفی میں عہدہ منصرمی پر مامور ہوئے جب سرسید صاحب صدر امین مجبور تھے تو آپ انکی ماتحتی میں کام کرتے تھے اور انکی نظر میں خاص عظمت و اعتبار رکھتے تھے مسٹر محمود وغیرہ اولاد سرسید کو ابتدائی تعلیم بھی دی۔ مراد آباد میں آپ سرشتہ داڑھی رہے اور کمال ورغ و دیانت و تقویٰ کے ساتھ فرائض انجام دیے پابندی صوم و صلوٰۃ و عبادت میں ممتاز تھے حکام بالادست آپ کی نشانہ قابلیت و دیانت کی بید عزت کرتے تھے۔ مردوۃ صوفیت و تقلید میں آپ کو نہایت غلو تھا علوم قرآن و حدیث و کتب محققین پر کمتر نظر تھی اس وجہ سے اہل تحقیق کو اچھا بھانستے تھے مجالس میلاد و عرس میں شریک ہو کر کیفیت وجدانی پیدا کرتے اور خود بدوق و شوق رسائل میلاد پڑھتے اور مجالس منعقد کرتے تھے اور کتاب خدا کی حرمت مصنفہ مولوی سلامت اللہ کشفی بدایونی بعقیدت تمام و خوش الحانی و جوش رقت و گریہ پڑھتے تھے چند سال مسجد جامع سہسوان میں امامت کی خوش بھم قرأت میں قرآن پڑھتے جس سے جوش بکا و کیفیت قلبی کا اثر ظاہر ہوتا تھا مسئلہ ہجری میں مراد آباد سے نیشن لیکر وطن آگئے اور مرجع معتقدین رہے صابر نیک مزاج حلیم الطبع با مروت مہمان نواز و سیر چشم تھے ذکاوت طبع و قوت حافظہ آپ کا خاندانی وصف ہے آپ کے ہر دو برادران خرد و آپ کی توجہ سے نہایت قابل نشی و شاعر و ذی استعداد ہوئے آپ کو بھی نظم اردو میں دستگاہ تھی غزلیات از قسم لغت و منقبت بصورت دیوان مجتمع ہیں آخر عمر ۶۸ سال ۱۳۱۹ھ میں وفات پائی قبر خام مسجد پیر زادگان کے احاطہ میں ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۶) مولوی سید محمد عبدالصمد شاہ خلف سید غالب حسین شہید رحمہ اللہ ہاشمی رحمہ اللہ تولد تخمیناً ۱۲۶۹ھ میں ہے وطن میں اپنے خالہ زاد بھائی مولوی سجاد حسین رحمہ اللہ

انصاری سے کتب درسیہ صرف و نحو و منطق و فقہ وغیرہ پڑھ کر بدایون گئے علمائے محدثین  
سسون اور فضلاء بدایون میں مسائل کثیرہ و رد بدعات میں بحث و نزاع تھا  
اس لئے آپ کی تعلیم توجہ مولانا فضل رسول و مولانا عبد القادر بدایونی رحمہما اللہ  
مدرسہ قادریہ میں ہوئی اب جو رسالہ اہل حق کے خلاف شائع ہوتا تھا آپ کے  
اساتذہ اسکو آپ کی جانب منسوب کرتے اور آپ کو بحث و مناظرہ پر ابھارتے تھے  
مولانا سید امیر حسن صاحب رحم آپ کے حقیقی بھو پھاتے مگر آپ اپنے بھائی صاحب  
کے اثر تعلیم و تربیت سے انکی جانب سوزن رکھتے تھے اب بدایون کی تعلیم و  
تلقین نے اور پختہ کر دیا اعمال و عقائد میں بھی بدعات کا اثر ہوا استعانت اہل قیور  
و تعلیم مزارات و عرس پر بحسب صوفیت اساتذہ عمل پیرا ہوتے موحد و منکر تقلید شخصی  
کو برا سمجھتے تھے آپ کو کلام اللہ شریف بقراءت و تجوید حفظ تھا بہت صاف اور  
جلد پڑھتے تھے قوت مناظرہ و جرأت تقریر و قدرت بیان و وعظ رکھتے تھے ذہن  
و دکا و قوت حافظہ سے مصنف تھے طریق حشریہ میں حافظ شاہ محمد اسلم خیر آبادی  
سے بیعت کی اور خلیفہ ہوئے منصب بھونڈ ضلع اٹاودہ میں قیام فرمایا جماعت کثیر معتقدین  
و مریدین کی حاضر رہتی اور مجالس غرس و حال و قال منعقد ہوتی تھیں آپ نے بہت  
شہرت پائی اور عزت و منزلت مقیدایا نہ سے محترم رہے مطالعہ کتب کا شوق تھا  
علم حدیث کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اسکی برکت سے تصنیف و ناطق پسندی کی  
جگہ طبیعت میں میلان حق و انصاف پیدا ہو گیا مطالعہ تصانیف محققین مجتہدین نے  
رنگ بدل دیا فتح الباری و عینی و تسلطانی شروح بخاری زیر مطالعہ رہتی تھیں صحیح بخاری  
کے چند بارے ازبر کر لیے و مخالفین حصین کا در و تھا و اللہ یصلیٰ علیہم و آلہم  
الیٰ صراط مستقیم آپ زمانہ طلب علم کے مجاہدات و مباضات کو آخر میں نظر حقارت  
سے دیکھتے اور مخالفت اہل حق و حمایت بدعات پر نادم ہوتے تھے اہل حدیث سے

مخلص قلب ملتے تھے آپ کی تصانیف ابتدائی رسائل بحث و مناظرات ہیں جو پایہ اعتبار سے ساقط ہیں مثل افاداتِ محمدیہ و مناظرہِ محمدیہ و تبخیر الشیاطین وغیرہ آخر زمانہ میں بمقابلہ شیعہ رد متعہ میں آغام الشیاطین تصنیف کی جو نہایت محققانہ و بے مثل کتاب ہے طبع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے۔ باوجود شعار تصوف و مشغلہ پیری و مریدی و خوشی و غم نظریات شگفتہ مثالی تصنع و تکلف سے دور خلیق و متواضع و سادہ و خوش مزاج تھے عالی ہمتی و سیرجمنشی کی حد نہ تھی ہزار بار و پیر آتا اور قبیلہ پروری و غریز نواری میں صہر ہوتا تھا ۱۲۶ھ میں بھوپال تشریف لائے جا بجا جلسہ ہائے وعظ ہوئے اہل شہر ہزار ہا کی تعداد میں شریک ہوتے تھے بیان پر زور و تھرا قائم سطور ہذا کے ساتھ باوجود اختلاف عقاید ماوراءِ غریز داری بحد شفتت خاص فرماتے تھے اور میرے برادر منظم مولانا سید عبدالباری صاحب گسے اکثر مباحثہ مجالس میں ہوتے جانین سے رد و تدرج زبانی و تحریری مخالفانہ عالمانہ محققانہ ہوتی مگر با اینہم بوجہ ہم عمری بید خلعت و اخلاص ناہم تھا چند بار آگرہ آئے تو باوجود اصرار دیگر رؤساء معتقدین بھائی صاحب جوم کے ہاں خود محمانِ خدیز ہوئے اور اکثر نکتہ سنجی و لطائف علمیہ سے وقت عزیز صرف ہوتا میں بوجہ طابع علمی شریک جلسہ رہتا۔ پچھوند میں بمعر ۵۹ سال ۱۲۲۲ھ ہجری کو مرض فالج میں رحلت فرمائی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید مصلح الحسن صاحب جلال دہشتین ہیں

(۷) مولوی سید محمد نذیر بن سید نواز ش علی فاضلی رحمہ اللہ

آپ کی ولادت ۱۲۸۴ھ میں ہے مولانا سید امیر حسن محدث اور ان کے خلف مولانا سید امیر احمد سے سہسوان دہلی میر تقی میر آگرہ میں صرف و نحو و منطق و حکمت و ادب و فقہ و تفسیر و حدیث و اصول و کلام حاصل کیے نہایت ذکی و دہین و سز مع النفس و مستعد تھے میور کالج آگرہ میں باضابطہ دستار بندی ہوئی علمائے عصر در و دراز



سے شریک جلسہ کالج ہوئے علم ادب و عربیت و انشا نگاری میں ملکہ خاص تھا عبادت  
فارسی و عربی بے تکلف لکھتے تھے قوت مباحثہ و حاضر جوابی و استحصال مسائل علمی میں  
ممتاز تھے چند رسائل مناظرہ آپ کی مصنفہ یا دوکار ہیں جن سے جو دت طبع و وسعت نظر کا  
بتا لگتا ہے طلبہ علوم کو تمام فنون درسیہ میں مستفید فرماتے اور ہمیشہ مشاغل علمیمہ سے  
بوجہی رہتے تھے رسالہ تلک عشرہ کا ملہ متضمن اعتراضات شمس العلماء سہ سوانی زبان  
فارسی جو بمقام مولانا محمد عبدالحق خیر آبادی ہے آپ نے آگرہ میں طبع کرایا براہین اثنا عشر  
رسالہ اردو جمین انتصار الحق پر بالہ اعتراض لا جواب میں بتایند معیار الحق لکھا اور طبع  
ہو کر شائع ہوا مناظرہ احمدیہ اردو کیفیت مباحثہ شیخ پوجہ جمین مفصل حالات مناظرہ و  
تحریرات مولوی سید امیر احمد و مولوی عبد القادر رحمہما درج ہیں بعد اذ کثیر طبع  
ہوئی اسکے سوا اور بہت رسائل مطبوع و غیر مطبوع آپ کی تالیف ہیں چند سال قصبہ  
بسولی ضلع بدایون میں متعلق ملازمت مدرسہ قیام رہا آخر آپ نے بعد شباب  
بمعم ۳۳ سال ۱۱۹۱ ہجری کو وطن میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

### (۴۸) مولوی سید پرورش علی بن میر شجاعت علی ہاشمی ح

ولادت تخمیناً تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں ہے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی  
پھر رامپور جا کر پڑھا بعدہ مراد آباد میں مولانا احمد حسن مراد آبادی رحمہ سے بقیہ  
فنون درسیہ و معقولات کی تکمیل فرمائی علم فقہ و فرائض میں خاص عبور حاصل کیا  
بعد فراغ تحصیل درس دافتا وغیرہ کا شغل بھی رہا روستا سے ضلع بلند شہر علیگڑھ  
کی قدر دانی سے آپ نے اُس طرف زیادہ قیام کیا امور انتظامیہ زمینداری و علاقہ  
میں بھی آپ پر خاص اعتماد تھا آپ کے زہد و ورع و پابندی شریعت سے دونوں میں  
قد و عظمت ماسخ ہوئی آپ نے محض باپا سے والد خود اپنی زوجہ کو بے مایل طلاق

دے دی۔ اب مدت سے وطن میں تشریف فرما ہیں لوگوں کے معاملات سے بالکل بے تعلق اور خود کسی سے غرض و مطالب نہیں رکھتے ذکر و عبادت میں بسر کرتے اور باوجود ضعف پیری و خمیدگی پشت و کمر پنجگانہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ بارہ سال ہوئے کہ اپنی جائداد وقف تعلیم اسلامی کر کے مدرسہ عربی جاری کیا ہے اور خود متولی و منتظم مدرسہ ہیں شرائط وقف میں تعلیم قرآن مجید و دینیات بقید فقہ حنفی ہے اور یہ کہ مدرسہ حنفی مقلد ہواہل حدیث سے آپ انصعب رکھتے ہیں آج کل مدرسہ مولوی فضل احمد صاحب بدایونی ہیں جو بسبب ضعیف العمری کے قوت تعلیم و تربیت اطفال سے معذور ہیں اور تنخواہ معقول پاتے ہیں اسی وجہ سے عام لوگ اس طرف راغب نہیں ہوتے اور خواص تشدد شرائط سے متنفر ہیں آپ کو تقلید شخصی پر عید اصرار ہے اس کو رکن ایمان سمجھتے ہیں مبتدعین سے اجتناب نہیں فرماتے۔ خلیق و نیک مزاج و نیک سر ہیں پنکھا ہر موسم ہر موقع ہر وقت کبھی ہاتھ میں کبھی نعل میں رکھتے ہیں بن شریف اسی سال سے زائد ہے۔ مجھ پر باوجود اختلاف تحقیق و تقلید بہت کچھ مہربانی فرماتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

(۴۹) مولوی حافظ شیخ امیر حسن بن شیخ امام بخش انصاری ح

تقریباً ۱۲۵ھ میں آپکا تولد ہو تحصیل علوم لکھنؤ میں کی اور قرآن مجید حفظ کیا فن تجوید و قرأت قاری حافظ احمد حسن برادر نمرود خطیب معین الدین سابق الذکر سے حاصل کی علوم معقولہ اور بعض دینیات لکھنؤ میں ابو الہرکات مولانا رباب علی ح سے استفادہ کیے بعد فراغ درس سلسلہ تدریس ہمیشہ قائم رکھا قصبہ سہارنہ میں ایٹھ میں بقدر و منزلت اولاد اُمرا کو تعلیم دی ابتدائی کتب درسیہ کے تعلیم میں مہارت خاص حاصل تھی صرف و نحو کا استحضار تام تھا تلاوت کلام اللہ شریف سے

کسی وقت غافل نہ ہوتے کوئی مشغلہ مانع نہ ہوتا تقدس و ورع و تقویٰ و اقبال و شجاعت و بدعات میں ہمیشہ ثابت قدم تھے اور مقلد حنفی ہونے کے باوجود اہل حدیث سے مطلق بغض و عناد نہ تھا فرانس کے عہدہ ماہر تھے عابد متقی منکسر المزاج و اسکرام غایت درجہ نیک طبیعت تھے چند سال امامت مسجد جامع سہوان کی آخر میں باجملہ حواس مجنونانہ حالت میں پھرتے تھے تقریباً ۳۲ھ کو وطن میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

(۵۰) مولوی حافظ سید غلام جیلانی خلیف اکبر مولوی حکیم سید

اشفاق حسین ہاشمی رح

آپ کے والد صاحب کے ذکر میں بیان ہوا ہے کہ تعلیم اولاد کے حقوق جیسے انھوں نے ادا کیے اور وہ نے کم کیے ہیں چنانچہ آپ کو مع ہمایوں کے حفظ کلام اللہ سے اولاً مشرف کیا آپ نہایت ذکی و قوی الحافظہ جید الفکر تھے بعد حفظ قرآن تعلیم فارسی حسب دستور پائی پھر صرف و نحو عربی پڑھ کر فنون درسیہ مقبول و منقول حاصل کیے مولوی ہدایت علی تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی سے منطق و فلسفہ و عربیت اور مولانا محمد احسن نانوتوی سے جو ترجمہ و مختار و مشارق الانوار سمجھے و دینیات کی تکمیل فرمائی انشا گاری عربی و فارسی میں بھی دستگاہ خاص تھی بعد فراغ درس باپ کے حضرت والد خود درج چھبیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر زبان انگریزی و فنون مغربی کیا بیغنی حاصل کر کے عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے اور نہایت قابلیت سے فرانس انجام دیے جو مدت فہم و زور و تحریر و فیصلہ نگاری میں فائق الاقران تھے ایک مدت تک آزاد خیال رند مشرب خلکین رہے لہو لعب و میخواری میں منہمک احکام شرع کی پابندی سے مطلق انعام جلد احباب میں مشغول عیش و عشرت سمجھے آخر میں جذبات دینی و سمیت ایمانی نے ہر طرف سے دل کو پھیل کوٹ پتلون اور

طرز معاشرت انگریزی ترک کر کے سید سے سادہ مسلمان بن گئے رندی و آزادی و عیش پسندی یکدم رخصت و گافور ہوئی پابند صوم و صلوة و تلاوت و عبادت ہوئے کتب حدیث و تفسیر و تاریخ و سیر سے خاص دلچسپی پیدا ہو گئی معانی کلام اللہ میں تدبر کیا ابتلاغ کتاب و سنت میں قدم راسخ ہو گیا تقلید و رسوم بتدعہ کا خیال بھی رفع ہو کر موجد محقق بن گئے یہ عجیب انقلاب خزانہ ملازمت میں رونما ہوا اسکے بعد نیشن لیکر خانہ نشین ہوئے اور بجز مشغلہ قرآن و حدیث کوئی کام نہ کرتے اور ذکر و عبادت سے خطا و فراموشی نہ تھی۔ آراستہ و پیراستہ کوٹھیاں چھوڑ کر ایک سادہ بنگلہ میں بسر کرتے تھے سچ ہے

غمرہ عابد فرمیش ز ابد صد سالہ را	موتے پیشانی کشان خود سوئے محار آورد
----------------------------------	-------------------------------------

جناب سلیم صاحبہ والیہ بھوپال نے آپ کی قابلیت کا شہرہ سن کر عمدہ ہمتی بند و بست ممالک محروسہ ریاست پر آپ کے آنے کی استدعا کی آپ ریاست میں تشریف لے گئے اور چند روز سرکاری مہمان رہے مگر قبول خدمت سے بوجہ استغناء نفس انکار فرمایا آخر بریلی میں امراض کلیہ و مثانہ میں مبتلا ہو کر ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء بمصر ۶ سال انتقال ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے خلع اصغر مولوی سید عبدالودود مدنا خدمات قومی و اسلامی میں بہت نامور و مقدر ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۵) مولوی حافظ سید میر احمد بن حکیم سید اشفاق حسین

آپ نے برادر معظم مذکور کے ساتھ اساتذہ مذکورین سے تحصیل علوم و فنون حفظ قرآن و حج بیت اللہ کر کے قانون و کالت درجہ اول کا امتحان پاس کیا زبان انگریزی میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی اور عمدہ تحصیلداری پر مامور ہوئے آپ کے مناسبت علمی بیشتر محلی ادبیات کا شوق تھا بطور تفنن عربی و فارسی میں شعر موزون کرتے متعدد بیاضہائے اشعار موجو رہیں بہت طباع و زکی و صالح و صاحب الرائے

تھے ہر حالت میں صلاح و تقویٰ و پابندی شرع نصب العین رکھتے تھے خوشامد حکام سے بہت مجتنب تھے ملازمت سے قبل عقد نکاح نہیں کیا اور بعد ملازمت عمر ناپائیدار نے اجازت نہ دی چنانچہ عین شباب میں مقام بھنڈارہ میں ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء کو وفات پائی اور بعد وفات آپ کے نام تقرر عمدہ ڈپٹی کلکٹری کا حکم گورنمنٹ سے موصول ہوا یہ ترقی محض ذاتی قابلیت کا ثمرہ تھی رحمہ اللہ تعالیٰ بھنڈارہ میں آپ باغ عالی شان آپ کے مزار کے قریب بحکم بدر بزرگوار راج لگا گیا اور سمسدان میں آپ چاہ بچہ محلہ اونچے پر آپ کے یادگار میں تعمیر ہوا جس پر ایک قطعہ تاریخ وفات پتھر کندہ ہے (۲۵) شمس العلماء مولوی حافظ محمد امین سلمہ خلف اصغر حکیم لیس شفاق حسین

ولادت باسعادت ۱۲۷۵ھ ۱۸۵۸ء میں بمقام ساگر ملک متوسط ہند میں ہوئی تحصیل علوم و فنون دینی و دنیوی شل دیگر برادران تکمیل کو پہنچائی کلام اللہ شریف بقراءت و تجوید حفظ کیا کعبہ زیارت قبر نبوی سے مشرف ہوئے فن طب و دستور مطب اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور علاج میں مہارت تامہ پیدا کی انگریزی زبان و علوم مغربی اپنے شوق محنت سے بجز طبع غواص و جودت ذہن استفادہ کیے کسی اسکول و کالج میں نہیں پڑھا اچھے اچھے زبان دان بلکہ اہل زبان آپ کی قابلیت و فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں اولاً عمدہ ڈپٹی کلکٹری و اکسٹرا اسسٹنٹ پرمٹاز رہے پھر شہر جبل پور میں بعد ۱۹۰۵ء میں فائز ہوئے تعلق ملازمت محاکم متوسط آپ کا قیام ہوشنگ آباد جبل پور ناگپور ساگر کھنڈا وغیرہ میں رہا اعزاز و اقتدار آپ کا حکام یور و بین و گورنمنٹ برطانیہ میں بنائیت ہے علم و فضل و نعم و دانش و جامعیت کمالات میں جو ہر فرد میں دریا و خاص ۱۹۰۵ء میں گورنمنٹ ہند نے آپ کی علمی تہ ردانی کا ثبوت بخفا میں اعلیٰ دیا علم ادب عربی و انگریزی و فن تاریخ سے خاص دلچسپی ہے بعض سرکاری جلسوں میں

موجودگی اہل علم و ارباب کمال آپ نے زبان عربی و فارسی و انگریزی و اردو میں  
 بغایت فصیح و برجستہ تقریریں کیں اور تحریری لکھ سنا کے اگر علو مرتبت علمیہ و  
 فضائل صوریہ و معنویہ پر نظر کی جائے تو خطاب کو آپ کی ذات سے شرف و امتیاز  
 ہے۔ آپ نے مذکورہ حدیث مکہ معظمہ میں شیخ دعلان مفتی حرین شریفین سے  
 بھی حاصل کی کتب تفاسیر و محاضرات و سیر الکثر زیر مطالعہ رہتی ہیں نظر تحقیق و مشغلہ  
 حدیث و قرآن کی وجہ سے اصلاح اعتقاد ہوئی اور خیالات مقلدانہ برطرف ہوئے  
 بدعات قدیمہ و جدیدہ سے نفرت کرنے لگے با این ہمہ اعلیٰ تعلیم مغربی کا اثر اس قدر  
 باقی ہے کہ سکونت و طعام و لباس و طرز معاشرت میں ایک اجنبی میں یورپین  
 معلوم ہوتے ہیں۔ میسر برچھیری کا نسا استعمال فرماتے ہیں اعلیٰ افسران انگریز سے  
 بے تکلف ملاقاتیں اور ان کے ڈنرو پارٹیوں میں شرکت کرتے ہیں۔ ہیٹ۔ کوٹا۔ تیلان  
 بوٹا بلوس ہے اسباب و سامان ایک مغر زعمہ دار انگریز کی طرح باقاعدہ اور کوٹھی جدید  
 فریجیر سے آراستہ رکھتے ہیں۔ فرائض اسلام صوم و صلوٰۃ و تلاوت قرآن کے نہایت  
 پابند اور علمائے دین کی خاص عظمت کرتے ہیں۔ راقم سطور کو آپ سے دوبار  
 بھوپال میں ملاقات کا اتفاق ہوا پہلی مرتبہ ۱۳۱۶ھ میں اس وقت ماشاء اللہ وضع  
 قطع لباس ریش و بدروت عالمانہ و صوفیانہ تھی دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ میں چشم بدو  
 وہ ریش مقدس بالکل صاف و موخچین بڑی گنجان و مخضب اہل یورپ کے فیشن  
 کے مطابق تھیں جس سے مراد نہ وجاہت کا ثبوت ملتا تھا اب سنا ہے کہ ریش و بدروت  
 دونوں تدارد چہرہ سر اسر نور ہی نور بن گیا ہے اب یہ کرن فیشن مطبوع خاطر ہے  
 آئندہ خدا جانے کونسا انداز اختیار ہو کسی طریق موطن نے آگے شان میں خوب کہا ہے قطع

ہیں محمد امین صاحب فضل	وہ جو کسی بہن کے بیٹھے ہیں
داڑھی موخچوں کو کھانڈا کر	فارغ البال بن کے بیٹھے ہیں

آپ کے چہرے سے آثارِ متانت و وقار و ذکاوت و رخشان ہیں ۱۹۱۵ء میں بحصول  
پیش ملازمت سے کنارہ کش ہو کر اپنی ذاتی خوشنما جدید کو کھٹی میں بمقام جبل پور مستقل  
سکونت پذیر ہیں ۱۸ سال سے انجمن اسلامیہ جبل پور کے صدر مجلس اور مدرسہ اسلامیہ  
کے منتظم و رکن اعلیٰ ہیں طلبہ کے قیام و آسائش کے لیے عظیم الشان بورڈنگ ہاؤس  
چالیس ہزار کے مصارف سے اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا اور اب عمارت دارالعلوم  
ساتھ ہزار کے صرف سے بڑے پیمانہ پر زیر تعمیر ہے آپ کی کوشش سے تیس ہزار  
روپیہ اس تعمیر میں گورنمنٹ نے دینا منظور کیا ہے اب آپ امور خیر و فاد ملک و قوم  
و ترقی اسلام میں اوقات عزیز صرف فرماتے ہیں نہایت تیک نام و نغہ شہرت سے ممتاز فلیق  
نیک مزاج راست گو راست باز سیر چشم دوست نواز بختہ وضع اولوالعزم ہیں علم و  
اہل علم کے دل سے قدر دان راقم کے ساتھ خلاصانہ محبت و بردار نہ مراسم رکھتے ہیں  
ہن شریف تعمیر باب ۵ سال ہو سلمۃ اللہ تعالیٰ و ابقاہ و علی مدارج الکمال رقاؤ۔

(۳۵) مولوی محمد انعام حسین خلیف اصغر مولوی شیخ امداد حسین انصاری

آپ کے پدر و عم اساتذہ متحققین زبان فارسی سے تھے اور سہدان کے اہل کمال ہیں  
معدود آپ کے چچا مولوی شیخ احمد حسین التیخلص بمشہر فی شہر و انشاے فارسی کی سنگاہ  
خاص رکھتے تھے آپ نے ہر دو بزرگ سے تحصیل کتب درسیہ فارسی کر کے حل فائق  
و مضمون نگاری میں قابلیت پیدا کی بعدہ بالئس بریلی جا کر علوم و فنون متداولہ رسمہ  
علمیہ شہر سے حاصل کیے جدت ذہنی سرعت فہم و جودت حافظہ میں فائق الاقران تھے  
جس فن کی جانب متوجہ ہوئے تھے اس میں مہارت خاصہ بہم پہنچا لیتے تھے۔ ملازمت  
انگریزی حاصل کر کے ترقی کی اور تحصیل داری سے عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے ذکاوت  
طبع سے زبان انگریزی میں بطور خود عمدہ قابلیت پیدا کی حکام بالادست آپ کو محمد

گورنمنٹ سمجھتے اور تدر و منزلت کرتے تھے آپ نے تمام مراحل تعلیم و ملازمت بلا اغانت  
غیر اپنے قوت بازو سے طے کئے و یانت و راستہ بازی و استقلال و ادوار عزیزی میں  
فخر خاندان تھے عدالت و تقویٰ ہمیشہ ملحوظ تھا بندہ مولف سے آپ کو رابطہ محبت عظمیٰ  
تھا افسوس بہون ۱۹۷۱ء مطابق ۱۳۹۲ھ میں بمقام اُٹاؤ ملک اودھ بعارضہ ہیضہ بوم  
سال آپ کا انتقال ہوا بموجب وصیت مزار خام ہے رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے پروردگار  
مولوی شیخ عزیز الدین صاحب لکھنؤ میں مقرب حکام میں علم سے دلچسپی رکھتے ہیں  
عربی انشا نگاری پر قادر ہیں کتب حدیث و سیرت جمع کرنے کا زیادہ شوق ہے خلیق  
و بامروت ہیں۔ اور آپ کے منجھ بھائی مولوی احسان حسین صاحب ضلع بجنور میں  
سرکاری معزز عمدہ دار راقم کے دوست مختص مہمان نواز متواضع ہیں سلمہ اللہ

### (۴۵) مولوی محمد اسماعیل بن خطیب مولوی معین الدین انصاری

سال تولد ۱۲۶۵ھ ہجری ہے کم سن ہی یتیم ہو کر والدہ ماجدہ کی آغوش محبت میں پرورش  
پائی اور حضرت مولانا سید امیر حسن و مولانا محمد بشیر رحمہما اللہ سے علوم درسیہ صرف  
و نحو و منطق و تفسیر و حدیث و عقائد باضابطہ پڑھے و مینات سے موروثی دلچسپی پائی  
عمل علم سے زیادہ نصیب ہوا خلوص و حقانیت و راست پسندی و فہم دین میں  
اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے اور بحکم انولڈ سیرلانیہ منکرات و منیات سے طبعاً محرز اور  
ہمیشہ ابتلاخ کتاب و سنت کے ولدادہ رہتے ہیں خود مجدد باندہ شریعت اور  
اقارب و متعلقین کو وعظ و ہدایت فرماتے ہیں نظر ہمیشہ نیچی رہا کرتی ہے جہاں  
شرم کا پتلا ہیں کبھی کسی غیبت نہیں کی نہ کبھی دیدہ و دانستہ جھوٹ بولے نہ کیلو  
بفحوائص المؤمن لا یکنذب جھوٹ سمجھتے ہیں نیک مزاج سادہ دل قدسی سرشت



ہیں قناعت و توکل شعار ہے کتب حدیث و تفسیر و عقائد کا مطالعہ کرتے ہیں گویا تیار  
 جیو پال آگرہ و غیرہ میں اکثر قیام رہا اور ہر جگہ مقتدا دین و مصلح بندگان خدا ہے  
 خلوص نیت و صدق مقال و کسب حلال کی وجہ سے نصیحت و وعظ میں کمر بانی اثر  
 سے ہزار ہائے نماز دن کو پابند صوم و صلوٰۃ بنا دیا اور یہ صفت متواتر ہے  
 فیض صحبت و برکت تلقین سے مدد مانگ غافل بحدیث و قرآن ہو گئے مشرک بدعات  
 و ملاہی و مناہی کا قلع قمع کر کے خلق اللہ کو صراطِ مستقیم توحید و شریعہ پر چلا دیا۔  
 بسلسلہ تعلیم دین و وعظ و تلقین محلہ تلج گنج آگرہ میں بقدر ادائیغی بغض تجار اہل حق  
 تشریف فرما ہیں عمر شریف اس وقت ۶۶ سال ہر سلسلہ اللہ وابقا ہے

(۵۵) ابو الفضل سید آل محمد شاہ سلمہ خلف و خلیفہ سجادہ نشین

طریقہ حضرت مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہ  
 آپ راقم کے برادر عزیز ادب ہیں ولادت ۱۲۸۶ھ نام تاریخی منظر الحق ہے نہایت ذکی  
 و فہیم و صاحب فراست ہیں آپ کی تعلیم و تربیت بوجہ احسن حضرت والد ماجد رحمہ کی توجہ  
 سے وطن میں ہوئی بعد حصول تہذیب و تکمیل قوت فہم علوم تصوف و اخلاق و سلوک  
 اسنے والد رحمۃ اللہ و مولانا سید عبد الحسیب رحمہ سے حاصل کیے بعدہ طریقہ چشتیہ  
 و قادریہ و سہروردیہ میں حضرت والد مغفور سے بیعت کر کے فرقہ خلافت لیا آپ  
 اپنے والدین کے تمنا فرزند ہیں ۱۳۰۰ھ میں عقد نکاح آپ کا بنت مولوی سید  
 محمد حسن بن حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ سے ہوا بعد وفات حضرت والد ماجد  
 ۱۳۰۰ھ ہجری میں سجادہ نشین و خلیفہ باقاعدہ ہوئے ہر چند مراد و ملت علوم رسم

۱۳۰۰ھ افسوس قبل طبع کتاب ہذا ۱۳۰۱ھ میں وفات پائی مرزا غلام غلیب محلہ وطن میں ہے  
 بد شہزاد علی عفی عنہ —

کا موقع آپ کو زیادہ نہیں ملا مگر تعلیم اولاد کی طرف توجہ کامل فرمائی اور اس سلسلہ میں غزلی علوم و فنون کی کتابوں کا انادور و عظیم الشان ذخیرہ کمال شوق و سعی جمع کیا اور اس دھن میں جا بجا سفر کیے۔ ع۔ زہر خرمنے خوشہ یافتہ۔ غرض کہ بذل درم و سعی قدم سے بے نظیر کتب خانہ فراہم کر لیا آپ کو مطالعہ کتب سیر و تاریخ و حالات بزرگان دین کا شوق زیادہ ہے علی کارناموں سے دلچسپی ہے تعلیم اولاد و تحصیل ذرائع علم میں آپ نے مساعی جمیلہ کا ثبوت دیا ہے اسوجہ سے بالخصوص آپ کا ذکر خیر و راج کتاب کیا گیا ماشاء اللہ اولاد میں چھ صاحبزادے اور ایک دختر رکھتے ہیں سب تعلیم یافتہ بالادب معزز و مقتدر و صالح ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ بعض صاحبزادگان کا تذکرہ آئندہ ذکر ہوگا۔ اس نعمت کے ساتھ آپ بفضلہ تعالیٰ فروت و جاہت و عزت و دیوی سے ممتاز اور دوسا و حکام میں ذی احترام و شالیہ ہیں۔ معاملہ فی و خوش بیانی و طلاقت لسانی و جرات و جبارت موروثی میں عظیم الشان ہیں اہل خاندان کی خبر گیری آبائی شعار ہے دستگیری غربا و معان نوازی و سیر چشمی میں پایہ ارفع و اعلیٰ ہے اس وقت عمر شریف ۵۰ سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ و حصلہ یتیمناہ آپ نے اپنے والد بزرگوار کی تصانیف تصوف و تاریخ و نظم و نثر کو حسب وصیت مرتب کر لیا ہے عجب نہیں جو جلد طبع ہو جائے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

(۵۶) مولوی حکیم سید عبد الواحد بن سید ولایت علی ہاشمی رح

اس کی تعلیم ابتدائی وطن میں ہوئی مولانا محمد نذر رح سے کتب درسیہ صرف و نحو وغیرہ پڑھ کر دی گئے وہاں تکمیل درس معقولات و منقولات کی کتب حدیث مولانا سید نذیر حسین محدث رح سے استفادہ کر کے سندلی اور فن طب باقاعدہ حکیم

محمد عبد المجید خان حاذق الملک دہلوی سے پڑھ کر سند حاصل کی بعد فراغ تحصیل وطن تشریف لائے نہایت ذکی و ذہین صاحب استعداد و استحضار فنون درسیہ تھے مذاق شاعری و درست تھا معاصرین اہل علم نے ہار یا آپ کی فطانت طبع کی ستائش دی وطن میں سلسلہ درس و مطب میں مشغول رہے اتباع قرآن و حدیث مرکوز خاطر تھا اور عہد شباب میں بھر ۲۸ سال سن پہنچے ہجری کو بحیات والد بزرگوار چلے غایت صرصر اجل سے خاموش ہو گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۵۷) مولوی حکیم عبد الرشید بن شیشی شیخ احمد حسن صدیقی سلمہ اللہ

آپ سنیہ نام مطابق سن ۱۲۸۰ھ ہجری میں متولد ہوئے فضلاء وطن مولانا سید امیر احمد شمس العلماء و مولانا شیخ محمد بشیر محدث رحمہ سے سہواں و آگرہ میں اکتساب فنون درسیہ کر کے آردین مولانا سعادت حسین مدرس اعلیٰ مدرسہ آردہ و مولانا ہدایت اللہ خان رامپوری مدرس مدرسہ جون پور سے بھر مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی سے تحصیل و تکمیل علوم درسیہ متداولہ کی بعد حکیم مظفر حسین خان خاں حکیم مسیح الدولہ بہادر سے کتب طب پڑھیں اور حکیم سید محمد خان موہانی سے طب کیا۔ ریاست بھوپال میں سند بلوغ المرام و حدیث مسلسل بالاولیۃ قاضی شیخ محمد مجملی شہری رحمہ سے لی جو ہر ذکاوت و طبع و رسائی ذہن میں پایہ عالی رکھتے ہیں اور جامعیت کمال و اطلاع فنون مختلف و مشارکت علوم میں ممتاز ہیں السنہ فارسی و ہندی و انگریزی میں دستگاہ اور خطوط و ترجمہ نسخ و شکست و تعلیق میں مہارت ہے۔ مدت مدید سے شہر فرخ آباد میں اجداد ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول ممتاز ہیں۔ اکثر شغل طب و درس ہر فن و علم رہتا ہے۔ تحریر نظم و نشر نثیانہ عربی و فارسی وار و دین

ید طولی ہے۔ تصنیف و تالیف علوم و فنون و مناظرہ کا مذاق ہمیشہ سے ہے  
اکثر عیسائی پادری و آریہ ہنود وغیرہ سے آپ کے مناظرے تحریری ہوئے  
جو بصورت کتاب و رسالہ طبع ہو کر مشہور ہوئے رہے۔ آپ کی تصنیفات علمی  
و ادبی بھی بہت ہیں علم ادب عربی سے خاص دلچسپی ہے۔ شاعری ہر صنف کی  
بے تکلف کرتے ہیں آپ طریقہ نقشبندیہ و قادریہ میں حضرت مولانا محمد فضل الرحمن  
صاحب قدس سرہ کچھ مراد آبادی سے بیعت ہیں۔ میرے ہم محلہ ہم وطن و  
قرب العزمین و ہم جماعت و ہم سبق رہے ہیں اور مجھ سے مودت قلبی ہے  
ہیں صاحب وقار و متانت اور قدیم سے تنہائی پسند ہیں ماشاء اللہ  
اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ مدے الباقی

والایام

(۵۸) مولوی محمود حسن بن شیخ محمد امام خان ریسری سلمہ اللہ

آپ نے مولانا رشید احمد صاحب محدث و فقیہ حنفی گنگوہی رح اور مولانا محمود حسین  
صاحب مدرس اول دیوبند دام فیضہ سے علوم مروجہ صرف و نحو منطق فقہ حدیث  
و غیرہ تحصیل کر کے جلسہ دستار بندی مدرسہ عربیہ دیوبند میں سند فراغ  
حاصل کی ذی استعداد و جامع فنون درسیہ و متین مزاج ہیں بعد اکتساب علم  
مشغلہ درس و تدریس میں صرف اوقات فرمانے لگے۔ چنانچہ مسجد عربیہ شاہی  
مسجد شہر مراد آباد میں ۳۵ سال سے بعد مدرسہ اول ممتاز ہیں۔ طلبہ علم کی  
جماعت کثیرہ کو درس دیتے اور ہر فن کی کتاب محققانہ پڑھاتے ہیں آپ کے  
طلانہ ذی استعداد قابل اطراف و جوانب میں بکثرت موجود ہیں مناظر  
نذہبی میں کتب و رسائل اپنے اور اپنے لائق شاگردوں کے نام سے اکثر شائع

کئے ہیں۔ فیض صحبت علماء ہے دیوبند و سفلہ بنیات کی وجہ سے بدعات و منکرات و اہستہ سے بری ہیں صرف تقلید شخصی پر با اتباع طریق اساتذہ دیوبند کا رہند ہیں مگر اہل حق سے تعصب نہیں ہے۔ صناعت کیسا سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ بہت سنجیدہ متواضع خلیق و متقی ہیں شہر کے اعیان و اُمراء آپ کی نہایت عظمت کرتے ہیں اس وقت عمر شریف پچھنچھن سال ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ عن رب الزمان

(۵۹) مولوی سید اسرار حسن بن سید علی حسن فاضلی سلمہ اللہ

آپ ۱۲۸۵ھ شمس ۱۸۶۷ء غدر ہند میں پیدا ہوئے وطن میں مولانا سید امیر حسن محدث اور شمس العلی سید امیر احمد رحمہ اور رام پور و خوجہ ضلع بلتھ شہر مفتوح میں علماء مدرسین سے تحصیل علوم و فنون متداولہ کی حکیم محمد یعقوب الہ آبادی سے سند کتب طب حاصل کی۔ پھر ریاست بھوپال جا کر مولانا محمد بشیر محدث رحمہ کو بعض کتب حدیث جستہ جستہ سنائیں اور سند ملی۔ مولانا شیخ محمد جعفری محلی شہری قاضی ریاست سے سند بلوغ المرام پائی اور حاجی مولانا سید سبط احمد صاحب رحمہ سہوانی سے علم فرائض حاصل کیا۔ اسے بریلی ملک وہ کے مشن اسکول میں مدرس رہے پھر خود ترک ملازمت کر کے لکھنؤ میں نجدت سرآمد علماء و اولیاء حضرت شاہ محمد سعید صاحب سہوانی رحمہ قیام کیا۔ میلان طبع تصوف و طریقت کی جانب پیدا ہوا زہد و طاعت کا مشغلہ ہوا اور ریاست حضرت محمد رحمہ بریلی و اکیس جا کر میان احمد علی شاہ صاحب رحمہ کے حلقہ مریدین میں داخل ہوئے بعد وفات مرشد خود آپ سجادہ نشین و

سلمہ انوس صاحب ترجمہ ۱۳۲۸ھ ہجری میں وطن میں وفات پائی عمر ساٹھ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۸۵ھ

خليفة ہوئے اور وہیں قیام فرمایا چنانچہ پچیس سال سے خاص ضلع راسہ بریلی ہی میں آزادانہ و صوفیانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور خلق اللہ کو فیض علمی و عملی پہنچاتے ہیں عالم باعمل و صوفیہ زمانہ کے مختصر عات بدعیہ و خلاف شرع سے محترز و عقائد مطابق حدیث و قرآن رکھتے ہیں۔ اشغال علمیہ و اذکار عبادت شغریہ میں صرف اوقات فرماتے ہیں بجد خلیق و نیک نفس متواضع با مروت اور معاملات دنیا سے یکسو رہتے ہیں اور راقم سطور ہذا کے بہت مخلص ہیں اس وقت آپ کی عمر اٹھادس سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶۰) مولوی سید محمد الیاس بن شاہ سید محمد تقی فاضلی رح

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۳ھ شمسۃ الاعر کی ہے۔ ابتداء علوم الیہ عربیہ صرف نحو منطق مختلف اساتذہ سے وطن میں حاصل کیے بعدہ ۱۲۹۲ھ میں آگرہ جاکر ورنیکولر مدرسہ اسلامی سرکاری میں جناب شمس العلماء حاجی مولانا سید امیر احمد صاحب برادر غم زاد خود سے تحصیل علوم مرادجہ فرمائی اور تحقیقی قابلیت پیدا کی آپ کو علوم دینیات و ادب سے گہری دلچسپی رہی آگرہ میں ملا حسن محمد اللہ مقامات حریری وغیرہ میں میرے ہم سبق رہے تھے۔ ذہن و تقاد طبع رسا ہے اور بجد متقی و نیدار راستہ باز رحمہل خوش اخلاق جلیتا واقع ہوئے ہیں۔ امانت و دیانت میں ضرب المثل اقران ہیں قدیم وضع بالکل سادہ ہے عربی فارسی کی انشا پردازی پر قدرت ہے افسوس ہے کہ آپ کو مزید موقع درس و تدریس مشاغل غلمہ کا نہیں ملاتا ہم وقت فرصت کتب بینی و حدیث و علم ادب میں گزرتا ہے راقم کتاب ہذا سے خصوصیت داخل قلبی ہے افسوس اس امر کا ہے کہ مدت پینتالیس سال زمانہ محترم طالب علمی آگرہ سے باوجود خصوصیت قلبی

باہمی ملاقات نہیں ہوئی۔ مگر الحمد للہ طرفین کے دونوں میں جوش مودت روز افزوں ہوا۔ افسوس کہ از فرط محبت و درپہن - آنجا دل آواںجا دل من - وجہ یہ ہے کہ میرے زمانہ موجودگی وطن میں وہ جاے ملازمت خود پر ہوتے ہیں اور انکی موجودگی وطن کے زمانہ میں یہ راتم جاے ملازمت بھوپال میں رہا یہ جن اتفاق ہے ذلک تقدیر العزیز استحقیکم الخ فیما وقع آپ کے والد ماجد رحمہ صوفیا کرام کی جماعت میں ممتاز سمجھے جاتے تھے اور مردہ بدعات مخترعہ سے انکو قطعی متفر تھا ہمیشہ متبع قرآن و حدیث رہے مجھکو بھی انکی خدمت اقدس میں شرف حاضری وطن میں اکثر رہا ہے اور آپ بھی ماشاء اللہ ولدادہ احکام قرآن و حدیث شریف ہیں اسوقت عمر آپ کی اسی سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ بالفضائل

(۶) حاجی مولوی سید جمیل احمد خلیف سید امتیاز علی مرحوم

آپ نشی میر مراد علی رح کے پوتے اور عموی مولانا سید اولاد احمد کے نواسے ہیں سال ولادت ۱۲۶۶ھ ہے دو برس بعد از واقفہ غدر پیدا ہوئے عہد آغاز شیر خواری میں آپ کی والدہ نے انتقال فرمایا اور نانا و نانی صاحبہ کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور نانا صاحب کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے مامون صاحبان نے کی اور مثل اولاد صلیبی پرورش کیا اور باوجود محروم الارث ہونے کے حصہ جائیداد نانا مال سے معقول دیا گیا ۱۲۹۶ھ میں بہر اہی خال اوسط مولانا سید سبط احمد رح بھوپال گئے اور شغل تعلیم میں کچھ وقت صرف کیا ذکاوت خاندانی وجودت حافظہ و ذہن رسائے علوم دینیہ کی طرف راستہ دکھایا اور صحبت ارباب علم و فن و حضوری مجالس ذکر قرآن و حدیث سے منتفع کثیر اٹھایا معمولاً ابتدائی مرحلہ تعلیم کے بعد بعض کتب حدیث و تراجم قرآن

عہد الحمد للہ بعد ۴۶ سال کے مابین ۱۳۱۲ھ مطابق جب ۱۳۱۲ھ کو وطن میں ایک ہفتہ باہم غلصانہ محبت رہی

کریم محفوظ ذہن کر لے مطالعہ کتب دینہ و مسائل فرعیہ سے استفادہ نام کیسا  
 لَکَ فَاَضَلَّ اللّٰهُ یَوْئِیَّتِیْهِ مَنْ قَسَتْ اَعْیُنُہُمْ اَوْ بَہُتَ اَبْصَارُہُمْ اَوْ کَثُرَتْ حَاجَاتُہُمْ اَوْ کَثُرَتْ  
 ہوا گیا۔ ۱۳۷ مین بھیت برادر معظم حضرت مولنا حاجی سید عبدالباری رحمہ اللہ بھوپال  
 سے مکہ معظمہ گئے اور حج بیت اللہ کے مشرف ہوئے شعر و سخن سے ہموز و نیت  
 طبع خدا داد مناسبت ہے صفائی زبان و فصاحت کی طرف متوجہ ہیں۔ نواب  
 شاہجان بیگم مرحومہ خلد مکان والیہ ریاست بھوپال و حضرت نواب صاحب کی  
 مین قصائد اردو فارسی لکھے اور اب رئیسہ حال کی مدح مرثیہ مین ممتاز ہیں  
 فن شعر مین بھوپال کی جماعت کثیر آپ سے تلمذ رکھتی ہے دیوان خمسات و  
 قصائد بہ سلیقہ فصاحت مطبوع ہو چکا ہے اور دیوان غزل اردو غیر مطبوع رہا  
 ہے اسکے سوا غنوی اردو و حلیۃ الابرار یا مائے حضرت مولنا نواب سید  
 محمد صدیق حسن خان بہادر باقالبہ رحمہ اللہ تصنیف کی جو مطبوع و شائع ہے اسکے سوا  
 بعض رسائل تحقیق مسائل تنازعہ فیہا مین بھی آپ کی تالیف سے مشہر ہو چکے  
 ہیں آپ اب تک مقیم ریاست مذکور ہیں اور بقدر دانی رئیسہ حال تنخواہ بطور  
 پنشن پاتے ہیں۔ عمر قریب اکاون سال ہر سلمہ اللہ تعالیٰ

(۶۲) مولوی منشی محمد شاہ حسین سلمہ خلف منشی محمد صابر نقوی

ولادت آپ کی دہم ربیع الآخر ۱۲۸۷ھ کو ریاست رامپور مین ہوئی اور وہیں  
 بہ تقریب کتابت نشینی مولنا مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم نے آپ کو بسملہ اللہ

علیہ مباہلہ۔ یہ حضرت بہت نازک حال بیہ گمشاد فارسی و پنجگے اور ہمسفر زراداغ دہلی و امریشانی لکھنؤ کے  
 تھے نیک طبع و لطیفہ سنج و نگین مزاج تھے آپ رامپور و بھوپال و لکھنؤ مین تمام تیرہ برس تھیں ۱۳۱۳ھ مین احتمال  
 فرمایا۔ یہ چار حقیقی بھائی تھے چاروں قابل و محقق فن فارسی و اردو کے تھے سوا خط و غیر نہایت پاکیزہ تھا۔ ۱۳۱۳ھ



پڑھائی تعلیم ابتدائی باقاعدہ شروع کی گئی جب ہمراہ والد ماجد خود بھر ذرا سالگی  
 بھوپال آکر قیام کیا اور اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہوئے  
 مکتب درسیہ فارسی مولوی محمد عمر دلائی شاگرد رشید مولنا صہبائی دہلوی سے  
 پڑھیں۔ بعدہ ملک العلماء جناب حاجی مولنا سید محمد عبدالباری صاحب محدث  
 و حضرت حاجی مولنا محمد بشیر صاحب محدث و حاجی مولنا سید سبط احمد صاحب  
 علمائے سہسوان رحم مقیم ریاست بھوپال سے علوم متداولہ و حدیث و تفسیر  
 وغیرہ حاصل کیے اور بعض کتب حدیث استادنا شیخ حسین صاحب محدث رحم  
 عرب کو شاگرد حاصل کی۔ آپ قابل ذی استعداد و فخر خاندان زکی الطبع اور  
 عربی فارسی اردو کی نظم انشا نگاری پر قادر ہیں۔ فارسی قصائد میں قافیہ کا  
 مقابلہ کرتے ہیں اردو رباعیہ میں عمدہ دیوان غزل مرتب ہے نکتہ تخلص  
 کرتے ہیں نازک خیال مضمون آفرین شاعر ہیں مطالعہ کتب سیر و توارخ و ادب  
 عربی کا شوق ہے۔ مختصر کتب خانہ علوم و فنون بھی جمع کیا ہے آپ کے خاندان  
 میں مدت مدید سے قابل اہل قلم نظم و نثر فارسی منشیانہ و شاعرانہ لکھنے والے  
 محقق نام آور پیدا ہوئے ہیں مگر آپ نے عربیت و فنون مختلفہ میں بھی بہت  
 مقبول استعداد ہم پہنچا کر خاص امتیاز حاصل کیا ہے سوا خط مثل اب و غم و جد  
 نہایت پر رونق ہے اور صفات پسندیدہ سے متصف ہیں ہر کام میں سلیقہ  
 و شایستگی نمایان اور صفائی و نفاست طبع عیان ہے جو ان صلاح و سعید عابد  
 و متقی ہیں اور اس نے خیال و اسے کے دھنی اور بختہ ہیں ہر باب میں خود داری  
 و وقار و امتیاز خاص کا بہت لحاظ رکھتے ہیں بعد وفات والد بزرگوار ریاست  
 بھوپال میں بارہ سال سے زائد ملازم رہے حکام مافوق آپ کی قدر افزائی  
 اور اہل شہر و روستا و عمائد عزت کرتے تھے خود تعلق ترک کر کے وطن آگئے

اور انتظام زمینداری میں اوقات عزیز بسر کرتے ہیں علمی مشاغل سے بھی غالی نہیں رہے اتباع کتاب و سنت کا زیادہ خیال رکھتے ہیں آپ امانت و دیانت میں مشہور خاص و عام ہیں اس وقت ما شاء اللہ آپ کی عمر چھیالیس سال ہے صانہ اللہ تعالیٰ عن سرور المدبر

(۶۳) الطیب الفاضل حکیم سید محمود عالم بن مولوی حکیم سید الہی بخش صالحی رحم

تقریباً ۲۸<sup>۰</sup> میں آپ تولد ہوئے اور اپنے والد صاحب کے دامن طفت میں تربیت و تعلیم قابلانہ پائی تشریح ملا جامی و قطبی وغیرہ آپ نے راقم سطوح پر طبعین بعد وفات والدہ و طلب علم کے لیے سفر رام پور کیا اور حلقہ درس مولانا ارشاد حسین صاحب میں کتب متداولہ فنون حاصل کر کے شمس العلماء مولانا محمد عبدالحق منطقی خیر آبادی کے تلامذہ میں داخل ہوئے اور علوم عقلیہ منطق و فلسفہ و حکمت بفہم و فراست تحصیل کیے بعض کتب حدیث مولانا حسن شاہ رحم اور ان کے فرزند مولانا محمد شاہ رحم اور کتب فقہ و اصول مولوی مفتی عبدالقادر فقیہ سے پڑھیں بعد و نا مو طیب حکیم محمد ابراہیم خان صاحب لکھنوی متوسل ریاست رامپور سے اور انکی وفات کے بعد ان کے خلف ارجمند حافظ حکیم محمد عبدالعلی لکھنوی سے علم طب استفادہ کیا اور کئی سال مطب میں شریک ہو کر سند باقاعدہ جلسہ طبائے ہند بعد امتحان حاصل کی اور اہل سنہ ۱۳۰۰ میں تحصیل و تکمیل علوم و فنون درسیہ

عہد حضرت بزم حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد ملکان بھوپال میں انصرا لاطباء ریاست ہوئے آپکی جیت ہوئی بعد از مدت تین سال ۱۳۱۹ء کو بعد وفات رئیسہ محمد و محمد تبرک ملازمت لکھنؤ واپس تشریف لے گئے راقم کتب کے سید مہربان و دوست مکرم تھے۔ رحم ۱۲۷۸

کر کے وطن کو مراجعت فرمائی اور برطی و عموم دھام سے مطب و درس شروع کیا آپ علم فرائض و کلام و اصول کے ماہر اور منطق و فلسفہ و طب کے جلیل القدر فاضل تھے۔ قوت تدبیر و تقریر مضامین فوق الوصف تھے معقول کو وضاحت بیان سے محسوس کا ہر تہہ بنادیتے تھے کمال مہارت مطب و مذاقت علاج میں آپ بے مثل تھے ہر وقت میں بلحاظ شہرت فخر سہواں کہنا بجا نہیں اضلاع قرب و جوار میں ایسا فاضل نامور طبیب عاذق سنا نہیں گیا ہمدردی و تشفی غرضی میں توجہ بلوغ و حسن خلق و بے طبعی و انکسار مزاج میں آپ کا نظیر دور دور تک نہیں پایا گیا دائرہ مطب اطباءے قصبات میں اس قدر وسیع پیمانہ پر دیکھا نہیں گیا کمال علم و حسن خلق کی وجہ سے مزاج امر او غربا تھے روسائے نواح بیکہ قدر و منزلت کرتے تھے با انہیہ و فور مشاغل طبیہ حلقہ درس علوم منطق و حکمت و طب و فقہ و اصول ہمیشہ قائم رکھا اور اس دور آخر میں بہت سے نو نیا لون کو اپنے چشمہ فیض سے سیراب و سرسبز کر دیا ایک نوخیز جماعت کو شاہراہ تعلیم پر ڈال دیا آپ بہ تقلید اساتذہ خود اہل حدیث سے تعصب رکھتے تھے مگر آخر میں جمود و اصرار سے کنارہ کر کے انصاف و حق پسندی کی جانب مائل ہو گئے اہل حدیث سے کچھ تعصب نہ رہا اور بہت کچھ اصلاح عقائد ہو گئی نیک مزاجی و بے نفسی در استبازی و خوف خدا و دیانت کی صفات خاصہ سے موصوف اور خاص و عام میں ہر و گھریز ہو کر محمود عالم و محسوزانہ ہو گئے دور دراز کے لوگ آپ کے مطب سے فیضیاب ہوتے اور جوق جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے مبدو فیاض نے شہرت و نیکنامی کا روشن تمنہ آپ کو عطا کیا تھا جلیلہ صلاح و سعادت سے آراستہ و پیراستہ تھے آپ کے تلامذہ مختلف علوم و فنون و خاص مطب طب میں بکثرت ہیں انہوں نے آپ کی موت مفاجات سے تعلیم

و تعلیم و طبی کارناموں کا چراغ گل ہو گیا اور اس سرزمین سے فضل و کمال کا نشان  
سٹ گیا چند امراض قلب و جگر میں ایک مدت تک تکلیف برداشت کر کے  
بعد صبح روزِ شنبہ ۲۲۔ رجب ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸۔ جون ۱۹۱۳ء کو اس  
عالم ناباں دار سے بھر ۵۶ سال دارِ جان کو رحلت کی بَرَکَ اللہُ مَظہَرِ مزارِ خام  
مقبرہ نوشہرہ جنوب آبادی میں ہے آپ کے ارشد تلامذہ فخر زین عزیز مونی معجز  
سلمہ رب نے باسخرِ آئیہ مقدسہ فَاوَلَمَّا کَانَ یَدُ خَلْقُوْنَ الْجَنَّةِ سے تاریخ  
وفات کا حق ادا کیا نیز لفظِ عُفْرٰن سے مادہ سال مستنبط فرما کر قطعہ ذیل میں موزن کیا

حیف محمود عالم اکمل عصر	زین جان رفت سوے دارِ جان
بہر تاریخِ خامہ بمعجزہ	زورِ رقم سالِ رحلتش عُفْرٰن

(۶۴) علامہ مولوی سید محمد اعجاز احمد سلمہ بن حاجی مولانا سید  
محمد عبدالباری محدث رحمہ

سال میلاد مبارک ۱۲۹۲ھ ہے جناب نے نام تالوخی مختار احمد رکھا گیا عمر کا سا توان  
سال تھا کہ ریاست بھوپال اسنے والد ماجد رحمہ کی خدمت میں ہو چکر تحصیل علوم تہذیبی  
میں مصروف ہوئے مگر افسوس کہ دو سال کے اندر ہی حضرت ملک العلماء آپ کے والد ماجد نے ۱۳۰۲ھ کو بھوپال  
میں رحلت فرمائی اور آپ یتیم ہو کر بحالتِ حزن و یاس وطنِ ہائوف کو مراجعت کی یہاں تربیت  
و تعلیم کا انتظام عارف باللہ حضرت مولانا حکیم سید محمد نذیر احمد شاہ قدس سرہ آپ کے  
دادا صاحب کے چھوٹے بھائی نے فرمایا بعض کتب ذیقہ فارسی و فنون صرف  
و نحو عربی جناب مولانا سید عبدالحمید صاحب رحمہ سے تمام کر کے کتب و رسمہ  
منطق و فلسفہ و حکمت و فقہ و کلام وغیرہ مولوی حکیم سید محمود عالم سے بکمالہ استفادہ  
کیں پھر لبثوق تکمیل علوم ۱۳۰۶ھ میں سفر بھوپال اختیار کیا وہاں حلقہ درس مولانا  
محمد بشیر صاحب محدث رحمہ میں توفیح و تلویح و مسلم الثبوت و تفسیر بیضاوی وغیرہ اور

مولانا عبدالحق کابلی قاضی ریاست سے قاضی مبلک دھدر اور مطول وغیرہ اور حضرت شیخ حسین عرب محدث حدیدہ سے کتب حدیث حاصل کر کے دیگر کابلیین فن سے بقیہ علوم اکتساب فرمائے اور بعد وطن واپس آئے جو مدت بطبع و زکاوت ذہن و سرعت ادراک و قوت حافظہ و قابلیت فطری سے ہر صنف علم و فن میں مہارت تامہ حاصل کر کے اجل علما و اکمل فضلاء سے ہوئے بعدہ علم و صناعت مطب علما و عملاً کمال خدات طباعی کے ساتھ وطن وغیرہ میں اکتساب کر کے سند فرائض باضابطہ حاصل کی اور شغل علاج و مداوی میں مشغول ہوئے علوم ادبیہ فارسی و عربی و منطق و حکمت و کلام و سیر میں بالخصوص و سنگاہ کامل ہے۔ بلکہ علماء ہند میں ایسا ادیب ناظم و ناظر بدیع گو قصیح و بلیغ قلیل الوجود ہے استحضار غرائب لغات و محاورات عرب و حل اشعار مشککہ میں عظیم النظر ہیں محاسبہ متنبی۔ حریری تعلقات کے درس دینے میں آپ کو کتب لغت و تفسیر و حواشی کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ شعرے جاہلین و محضریں کے تتبع میں بے شمار عربی قصائد غزلیہ تصنیف کیے۔ انشاد و ازی عربی و فارسی میں عجیب مالکہ خداداد و پایا ہے اہل زبان تچہ ہوتے ہیں مولانا محمد طیب لکھی و مولانا محمد صاحب عرب بھوپالی و مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نقوی رکن مجلس الاعلا بھوپال نے آپ کا کلام عربی بارہا سنکر تحسین و آفرین بلیغ

ملکہ محضریں بالفتح شاعرانیکہ زاتہ جاہلیت و اسلام دریافتہ اند۔ از صراح ۱۲ منہ  
 ۱۱ ملکہ مولوی محمد طیب لکھی مشہور ادیب ریاست راجپوت ملازم رہے اور ۱۲۳۳ھ کو دہلی وراثت پائی رحمتہ اللہ علیہ۔  
 ۱۲ ملکہ مولوی محمد صاحب مولانا شیخ حسین صاحب محدث قاضی حدیدہ میں کے بڑے فرزند جو ۵۴ سال ہجرات و  
 خیر بھوپال میں فوت و احرام رہے ہندوہ العلماء لکھنؤ میں برویسر ادب میں قابل ادب و محدث ہیں ۱۳ منہ  
 ۱۴ ملکہ یہ حضرت قصبہ سارنگ پور قلعہ ماوہ کے اصل باشندہ و سادات نقوی سے ہیں ان کے والد بزرگ اسمعیل سیاحت علی  
 بھوپال میں مقرب تھے اور بڑھاپہ لکھ بھوپال ہی میں مستقل سکونت اختیار کی آپ ناٹا راہ جامع جمیع علوم و فنون میں  
 نقیض و مملوک ہیں ادب میں اعلیٰ ماہر تھے میں حدیث و تفسیر و فقہ میں کمال ہے ریاست میں بعدہ رکن مجلس  
 معزز و ممتاز ہیں ۱۵ منہ انہوں نے قبل تصنیف کتاب ہند ۱۲۷۱ھ۔ ستمبر ۱۹۵۲ء مطابق ۱۱ نومبر ۱۳۷۰ھ کو وفات پائی۔

فرمانی زبان اردو فارسی میں بھی مسائل علمیہ و تصانیف و غزل وغیرہ بہت کچھ تحریر کر کے دوست و تلامذہ کے نام پر شائع کرا دیے جو نصاحت و بلاغت میں پائیدار عالی رکھتے ہیں ریختہ و فارسی کلام میں مخلص معجز ہے۔ اخراج مادہ ہائے تاریخی جمل میں یہ بیضاد لکھاتے ہیں جنابجہ اکثر تہذیب و قطعیات مندرجہ کتاب ہذا شعر سال وفات علماء آپ ہی کے تئیں طبع و قادیں جنکو دیکھ کر موزن زمانہ انگشت بزدان رہ جاتے ہیں فارسی قصائد آپ کے انوری و ظہیر کے کلام کا مقابلہ کرتے ہیں غزل میں کہیں حافظ اور کہیں نظیری کا رنگ ہے۔ مطالعہ کتب علوم و فنون و درس و تدریس سے شغف خاص اور علم سیر و آثار علم پر عبور کامل ہے تصانیف و امام ابن تیمیہ و ابن قیم و امام فہمی رحمہ سے نہایت دلچسپی اور اصول عقائد و اہم مسائل کلام و مباحث معتزلہ و شیعہ و در مذاہب باطلہ میں ید طولی و قوت تام ہے۔

الحق ایسا طبائع و زکی و جامع کمالات و در سبب النظر زمانہ مدید سے عالم وجود میں نہیں آیا ہرگز نہ علم و فضل میں محمود اقران اور آثار صلاح و سعادت چہرہ سے و خشان ہیں با اینہم کمالات مختلفہ و صفات نیکو شہرت و خود نمائی سے نفرت طبعی ہے معاصرین اہل علم اپنی تصنیفات علوم و فنون و نظم و نثر میں آپ سے مشورہ و صلاح لیتے اور زور و زور و تقریر سے اہل تلم مصنفین و مناظرین مرعوب رہتے ہیں ہر مضمون نگاری کی قوت زائد الوصف ہے تصانیف کثیرہ میں سے بعض کتب کے اسماء ہیں۔ رشتات الکریم فی شرح قصص الحکم قصص فارابی کی شرح معضلات ہے عربی ہے۔ توفیق الفرند فی تذکار ادباء الصنادیق عربی میں تذکرہ ادباء ہندوستان فصیح و بلیغ ادبیانہ عبارت ہے براعتہ التحقیق عربی میں سہل و سادہ تقلید میں پُر زور محققانہ کتاب ہے تالیف القواد بشرحہ ہانت سعاد فارسی نظم میں کمال نمونہ ہے رقم آریہ ہنود کی تردید میں

چند رسالے کا جواب اردو میں لکھے ہیں مناظرہ بعض مسائل طبیبہ میں اور وہاں سے  
 طاعون کے متعلق ایک برجستہ تصنیف بعض تلامذہ کے نام سے شہر مراد آباد  
 میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے اردو میں دو اخلاقی و نتیجہ خیز ناول پروردہ راز اگر  
 سے و جاریہ عرب بریلی سے طبع ہو کر نکلے اور ملک میں قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔  
 معجزہ خدیوان غزل اردو باصرہ صاحب بدایون میں چھپ کر شہرت عام پا چکا ہے  
 اسکے سوا فارسی عربی کا لاجواب ذخیرہ متعدد بیاضوں کی صورت میں موجود ہے  
 جو استاد المد عنقریب طبع ہوگا۔ تعلیقات علی الحیات عربی کتاب المفردات  
 فارسی بڑے پایہ کی طبی عالمانہ کتابیں ہیں آپ نے آبائی کتب خانہ میں بڑی  
 تعداد پر کتب علمیہ کا اضافہ کیا ہے۔ ابتداؤ لکھنؤ میں ایک سال قیام کر کے  
 اپنے علم و کمال سے لوگوں کو مستفید کیا پھر اگر وہ میں دو سال سینٹ جونس کالج  
 میں مدرس عربی رہے بعد ۱۳۲۲ھ ہجری میں باصرہ قدر دانان قصبہ بسولی ضلع  
 بدایون میں آ گئے اور خود کو وقف درس و مطب و افادہ عام کیا۔ درس تدریس  
 علوم و فنون دائمی مشغلہ ہے طلبہ کثیر بغرض استفادہ ادب و فلسفہ و منطق و  
 کلام اصول و طب وغیرہ بلا در دست سے آ کر حلقہ درس سے فیضیاب ہوتے  
 رہتے ہیں۔ ایک مدت تک قصبہ بسولی آپ کی ذات سے مرکب علوم رہا اعیان و اکابر  
 نواح نے قدر دانی کے ساتھ آپ کی اعجاز غائی مطب و علاج کا اعتراف کیا اور  
 برسوں سے دست شفا خدا داد کے کرشمے دیکھ کر عظمت و قوت کرتے رہتے ہیں  
 تمام روہیلکھنڈ مراد آباد بریلی ہمایون سنبھل شاہجہانپور وغیرہ میں آپ کی شخصیت  
 و تجویز خداقت و ترجمہ کی بجد شہرت ہے ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں بزمانہ اشتداد مرض  
 طاعون آپ کے معالجہ سے بفضلہ ناسالانی صدوشے سے زیادہ مریض شفا یاب  
 ہوئے چنانچہ اس کا نامہ پر حکام ضلع و کثیر صاحب ہمارے بریلی نے پروانہ خوشنودی

مزارع خدمت ملک بمقابلہ سول سرجن ڈاکٹر یورپین آپ کو عطا فرمایا بالفصل  
 بدایون میں باصرار رؤسا دارا کین شہر آپ کا قیام ہے اور درس علوم و طب  
 کا مشغلہ نصب العین ہے نامور اہل علم آپ کی ہمہ دانی و کمال علمی سے استیجاء  
 رہتے ہیں مطب مزاج خاص و عام ہے۔ آپ نے محض بخیال دفع چشمک زنی  
 بعض ہم حجتان مارچ ۱۹۱۸ء کو دہلی میں جا کر امتحان مثنیٰ فاضل بموجب نصاب  
 عربی پنجاب و دیگر سند باضابطہ حاصل کی اور پھر مارچ ۱۹۱۹ء میں رجب ۱۳۳۸ھ  
 کو اول درجہ مولوی فاضل کا امتحان دہلی میں دے کر سند لی یہ شرکت امتحان صرف  
 بغرض تکمیل ضابطہ سرکاری و شاہی تھی در نہ آپ کی شان قابلیت ماشاء اللہ بہت  
 اعلیٰ دارفع ہے متعین جلسہ امتحان پہلے ہی سے آپ کے کمال کے معترف  
 و مداح ہو چکے تھے۔ آپ بغایت زکی خوش اخلاق رنگین مزاج با مروت  
 شکفتہ پیشانی نیک سیرت خوبصورت و جیدہ و بذلہ سنج ہیں حق و حسد و خود غرضی  
 سے بخلاف انبائے زمانہ بالکلیہ پاک و صاف ہیں اور یہ اوصاف حمیدہ خصوصیات  
 خاندانی اب عام وجد سے موروثی ہیں تا آنکہ اپنے سخت مخالفت و حاسد کو بھی بافتان  
 و احسان اپنا رفیق و مساز بنائے ہیں ہمیشہ ساعی جمیلہ کرتے رہتے ہیں انتقام  
 و کفر کردار کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے ماشاء اللہ اس وقت عمر عزیز آپ کی  
 سینتیس سال کی ہے راقم الحروف کے حقیقی برادر زادہ و جگر گوشہ ہیں بارک اللہ  
 فی عمرہ و علمہ و فضلہ و متعہ بطول بقائہ بالجہد والاقبال آمین آپ کے کلام فارسی  
 و عربی کا مختصر نمونہ ذیل میں نذر ناظرین کیا جاتا ہے ایک قصیدہ و نصیحت کی

اخلاق حسنہ

۱۳۱

عہد اب تقریباً ڈیڑھ سال سے آپ شہر فیض آباد اردو میں مقیم ہیں رؤسا و معززین شہر آپ کا بجد اعزاز  
 و اکرام کرتے ہیں مشغلہ تدریس طلبہ علوم راقم و رفا و رعا و طب ہے تالیف و تصنیف سے بھی غالی  
 نہیں رہتے ۶۔ مئی ۱۹۲۱ء ۱۳۴۰ھ سید ابو احمد نامی شہسوار فی غنی عنہ بہ نذر آئینہ بیان دیوانہ



تنبیہ میں لکھتے ہیں

<p>شوق غم ہمراہ میں ذوق جنوں ہم بے من خانہ راسا لمان ویرانی شدہ کالائے من بے توان بردن بشو و حشر از غوغائے من صورت آغوش محشر طبع بزم ایک من بیخہ خورشید بر تابید بضیائے من طوطی شکر فشان یعنی لب گویائے من</p>	<p>نیست قطع جانہ مقصد بہ تنہائی کشد آرزو بای دل نا کام ساس یاکشست نال از لب ناسخہ بنیاد عالم برکشند دارد از فیض تصور گرمی ہنگامہ ہا می زند تاخن کما تم بر رخ ماہ تمام ہم صیغران را ز جبریت آئینہ برکت نہاد</p>
--	--

غزل کا انداز بھی قابل دید ہے

<p>کہ بر ہم زد بیک گردش چشم مست محفلہا رسیدم پیشتر از ہر بان خود بمنہ لسا چو دریا آب در بردار و خشکست ساحلہا کہ بر ہر گام بر بستیم و بکشا و ہم محملہا چو بوئے غنچہ نہان بود راز عشق در ولہا</p>	<p>چہ باشد دو حرم جلوہ گاہش لرزش ولہا سکو و چھو آواز جبرس در کاروان بودم غزوہ بارید طوفان و ہمانا نشنہ لب در دم وہیل نار سائی بود رنگ اضطراب ما ز صبح سخن و صبحیت دامن چاکشہ نیک</p>
---	--

دوین رو گام زن مجھ بطور حضرت حافظ  
کہ سالک بے خبر بود ز راہ در رسم منزلہا

ولہ سلمہ ایضاً

<p>مے دام مید ہند و تقاضا نہ کھند آن وعدہ بے وصل کہ ایقانے کھند در تریب و کد تفرقہ اصلا نہ کھند</p>	<p>عیشم کہوے با وہ فرشتان زان خوشست از رو سوت گرم بہ نصیبم شمشادہ اند نازم بدستگاہ تصور کہ اہل ذوق</p>
---	--

<p>ایک غزل فیض مدہ میں چند اشعار حسب حال خود کے ہیں و مدہ در مدہ ہے</p>	<p>قد جئت فی طلب العلم و ما وئرا</p>
<p>و حیا لکاکا الہائما المتشوق</p>	

فلقیتم امانی بوجه مشرق وترکتها سخطاً لظاهر و نطقاً	کم من اذی وسط الفلانة سئمته غرتنی الدنيا کثیراً بالغت
	وقال فی مذمتہ الدنیا فی قصیدۃ طویلۃ
ولا نصیب لہ منها سوى الا لہم ولا مصلی لا ھلہا سوى العدم فلیس ینفع بعد الفوت من ندام	یھوی الفنی لذۃ الدنیا ویاملھا تبالدار فناء لا یبقا لھا فھب من رقۃ الغفلات نل فرھا
	وانشد تغزل لا یفصح فوہ
بھلا کمال طاعتۃ التزام تعصّب بنا غصا والطون دای واوجع فتابھا روع انصرام وفی دفنھا تحارق الغدیرام	ولا انسی سلبی یوم سار اتلتی کی تودعنی فقامت وغیر وجھھا وشک التناگی قاومت باللمحاط حذار واش
اے آخرہ۔ آپ کے علمی کارنامے اور خصائص کمالات کے نمونے لائے گئے ہیں اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہیں تصنیف و تحقیق معارف علوم و دقائق فنون میں فریدہ ہر دو جید عصر میں ماشار اللہ تعالیٰ وسلمتہ و ابقاہ و علیٰ دایج افضل رفقاہ	
(۶۵) مولوی محمد زید حسین بن علامہ تحریر مولانا محمد بشیر محدث	
سال ولادت ۱۲۸۴ء ہے عداثت سن میں آپ نے فنون درسیہ و کتب متداولہ عربیہ کیا رسائی فہم و ذکاوت ذہن و قوت حافظہ میں بے عدیل و نظیر اور طباعی و مناسبت علم میں فقیہ التئیل تھے تعلیم فارسی و شوق انشا نگاری جو بال میں مولوی محمد عمر خجالی شاگرد رشید مولانا مہربانی و مولوی سے حاصل کر کے نظم و نثر میں ملکہ پیدا کیا علوم درسیہ و علمیہ اپنے والد اجداد سے تحصیل کیے سلیقہ شکر گوئی و سخن نویسی زائد و صفت	

تھا ہزار ہا شعر فارسی و اردو و عربی بقوت حافظہ از بر تھا اور بدیہ گوئی میں یکساں تھے  
انہوں کے عقد نکاح سے چھ ماہ بعد اس جوان صالح کا غنچہ حیات اٹھارہ سال کی  
عمر میں بتاریخ ۲۸ - ربیع الاول ۱۲۸۷ شنبہ چارشنبہ وقت عشاء ریاست  
بھوپال میں والدین کے سامنے سموم قضا سے پڑھ رہا ہو گیا۔ علم ادب و منطق و  
فلسفہ و حکمت میں دستگاہ تھی ابتداء قرآن و حدیث پر شیفہ تھے مرزا ملکھ سنگھ شاہین  
ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۶) مولوی سید انور علی بن میر مظہر علی صالحی سلمہ ماہرین سہسوان

آپ نے علوم درسیہ رسمیتہ ابتداً حافظ مولوی شیخ امیر حسن انصاری رحمہ سے پڑھے  
اور پھر مولانا سید محمد عبد الحمید سے کتب عربیت حاصل کر کے علم منطق و فلسفہ  
و طب و فقہ حکیم سید محمود عالم مرحوم سے اکتساب کیا بلوغ الہرام مولانا محمد بشیر  
سہسوانی کو شاگردی قرأت حاصل کی ابتداء قرآن و حدیث و پابندی صوم  
و صلوة و سعادت و صلاحیت میں ممتاز اور باوجود اسباب ریاست تو اضع  
و کسر نفسی و ہمدردی برادران وطن سے متصف ہیں انگریزی و گجراتی و غیرہ میں  
بھی ضروری مہارت ہے معاملات عدالت و قانونی میں خاص دستگاہ ہے  
اسے صاحب رکھتے ہیں باوجود کثرت مشاغل ریاست و امارت مذاق  
علمی و کتب بینی لازماً زندگی ہے اردو غزل گوئی میں شاگرد امیر مینائی میں  
کلام شمسہ ہے ولادت باسعادت ۱۲۸۷ میں ہوئی سلمہ اللہ تعالیٰ  
علم دوست بامروت و صاحب اخلاق حسنہ ہیں سادہ مزاج ہیں اعزہ و احباب سے  
مخلص ملتے ہیں نہ جگر عزیزم مولوی سید اعجاز احمد سے سوائے قرابت قریبہ کے  
خصوصیت خاص و مودت ہذا قصاص ہے حکام یورپین ضلع و ہونٹن بنظر احترام آپ کو

دیکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶۶) مولوی محمد تقی مرحوم ولد حطیب مولوی محمد عیال نصاریٰ

آپ کی ولادت ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ میں ہوئی پندرہ سولہ برس کی عمر تک علم سے بے بہرہ رہے پھر یکایک جاذبہ شوق تعلیم نے بھوپال ہو نجا یا ہاتھ عصر سے علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت کمال محنت و جانفشانی سے استفادہ کر کے علم حدیث و تفسیر کی جانب توجہ مبذول کی پھر دہلی کا سفر اختیار کیا مجتبیٰ مولانا محمد بشیر صاحب فائز ہو کر کتب حدیث قرآن و سماعاً سبقاً استفادہ فرمایا و درسیہ انعم و رخصت فرمادیں تو اے صرف و نحو کی بحث و تحقیق ہر حال میں مد نظر رہی اور چونکہ ان فنون سے مناسبت فطری رکھتے تھے اس پر سی و محنت شہار و زری اور کثرت مطالعہ کتب نے سونے پر شہاگہ کا کام کیا ہر مسئلہ میں اختلافات ائمہ و عبارات کتب فن مستحضر فی الذہن و ازبر تھے مباحثات میں مخالفین کو مسائل صرف و نحو میں لاکر سرسیرہ کر دیتے ناچار مخالف کو بموجب قواعد مسلمہ فن آپ کی رائے صاحب سے اتفاق کرنا پڑتا یا بچیلہ رد و لوشی کرتا تقریر متانت و وقار سے پُر اور نہایت نرم لہجہ سے ہوتی قرآن و حدیث کا وعظ نہایت پُر اثر و دلکش ہوتا تھا تبلیغ احکام شرع میں بیخیز و راست گو تھے اتباع کتاب و سنت میں محو مثل اب و جد تھے تقدس و درع و زہد و عبادت و وعظ و تلقین میں منہمک و مشغول رہتے غیر متشرع و متکبر امیر و حاکم کو ابتداءً سلام نہیں کرتے اور کبھی فاسق و فاجر کو تعظیم نہیں دی یہ صفت بھی موروثی اب و جد سے پائی تھی قناعت و توکل و غیرت سے موصوف اور بقائیت متواضع و منکسر المزاج اور دیانت و تقویٰ و شبیہیاری و سخاوت و خیریت میں مشارا لہ تھے مسوان میں کئی سال قیام کر کے طلبہ علم کو

درس صرف و نحو حدیث و تفسیر تھے یہ مشاغل علیہ کی محویت و دلچسپی نے اس درجہ  
 ماسوا سے بے تعلقی بنادیا تھا کہ باوجود اصرار والدین و اعزہ عقد نکاح کی جانب  
 متوجہ نہ ہوئے آخر کار عین جوانی میں بعمر ۳۹ سال بمقام سہسوان والدین کے سامنے  
 ربیع الآخر ۱۳۲۶ء میں وفات پائی مزار خام خطیب محلہ میں جانب شمال ہے  
 اسکنہ اللہ تعالیٰ فی جنتہ النعیم و زوہرہ بچور عین آمین

(۶۸) مولوی سید خلیق احمد بن مولوی سید محمد اسحق صاحب فاضلی

آپ کی ولادت ۱۲۹۵ء مطابق ۱۲۸۲ء میں ہوئی علیگڑھ میں آپ نے مولانا  
 محمد بشیر احمد صاحب اور پھر مولانا محمد طیف اللہ صاحب رحم سے اور ان کے فرزند  
 ارجمند مولوی عنایت اللہ صاحب سے کتب درسیہ معقولات و منقولات و حدیث  
 و تفسیر و فقہ تحصیل کر کے سند فراغ پائی وطن میں تدریس و تعلیم طلبہ کا شغل رکھتے  
 ہیں صاحب اخلاق حسنہ اسم با اسمی و نڈار متقی فہیم و ذی استعداد ہیں مطالعہ  
 کتب علمیہ سے رغبت اور رجحان طبع بجانب تقلید رکھتے ہیں مگر امور منکرہ و  
 بدعات سے محترز رہتے ہیں مدرسہ اسلامیہ خفیفہ سہسوان میں درس دیتے  
 اور امامت مسجد جامع کرتے ہیں شاجرات و مناظرات سے اجتناب ہے اہل تشیع  
 کا بھی احترام کرتے اور محبت ملتے ہیں اس وقت عمر ۴۴ سال کی ہے سلمہ اللہ  
 تعالیٰ۔ آمین

(۶۹) مولوی حکیم سید آغا علی خلیف میر تقی علی قاسمی رحم

آپ ۱۲۹۰ء میں متولد ہوئے تحصیل علم وطن میں کی مولانا سید محمد عبدالحسین صاحب  
 مرحوم سے کتب صرف و نحو عربی حاصل کر کے کتب منطق و طب و فقہ افضل المتأخرین

مولوی حکیم سید محمود عالم رح کے حلقہٴ درس میں اکتسابِ کین تب غریب و ناتجربہٴ عربی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ سے مطالعہ کتب ادب و غربت کرنے رہے اور اب مطالعہ کتب دینیات سے زیادہ دلچسپی ہے چند سال سے تدریسِ طلبہ کی جانب بھی متوجہ ہو گئے ہیں اور ابتداءً کتاب اللہ و سنت نبویؐ مرکوز خاطر ہے نیم و ذی استعداد و قابل ہیں ہر معاملہ میں رائے محکم رکھتے ہیں تقریر شستہ و حافظہ قوی ہے فخر خاندان خود ہیں آپ کا چشمہٴ فیض مطب وطن میں پندرہ سال سے وسیع پیمانہ پر جاری ہے مریضوں پر براہِ ہمدردی و خلوص توجہ فرماتے ہیں تشخیص و عداوا میں ملکہ و دستگاہ حاصل ہے علم تاریخ جدید و قدیم و جغرافیہ ممالک و اخبار بینی سے بہت مناسبت ہے خدماتِ قومی و اسلامی میں خاص حمیت و دلچسپی کے ساتھ جلد سرگرم و مستعد ہو جائے ہیں ذرائع قبولیت و عزت رکھتے ہیں اس وقت عمر ۳۰ سال کی ہے سلمہ اللہ تعالیٰ طولِ الازمان

(۷۰) مولوی امیر احمد سلیم بن مولوی عزیز احمد مرحوم قریشی :

کینت ابوالبشار سال ولادت ۱۲۹۷ھ ہے کتب درسیہ فارسی اپنے والد مرح  
سے جو ایک خوش عقیدہ و متبع سنت بزرگ تھے حاصل کر کے مولانا محمد یوسف حسین  
ہزاروی خانپوری سے تمام قصہ سسوان دکنور و دہلی میں صرف و نحو عربی و کتب حدیث  
و بعض تفاسیر کو توجہ خاص استفادہ کیا شوق خط و نسخ و تعلیق بھی علائقہ موصوت  
سے کی اور شہر دہلی کے مشہور مطابع میں ملازمت اختیار کی اب ایک مدت سے تمام  
سیونی ملک متوسطین متعلق حفظ و تعلیم ہی قیام رکھتے ہیں اتباع کتاب سنت خدمت اسلام  
ہر دم مد نظر ہے نہایت نیک فاش و منکسر المزاج ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ ع

عہ افسر کے کہ جو مہاجبہ ترجمہ کے خوار و جوار کے افسر کے اور تاج الخ افسر کے جو ہم سال عمر کے کلڑوں کے انتقال کیا اس وقت کمال  
تاریخ موقوف ہو جیسو سید علی زار احمد علیہ السلام کے افسر کے خستہ ہوا تھا اسے شہر فرمایا ۱۴۱۰ھ جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۵ء بمطابق ۱۲۱۰ھ

(۱) مولوی حکیم سید مظفر علی بن منشی سید امتیاز علی صاحبی رحمہ اللہ آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ بمطابق شعبان ۱۸۶۸ء میں ہوئی قوت ذکا و حافظہ و سرعت فہم و ثبات خاندانی باکر مولانا سید اعجاز احمد صاحب سلمہ سے کتب صرف و نحو و منطق و ادب و فلسفہ و حکمت وغیرہ بحث و تحقیق کے ساتھ پڑھیں اور حکیم سید محمود عالم صاحب کے حلقہ درس میں بھی بغیر علوم عقلیہ استفادہ کیے بعدہ بشوق و طلب علم بھوپال گئے اور قیہ کتب علوم و فنون و دینیہ اساتذہ سے حاصل کر کے دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولانا محمد شہ صاحب محدث رح کے چشمہ فیض علوم سے نوب سیراب و مستفید ہوئے پھر لکھنؤ جا کر مدرسہ تکمیل العقب میں داخل ہوئے اور نامور طبیب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب رحمی خدمت میں تین چار سال رہ کر تمامہ موصناعت مطب حاصل کیا بعد فراغ تحصیل علم و حصول سند وطن واپس آکر مطب شروع کیا ذہانت و طباعی میں یگانہ عصر تھے اور استحضار کتب طبیبہ و مسائل فن بدرجہ غایت تھا کلیات و جزئیات پر نظر غائر تھی تصنیف و تالیف کا لکھ خدا داد تھا جزئی مسئلہ پر کتاب ضخیم لکھنے کی قدرت و قوت تھی نزاعی اقوال و اختلافات حکماء و اطباء و ہنر میں حاضر تھے آپ کی متعدد تصانیف محققانہ و قابلانہ ہیں باین حادثات سن الیسی قوت تصنیف و تالیف حیرت انگیز تھی البتہ ان فی امتناع کون الناس من الامرا کان بعبارت عزنی نصیح ہے دوبار طبع ہو چکی۔ تزییع عناصر و جزویت نار کا ابطال کمال تحقیق کے ساتھ کیا ہے۔ یہ تصنیف نہایت قابل قدر ہے اسی کے ساتھ الغلواع فی المحلوا و ترویج المظما و در سالہ مناظرانہ بغض مسائل طبیبہ میں آپ کے مصنف شائع ہوئے ہر ایک بجائے خود وسعت نظر و وسائے ہنر و تحقیق کا شاہد ہے انصاف اُردو میں مزاج مرکبات کے متعلق جملہ اقوال و مذاہب اور استخراج مزاج کے طریقوں پر مع تنقید تحقیق مباحث شمل ہے

لاہور میں طبع ہوا ہے اس سلسلہ میں بے شل کتاب ہے مفردات طب میں ایک ضخیم تالیف کا مسودہ موجود ہے اُمید کی جاتی تھی کہ اس نو بہا لامن علم دفن سے تصانیف و خدمات طبع میں کارہائے نمایاں وقوع پذیر ہونے کے مگر ضعیف عمر نے وفات کی اور کمالات علمی پر وہ خفا میں رہ گئے عین عفوان شباب میں چار ماہ رمضان شریف ۱۳۳۳ھ کو بفرہ ۲۸ سال بمرض سل اس دارمحن سے جنت افریقہ کو رحلت کی انا اللہ وانا الیہ راجعون سقا اللہ ثراہ و جعل الجنة مشواہ آپ کے استاد و برادر خالہ زاد عزیز متوجہ مورخ سلمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ وفات یہ تحریر کی ہے

بجرح کمالات مظفر علی	رفت سوئے خلد برین بامداد
بود زماہ رمضان چارمین	داغ غم ہجر با حباب داد
کرد چو مجہزیئے تاریخ فیکر	سال وفات آمدہ مغفو رباد

(۷۷) ابوالعلا مولوی سید نظر احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہا اللہ آپ جناب علمی حضرت مولنا حکیم سید نذیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ فاضلی نقوی مددی جنتی کے بڑے پوتے ہیں ۱۳۲۲ھ ماہ ذیقعدہ میں متولد ہوئے آپ نے وطن میں عزیزم مولنا سید اعجاز احمد صاحب مجر سلمہ ربہ و حکیم سید محمود عالم رح سے کتب درسیہ صرف و نحو ادب و منطق و فلسفہ و ریاضی وغیرہ پڑھ کر بھوپال میں مولنا سید ذوالفقار صاحب ادیب سے ادب و دیگر علوم مروجہ حاصل کئے پھر دہلی و لاہور و رانیپور میں مفتی عبداللہ ٹوکنی شمس العلماء اور مولوی ڈپٹی محمد نذیر احمد خان صاحب شمس العلماء دہلوی اور مولوی مولنا محمد طیب مکی عرب سے علوم عقلیہ و نقلیہ و ادبیہ کی تعلیم و تحصیل بچہ و جد کی اور اب اپنے والد ماجد سلمہ ربہ کے سایہ عاطفت میں مشاغل علمیہ درس و تدریس و مطالعہ کتب و تصنیف و ترجمہ علوم و افادہ خلق خدا میں اوقات بشاروری بسر کرتے ہیں آپ کے والد ماجد سلمہ ربہ کی توجہ



خاص سے کثیر القداد کتابوں کا ذخیرہ جمع ہوا ہے جو مختلف علوم و فنون کا گنجینہ ہے آپ فہم و استعداد و مہارت و لیاقت و علم و حلم میں محسوس عصر میں انشا پر داری و مضمون نگاری پر ہر صنف عربی و فارسی اُردو کا سلیقہ خاص رکھتے ہیں علم و انصاف پر عبور کامل اور مسائل فقہ و حدیث و تفسیر فائدہ ملی میں استحضار تام ہے ہمیشہ طالبین مستفیدین آپ سے مستفید ہوتے ہیں بطور تفسیر، طبع گاہے گاہے اشعار و قصائد عربی بھی جو عربیہ میں لکھتے ہیں علم عروض میں ملکہ خدا داد اور علم سیر و تاریخ و ادب سے اچھا مذاق ہے جو ان صلاح و سعید و سلیم الطبع صاحب الہدایہ خلیق متواضع و خود دار ہیں جو ہر فضل و عزت خانہ انی کا بچہ لحاظ ہے تقریر متین و شستہ مہرہ سے آثار ستانت و صلاح و سعادت عیان ہمیشہ خدمات عمومی و اسلامی میں سابق الاقران ہیں اکثر اصابت رائے و دیانت و امانت غیر کا بچہ خیال و لحاظ رہتا ہوں اس وقت عمر آپ کی ۱۹ سال کی ہے ضاعت اللہ عمرہ و اقبالہ و زاد محمد و افضالہ آمین

(۳۳) مولوی سید اقدار احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہا اللہ

آپ نے اکثر علوم و فنون بشرکت اپنے برادر معظم مولوی سید فخر احمد سلمہا اللہ و علمائے مذکورین سے وطن و وطنی و آرام پور دلاہور وغیرہ میں تبو جہ تام حاصل کیے زکاوت طبع و متانت فکر بدرجہ غایت ہے نظم و شعر عربی و فارسی و اردو پر عمدہ قدرت رکھتے ہیں ریختہ میں شعر گوئی کا مذاق انطرب ہے ساحر مخلص کرتے ہیں غزل برجستہ و فصیح کہتے ہیں علمی تصانیف کا بھی شوق ہے چنانچہ رسالہ لاحتہ الحیدر فی صورت ابی ہدیہ عربی عبارت میں نہایت قابلانہ و محققانہ تحریر کیا ہے زور استدلال و قوت تحریر عیان ہے باوجودیکہ دعویٰ باتفاق نجات ضعیف

اور ثبوت انصاف اشغال بی ہر برہ محال ہے تاہم جو تہ طبع و تحضر مسائل نحو کا کافی تجربہ ہے تلمہ تاریخ ترجمہ ملخص تسلیم کا فن تاریخ نگاری جمل میں بزبان اردو و پنجابیش ڈیٹر اخبار نیر اعظم مراد آباد کیا اور جا بجا تحقیق و تنقید سے کام لیا ہے یہ دونوں کتابیں مطبوع ہو کر شائع و مقبول ہو چکیں مذاکرات علمیہ و مطالعہ کتب کا مشغلہ ہمیشہ رکھتے ہیں جو ان صالح ذر کی دشمنی و دشمنی غم میں غزل پڑھنے کا انداز نرالا عجیب و غریب ہے تمام مجلس مشاعرہ دنگ ہو جاتی ہے دیوان اردو مرتب ہو چکا ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگا غزل فارسی و اردو شاعری میں اپنے علمی استاد و مامون مولوی سید اعجاز احمد صاحب معجز سلمہ ربہ سے مشورہ کرتے ہیں اس وقت عمر آپ کی ۲۷ سال ہے خلیق و متواضع صفا ہیں اپنی اور دوسروں کی عزت و حرمت کا بہت کچھ پاس و لحاظ رہتا ہے آپ کے چھوٹے چار بھائی انشاء اللہ اور ہیں ایک سید احمد سلمہ ربہ یہ انگریزی میں نہایت قابل و لائق ہیں اور بابت حدیث سن ان انگریز افسروں کو اردو کی تعلیم دی ہے کہ جو اردو زبان سے نا بلند محض تھے جسکے صلہ میں اکثر مغز حکام کے عطا کیے ہوئے انگریزی قابلیت کے سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں فوج کے کپتان و میجر و کرنل جہاں بہت قدر و عزت و احترام کرتے ہیں عربی فارسی کے بھی ماہر ہیں نظم و نثر اردو فارسی بہت اچھی قدرت ہے اور دونوں زبانوں میں غزل و قصائد کہتے ہیں علیگڑھ میں تعلیم پائی ہے بغایت زکی الطبع علم سے خاص مناسبت رکھتے ہیں فارسی زبان میں کمال حاصل کر کے عربی زبان میں بلا مد و غیرے بقدر ضرورت مہارت پیدا کر لی ہے ہزار ہا اشعار از بر یاد ہیں۔ اکثر مشاعرہ و نثر میں دیکھا گیا ہے کہ غزل جیش و لا جواب رہی ہے ابو الاخیار کینست اور ناجی مخلص ہے۔ سید رضی احمد سلمہ آپ نے بقدر ضرورت انگریزی لکھنؤ میں حاصل کر کے فن انجیری کا پاس باضابطہ حاصل کیا ریاست کا مٹیا دار میں کین ملایم میں صرف و نحو و مبادی منطق

اور فارسی ادب میں بھی دستگاہ ہے جملہ قسم کی دستکاریوں میں کمال حاصل ہے دستگاہ سنہ  
 میں ایسا وسیع النظر آدمی نظر سے کم گذرا ہے دو بھائی سید وصی احمد سید عبدالقیوم نیز میر  
 پور بشوق تمام مشغلہ درس کتب بینی میں مصروف ہیں اور سید فضلہ سعید و صالح بن سلمہ اندر تاجن وجہ  
 (۴۷) مولوی سید صباح الحسن سلمہ بن مولوی شاہ سید عبدالصمد رحمہ  
 ولادت تھنبہ پھونڈ ضلع اٹاواہ میں ۱۲۰۲ھ میں ہوئی۔ کتب ابتدائی توجہ والد ماجد رحمہ  
 سہسوان و پھونڈ میں مختلف اساتذہ سے پڑھیں اور پچودفات پدر رحمہ جون پور جا کر کتب  
 معقولات مولوی ہدایت اللہ خان رامپوری سے اور پچود ازان پٹی پچیت بن کتب مینات  
 مولوی وصی احمد صاحب سورتی سے پڑھ کر تحصیل علم ختم کی اور بجائے پدر بزرگوار سجادہ نشین  
 و محترم پوتے جوان صالح و نیکفر خوش اخلاق سعید و یامروت مہمان نوازی میں مصداق  
 اَلْوَلَدُ الْحَرِّ قَبْدَتِیْ بِاَبَیْکَ الْغُرِّ میں دینی و قومی معاملات سے خاص دلچسپی ہے  
 مشغلہ و عطاوارشاد و تقریر رکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

### (۴۸) حکیم سید عقیل احمد سلمہ بن حافظ سید ابن احمد رحمہ

آپ غمی مولانا سید اولاد احمد رحمہ کے پوتے ہیں سال تولد ۱۲۸۶ھ ہے اولاد بتول اپنے  
 برادر حقیقی گلان سید شکیل احمد مرحوم و برادر عمہ زاد نشی سید جمیل احمد صاحب  
 جمیل سلمہ بھوپال میں تحصیل علوم در سید کی اور پھر وطن آکر مولوی محمد تقی مغفور دہلوی  
 سید نظر احمد صاحب سلمہ اللہ سے فنون عربیت و کتب منطق و فلسفہ استفادہ کر کے بغرض حصول فن  
 طب شہر دہلی گئے اور مدرسہ طبہ حاذق الملک حکیم عبدالحمید خان میں باقاعدہ تعلیم پائی  
 اور طب حکیم حاذق الملک حافظ محمد اجل خان صاحب سلمہ سے استفادہ کر کے ۱۳۱۶ھ میں  
 سینڈراغ لیکر وطن بالوت آئے اور مطب شرعی کیا بغایت سعید و صالح نیک منش و خلق  
 ہیں تشخیص و تداوی و تشفی مرضی میں توجہ یلغ ہے اور صاحب دست شفا و مرجع  
 خاص و عام ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

(۶۱) حکیم سید حفظ الرحمن سلمہ بن سید محمد عثمان ج

آپ مولوی سید ابن حسن صاحب فاضلی سلمہ کے پوتے ہیں سال ولادت ۱۳۰۲ھ ہجری  
ہے بتوجہ جدو جہو بال و دہلی کو بطلب علم سفر کیا اور کتب درسیہ رسمہ پڑھ کر مدرسہ طیبہ  
دہلی میں نصاب طب ختم کیا بعد فراغ درس و مطب تمغہ طلائی و سند لیکر علیحدہ مطب شروع  
کیا بہت قابل دوزخی و فہیم ہیں آجکل ریاست دہلی میں رئیس کے طبیب خاص ہیں سلمہ رحمہ اللہ  
(۶۲) حکیم محمد عبد الحفیظ خان بن عبد العزیز خان زبیری سلمہ  
آپ مولوی محمود حسن زبیری سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ اور خویش ہیں ولادت غالباً  
۱۳۰۲ھ میں ہے بتوجہ عم مراد آباد میں تعلیم پائی کتب درسیہ معقول و منقول بحدت ذہن  
اپنے عم موصوف سے پڑھ کر سند فراغ مدرسہ شاہی مراد آباد سے حاصل کی بعد دہلی جا کر مدرسہ  
میں فن طب استفادہ کیا اور سند موتمنہ طلائی ناموری کے ساتھ بائی استعداد علمی قابلیت  
فن کی وجہ سے بقدر دانائی اساتذہ و مفتیان مدرسہ طیبہ میں عمدہ پروفیسری طب پر مامور ہوئے  
محبت وطن و خوش مزاج و سعید و نیک نام ہیں سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے مختصر حالات تبسطہ عربی  
سیا بواحد صاحب سلمہ موصی تحریر میں لے

### التماس

اس مقصد کو ختم کر کے مسودہ اوراق کو خیال پیدا ہوا کہ اگر طبقہ فسوان مخدرات  
سے بعض موصوفات علم و فضل کے حالات زیب صفحات تذکرہ ہوں تو صورت  
تکمیل بوجہ احسن جلوہ گر ہو مگر افسوس کہ یہ تمنا کیا بے فنی ہو سکی اہل علم  
شریف مستورات کے حالات پر وہ خفا سے باہر نہ نکل سکے اگر کامیاب ذرائع  
پیش ہوتے تو شاید اس طبقہ کی معتد بہ جماعت کے تراجم بھی سیرِ رجال کے  
ہمدوش نظر آتے اب بنا برشل مد ما لایدرک کلمہ لایدرک کلمہ حاضر  
پر اکتفا کیا جاتا ہے واللہ ولی التوفیق

(۸) سیدہ عالمہ شمس النساء زینت مولانا سید میر حسن محدث رحمہما اللہ

آپ شمس العلماء مولانا سید امیر محمد رحم کی خواہر خرد تھیں کتب درسیہ صرف و نحو عربی باقاعدہ اپنے والد ماجد رحم سے پڑھ کر قرآن مجید مع تفسیر و کتب حدیث صحیح و مسند و مشکوٰۃ المصابیح وغیرہ استفادہ فرمائیں بقوت حافظہ موروثی احادیث کثیرہ و مسند دینہ و مضامین کتب زبانی یاد تھیں اکثر عورات میں دغظ قرآن و حدیث و احکام کتاب و سنت و رد شرک و بدعت و ابطال رسوم جاہلیت بیان کر کے جاہلین و منکرین کو ہدایت و تلقین فرماتی تھیں۔ میر طفیل احمد بن سید نیاز علی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا مگر شوہر سے کمتر موافقت رہی انکی عملی و اعتقادی کج روی سے شہر میں آخر بعد وفات برابر خود آپ نے بوارضہ صریح شدہ ۱۴۸۰ھ میں رحلت فرمائی عقب میں ایک دختر چھوٹی رحمہما اللہ تعالیٰ

(۹) مست صالحہ لحاظ النساء زینت ناشی شیخ صابر حسین صبا صیدی رحمہما اللہ

آپ کے جدادری خضت علی مولانا شاہ سید نیاز احمد شہید غدر رحم تھے سال ولادت ۱۲۸۰ھ ہجری ماہ شعبان ہے ریاست رامپور میں پیدا ہوئیں اور ۱۳۰۱ھ میں اپنے وطن سہوان سے ہمراہ والدہ خود بھوپال گئیں آپ کے پدر رحم و دیگر اعزہ و اقارب متوسل و دقیم ریاست مذکور تھے آپ نے اپنے بزرگ اقربا سے تعلیم اردو فارسی کے بعد صرف و نحو عربی و ترجمہ و تفسیر کلام اللہ استفادہ کیا انھوں نے مولانا محمد بشیر صاحب محدث رحم سے کتب حدیث بلوغ المرام و بعض صحاح و سنن پڑھیں بعدہ مولانا شیخ حسین صاحب بیہنی سے سند بعض کتب احادیث حاصل کی نیز اجازت بعض صحاح مولانا سید نذیر حسین دہلوی محدث رحم سے لی تھیں ان امور

علمائے حدیث کی تحریری اسناد موجود ہیں آپ جید الحافظہ سترع الفہم تھیں صد ہا  
متون احادیث نوک زبان پر رکھتی تھیں اور شب و روز بجز مشغلہ احادیث و  
تفسیر و مطالعہ کتب و پابندی فرائض و سنن و تلاوت کوئی کام نہ تھا تہجد و نوافل شہر  
دا کرتی تھیں جب آپ کے ازدواج و عقد نکاح کی غرض سے آپ کی والدہ ماجدہ  
نعم و وطن کیا تو اثنائے راہ میں مراد آباد قیام ہوا اور وہیں بعض اعزہ کے  
مکان پر آپ نے یکایک بمرض ہیفہ و بانی وفات پائی یہ واقعہ ۱۲ صفر ۱۳۳۸ م  
کو ہوا عمر ۱۹ سال ۶ ماہ ہوئی رحمہا اللہ تعالیٰ -

(۸) الست اشرفیہ مسماۃ عقیفہ رحمۃ بنت کاتب الحروف غفرلہ لہما

ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ میں بمقام بھوپال ہوئی اور پھر چار سال انہی والدہ کے  
ہمراہ وطن کو گئیں اور وہیں ابتدائی تعلیم مولوی خطیب محمد اسماعیل مرحوم سے ہوئی  
پھر پندرہ سال ۱۳۲۷ھ میں واپس بھوپال آکر بتوجہ و تربیت والدہ خود قرآن شریف  
ختم کیا اور کچھ اردو رسائل دینیات و اخلاق وغیرہ پڑھے اسی کے ساتھ مشق  
خط بھی کی بعدہ قواعد صرف و نحو عربی پڑھ کر ترجمہ تحت لفظ قرآن مجید و بلوغ المرام  
و بعض ابواب مشکوٰۃ وغیرہ محروس طور سے پڑھے اور فنون خانہ داری و سلیقہ شکاری  
میں مہارت نامہ بہم پہنچائی عقل و فہم صائب اور رائے و تدبیر درست تھی کم سخن  
بالجانبازگون کی بہت میطیع و خدمت گزار و صاحب وقار تھی ترقی تعلیم نسوان و اصلاح  
انسانے جنس کا خیال ہمیشہ مد نظر تھا چنانچہ جب سفر وطن کا قصد ہوا ہے تو یہ منصوبہ  
وہیں نشین تھا کہ وہاں پہونکر ایک انجمن نسوان جسکا مقصد اشاعت تعلیم و ترویج  
اخلاق و سلیقہ خانہ داری ہو قائم کر دیں گی اسکا اجلاس ہفتہ وار و ماہانہ ہوگا اور  
ذی عقل تجربہ کار تعلیم یافتہ بیبان اسکی ممبر و صدر مجلس ہو اگر نیکی بعد بحث و تقریر

جو بکثرت اسے قرار داد ہوگا اسکو فوراً عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائیگی اور  
نگہ رانی رہیگی کہ کس طرح اور کہاں تک عمل کیا جاتا ہے تعلیم نبات کے لیے چھوٹے  
چھوٹے خانگی اسکول قائم کیے جائیں علوم کتابی کے ساتھ آفون خانہ داری و  
سیاقہ شعاری پر بھی توجہ خاص ہو اسکے سوا باہمی تعلقات میل جول کے  
قواعد ساس ہو و نند بھادج وغیرہ کے مشور نزارع اور انکے اسباب پر اصلاحی  
نظر کی جائے اور جو اسے پاس ہو اسپر غلد آمد کی کوشش ہو۔ اپنے یہ خیالات  
بصورت مضمون لکھ کر بعض اُردو اخبارات نسوان میں شائع کرائے اور اپنی  
روانگی سے قبل وطن کو بعض تعلیم یافتہ لڑکیوں کے پاس روانہ کیے علمی ادبی  
و اخلاقی مضامین لکھنے پر پوری قدرت تھی بوجہ روشن خیالی اخبار بینی کا بعد  
شوق تھا اخبار تہذیب النسوان لاہور و پرچہ شریف بی بی تا آخر عمر خود خرید کئے  
مختلف مضامین کے مسودات خاص قلمی عزیزہ مرحومہ اب تک میرے پاس  
بطور حرز جان موجود ہیں جنکی زیارت بادلِ حسرت زدہ و در و مند بھی کبھی بگڑنے کا  
کر لیتا ہوں۔ راقم کے تعلق ملازمت کی وجہ سے مقام رالپین علاقہ ریاست  
بھوپال میں ایک مدت قیام رہا آخر نیشن کے بعد بھی وہیں سکونت رہی اسی  
دوران میں مجاہد جب ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۹۰۱ء آن مرحومہ کا نکاح شرعی بغیر  
دخل رسوم جہالت و بدعت منعقد ہوا اعزہ و اقارب خاص وطن سہسوان و بھوپال  
سے آکر شریکِ تقریب ہوئے اگرچہ یہ ازدواج کفو و قرابت میں کیا گیا مگر اُس  
کہ اس نیک نفس کم سخن محمل مزاج لڑکی کو اپنی سسرال والوں کے ہاتھوں  
جو اقارب کا تعارب کے مصداق ثابت ہوئے سخت صدمات دلی برداشت  
کرنے پڑے گوکہ زبان سے کبھی حرف شکایت نہیں نکلا اور اپنے متعلقین کی  
بدسلوکیاں اور اپنا رنج و ملال ظاہر نہیں کیا تاہم مرحومہ کی والدہ مشفقہ اور اس

اس ناچیز کو چند سال ملال و پریشانی کا سخت سامنا رہا اور آخر مرحومہ کو اپنے پاس رکھا۔ بعد چندے ۱۲۔ فروری ۱۹۱۵ء کو وہاں طاعون میں آن مرحومہ کی والدہ رحمہ نے راسین میں ۳۳۷ھ کو یکایک انتقال کیا اس حادثہ اُجھانگاہ نے بحالت تنہائی و غریب الوطنی و افکار خانگی بید پریشانی بڑھائی کوئی ہمدرد و غمخوار نہ تھا اطمینان خاطر بال رخصت ہوا وحشت پیدا ہوئی جب کوئی شکل و بستی کی جلوہ گر نہ ہوئی تو آخر کار آخر عمر نے باشتیاق وطن و اعزہ خود تیسہ سفر کر کے میرے ہمراہ آخر نومبر ۱۹۱۶ء کو وطن راستہ لیا ابھی جماند اربوں سے فرصت نہ ملی تھی کہ بعارضۃ تپ و بانی ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ مطابق ۹۔ مارچ ۱۹۱۸ء بروز شنبہ بصرہ ۲۳ سال جنت الفردوس کو سدھارین آتا اللہ و اتنا اُتاراجون۔ راقم کا گھر نے چراغ ہو گیا سب آرزو میں خاک میں مل گئیں کیونکہ یہی فرشتہ معصومہ اس گناہ کا نام و نشان تھی اللہ میں باقی ہوس۔ اس صدمہ سے متاثر ہو کر بحالت مضطرب و بے گنجائش شہر زاری و غمگین تاریخ نام لکھی جو طبع ہو کر مشہور ہو چکی اللہ ما اعطاه و اللہ ما اخذ۔ ۱۳۳۸ھ

(۸) الست المکرمہ احشام النساء بنت منشی سید امتیاز علی رح

آپ حضرت مولانا سید تلح الدین حسن قدس سرہ کی نو اسی ہین سال ولادت ۱۲۸۸ھ ہے ابتداً اور وجہ تربیت و تعلیم قدیم بانی پھر بشوق طبع و ذکاوت ذہن خود مطالعہ کتب استعداد کافی ہم ہو چائی ترجمہ کلام اللہ و تفسیر و معاری و سیر میں نظروں سے پیدا کی بابتاع اپنے عم مرحوم میر باد علی صاحب سابق الذکر محاسن میلاد و قیام کو موجب برکات سمجھ کر اکثر منعقد کرتی ہین ذکر و عبادت و پابندی فرائض میں ممتاز ہین بموزونی طبع خداداد و قوت نظم و نعت آن حضرت صلعم میں دیوان غزل اُردو و مرتب کیا ہے ہر شعر سے ذوق و شوق ہویدا و شستگی فکر پیدا ہے کثیر تخلص ہے آپ کا



آپ کا عقد نکاح سنہ ۱۳۱۶ء میں رسالہ دار میر شیر علی الخاٹب بہ خان صاحب سے منعقد ہوا  
بفضلہ تعالیٰ جو ان انبا و نبات کی مان ہیں اور بغایت رحمدل محتاج پروردگار و  
دستی ہیں سلمہما اللہ تعالیٰ

۸۲) الست لکرمہ مصطفائی بیگم نبت مولوی سید اعجاز احمد سلمہما اللہ

نام تاریخی انوار خاتون تولد ماہ رجب سنہ ۱۳۱۶ء میں ہے انہی جدہ منظور ام ظہرا کی توجہ  
خاص سے ابتدائی تعلیم حاصل کی بعد ذہن و ذکاوت قلیل میں قرآن شریف و  
بعض رسائل دینیہ و اخلاقی استفادہ کر کے اپنے والد ماجد سلمہ ربہ سے چند کتب  
منشآت و اخلاق فارسی و صرف و نحو عربی و تفسیر کلام اللہ و کتب احادیث مثل  
بلوغ المرام و مشکوٰۃ باقاعدہ پڑھیں اور اسی کے ساتھ مشتق خط و مضمون نگاری و  
مطالعہ کتب تہذیب و تدبیر منزل و انتظام امور خانہ داری و سلیقہ شعاری کیا  
و فنون دستکاری مثل حکن سازی و گلکاری و کارچوب و تیاری اقسام اطعمہ و اغذیہ  
عملی طور پر حاصل کیے۔ سخن سنجی و تجریر نظم و نثر میں مہارت اور انگریزی میں بقدر  
ضرورت نوشت و خواندگی دستگاہ ہے بجز دست بطع و حافظہ خداداد جملہ ہنر و فنون  
ضروری میں سابق الاقران اور ہریانہ موجودہ تمام تعلیم یافتہ لڑکیوں سے فائق و احاطہ  
دینی و دنیوی سے بہرہ ور ہیں ماہ رجب سنہ ۱۳۳۵ء میں عزیز سید ابو احمد بن انجی سید  
آل محمد شاہ سلمہما کے ساتھ عقد ازدواج ہوا بفضلہ تعالیٰ نہایت نیک دل حلیم  
باجا سلیقہ مند صاحب الزامے مطیع بزرگان ہیں۔ سنہ ۱۳۳۶ء ہجری ماہ شوال میں  
آپ کے فرزند و لہزد جسکا تاریخی نام سید محمد تہذیب احمد ہے تولد ہوا جو ماشاء اللہ  
بغایت خوش حرکات زکی الطبع و فہیم اپنے جد مادری مولوی سید اعجاز احمد  
سلمہ کی زیر تربیت ہے سلمہما اللہ

(۸۳) ست یعدہ شفیقہ نبت سید عزیز الحسن صاحب سلمہا اللہ  
سال پیدائش ۱۳۱۹ھ ہجری ہے بعد ختم قرآن کتب اُردو فارسی و مشق خط اپنے  
عم معظم حکیم سید نظر حسن صاحب سلمہ سے حاصل کر کے مطالعہ کتب و بینات و اخلاق  
و مضامین مختلفہ کیا اور مبنا بہت طبع نظر و استعداد عمدہ پیدا کی تحریر مضامین اخلاقی  
و ادبی سے شوق ہے سو او خط اچھا ہے اور خانہ داری میں خوب دستگاہ ہے  
نظم لکھنے پر بھی قدرت ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

(۸۴) ست عزیزہ حسنی نبت حکیم سید محمود عالم مرحوم م  
ولادت ۱۳۲۰ھ میں ہے اپنے والد مغفور کی توجہ سے تعلیم قرآن و اُردو و  
فارسی حاصل کی اور مشق تحریر و خط کی بعد حصول قوت مطالعہ مختلف فنون کی لکھن  
بشوق خود دیکھیں اور اُردو اخبارات کا مطالعہ پابندی سے کیا تہذیب  
نسوان لاہور کئی سال سے خود خرید کرتی اور مضمون نگاری کا شغل رکھتی ہیں  
فہم و فراست و ذہین و ذکاوت سے بصیرت تامہ حاصل ہے فنون سلیمہ شعری  
و خانہ داری میں مہارت خاص ہے ماہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں آپ کا نکاح  
سید میسر الحسن صاحب سلمہ سے ہوا ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

طبہ نسوان ماضی و حال کا یہ مختصر تذکرہ ہے اس میں بھی صرف دو اشعار  
ہمد و شاعرانہ و فضلاء میں بقیہ تعلیم جدید و تہذیب حال سے مزین۔ اب چونکہ زمانہ  
نے کروٹ بدلی ہے اور تعلیم نسوان موجب عار و ننگ نہیں رہی اس لیے کم پیش  
ہر شہر و قصبہ میں اسکا چرچا پھیل گیا ہے البتہ بعض بُرائے خیال کے بزرگ  
ہنوز لڑکیوں کو تعلیم دلانے اور انکی تعلیمی حالت ظاہر کرنے کو عیب سمجھتے ہیں

اس لیے میں اس حصہ کو زیادہ وسعت دینے سے معذور اور اعزہ سے معافی کا خواستگار  
ہوں جو کچھ لکھا ہے اس سے میری غرض ترغیبِ تعلیم نسوان ہے اور میں اسکو ہرگز نہ  
مستحسن خیال کرتا ہوں اس لیے قریب زمانہ طبع کتاب یہ اضافہ کیا گیا۔  
اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس بندہ ناچیز کے ضعیف ہاتھ سے ایک اہم عظیم الشان  
انجام کو پہنچی دورانِ تالیف میں طرح طرح کے انقلابات زمانہ و حوادث ناگہانی رونما  
ہوئے غریب الوطنی میں خانہ بربادی و پریشانی نصیب ہوئی ویرینہ قیام گاہ  
راے سین کی سکونت کا چھوڑنا اہلخانہ کی وفات اور اولاد کی جو انگریزی سے بدوی  
تعلقات کا بالکل منقطع ہو جانا کس میرسی کے روحانی خدمات بحر مصائب کی طوفانی جزیر  
موجوں کے نطے اور تبدیل مقامات و بقعاری طبع کے تغیرات ضعف تو اس ظاہری  
دباظنی جلد مر تب چھ سال میں طے ہو گئے لیکن مشیت الہی کو ایک حقیر ہستی سے  
جو کام لینا تھا وہ بہر حال لے لیا یہ اس بے نیاز کار ساز کی قدرت کا ملک کا ثبوت ہے  
سچ ہے ع اچھ دروہیت نیاید آن کند ہا اس تالیف شریف کا سنگ بنیاد مقام  
بھوپال آخر ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں رکھا گیا اور آخر ۱۳۳۶ھ ہجری میں مسودہ سے  
بہ فیضہ کی صورت جلوہ گر ہوئی سُبْحَانَكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ  
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
محمد عبد الباقی غفرلہ ذنوبہ و کان اللہ تعالیٰ مودودی شفی متوطن  
سسوان ضلع بدایون - ربیع الاول ۱۳۳۶ھ دسمبر ۱۹۱۷ء  
مقام لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ترجمہ احوال حضرت مصنف دام مجدہ و برکاتہ

اسم گرامی محمد عبدالباقی ہے یہ نام آپ کے والد ماجد رحم نے رکھا تھا آپ  
 اہل علمہ خاندان مصطفوی و سلالہ دو دمان مرثوی سادات بنی فاطمہ حسینی و حسینی  
 نقوی ہیں خواجہ خواجگان و سرخیل چشتیان حضرت مودود قطب الدین چشتی قدس سرہ  
 کی اولاد و مجاہد سے ہیں۔ قریب چار سو سال سے سسوان وطن آباد واجد او ہے  
 جو بجانب سلاطین لودھی و تیموری سرکار سسوان و سبھل میں تہجد حکومت و  
 قضا مامور و مقدر ہے کتب تاریخ و فرائین ملک و سلاطین و بارگاہ عطیات جاگیر  
 و معانیات و تقرر صاحب جلیلہ شاہد ہیں۔ جب اولاد قاضی القضاۃ حضرت  
 خواجہ سید محمد عبد الشکور شہید رحم چند شاخون میں منقسم ہوئی تو آپ کے جد ابجد  
 فائز عمدہ اتنا اور ان کے بڑے بھائی منصب قضا پر مامور ہوئے اور ان کی سسوان  
 بھی وارث عمدہ و آبار ہیں اسوجہ سے آپ مفتی زاہد کہے جاتے ہیں۔ آپ کے  
 والد ماجد مولانا سید سراج احمد بن زبدۃ الما و لیا، خواجہ سید آل احمد  
 حدس سرہا تھے جنکا تذکرہ خیر مندرج کتاب ہے آپ اپنے والد صاحب کی اولاد میں  
 سب سے چھوٹے اور دقت وفات آنحضرت صغیر السن تھے۔ سال ولادت ۱۲۳۸ھ  
 مطابق ۱۲ شیعہ سال غدا اول ہفتہ ماہ شمال روز نمبر ۱۰ ہے والدین کے کنار  
 شفقت میں پرورش پائی مگر افسوس حضرت پدر بزرگوار رحم کا ظل غافل  
 صغیر سن میں سر سے جدا ہو گیا آپ کے برادر بزرگ حاجی مولانا سید محمد عبدالباقی  
 محدث رحم آپ سے آٹھ سال عمر میں بڑے اور ایک خواہر ان سے بزرگ اور

خاندان ولادت زمانہ

اور دوسری صرف آپ سے بڑی اور ایک والدہ معظمہ کل بارخ نفوس سو گوار و غمزدہ  
تھے بالجملہ آپ کے بھائی صاحب علیہ الرحمہ نے بعد فراغ تحصیل علوم و کمالات  
فنون آپ کی تربیت و تعلیم میں سعی و بیانہ و توجہ بزرگوار فرمائی ہر سفر و حضر میں  
آپ کو اپنے پاس رکھا بدایوں جو بنور آگرہ دہلی بھوپال لکھنؤ وغیرہ میں بلسلہ  
تعلیم ان کے ہدم رسے۔ حسب ضابطہ کتب درسیہ نظم و نشر فارسی اور عربی صرف  
و نحو کے فراغ حاصل کیا شوق علم طبیعت میں پیدا ہو چلا اور مطالعہ و کتب بینی  
و تکرار و مذاکرہ سے دلچسپی ہوئی اور کتب درس نظامیہ منطق و حکمت و عربیت  
و کلام و اصول و فقہ و تفسیر وغیرہ پڑھ کر تحصیل علم تا درجہ فضیلت ختم کی۔ بعض  
متوسطات علوم خدمت حضرت مولنا سید محمد امیر حسن محدث سہسوالی ۱۲۷۶ و مولنا  
محمد بشیر محدث و کسب العلماء و مولنا سید امیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی استفادہ  
فرمایا یہ سلسلہ آگرہ میں ۱۲۹۲ھ ہجری تک قائم رہا۔ پھر ۱۲۹۶ھ کے آغاز میں  
ریاست بھوپال خدمت حضرت بابر معظم ہو چکر کتب حدیث صحاح ستہ و بعض تفاسیر  
حضرت مولنا محمد بشیر رح و شیخ حسین بنی حدیدی عرب و مولنا شیخ محمد صاحب  
مچھلی شہری قاضی بھوپال سے تکرار سماع و قراءۃ حاصل کر کے سند لی بعد بعض  
کتب فن طب مثل نفیسی و شرح اسباب و حیات قانون افسر الاطباء ریاست  
حکیم مولوی محمد معزالدین لپاوری رح سے جو آپ کے بھائی صاحب کے خاص مشن  
میں آئے باقاعدہ پڑھیں اور تعلق ملازمت ریاست تبو سل اپنے برادر  
معظم رح حاصل کیا۔ ملازمت مدرسہ سلیمانہ کی حالت میں مشغلہ درس و تدریس  
طلبہ علوم روزانہ رہا علمی مجالس و مباحث و مذاکرات میں لائق تمام ہمیشہ  
شہرت فرمائی آپ کے فیض صحبت سے جمع کثیر نے استفادہ کیا۔ آپ کے  
فصل و کمال علمی کا پایہ بلحاظ تحقیق و وسعت نظر و اصابت رائے و ادراک منطوق

بہارِ نبوی

سیر بھوپال و طاروت

و مفہوم سخن نہیں بلند ہے علمی مباحث و ملکی معلومات و اخبار ممالک و امصار سے  
خاص دلچسپی اور مطالعہ کتب کا ذوق ہے۔ سخن سنجی و شعر گوئی کی طرف بھی توجہ نہیں  
فرمائی لیکن حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اب دو سال سے ہمز و نیت خدا داد و نقیض طبع  
اس طرف مائل ہو کر کہنے مشق شعرا کی طرح قابلاً نہ شاعری کرتے ہیں ابتداءً قرنیہ  
الہخاندہ خود و دختر مرحومہ بطور ثمنوی لکھی جس کا نام تاریخی زاری عمگین ہے فیض آباد سے طبع  
ہو کر شائع ہوا جلد ۱۲۹ء میں سال ۱۲۹۰ء میں ثمنوی ابنہ نامہ جس کا تاریخی نام دہشتہ مشرقیہ علم  
ہے اپنے مذاق کے موافق بنیاد پر لطف و باعزہ استعارات لطیفہ و تشبیہات  
بدیعیہ و مطاببات پاکیزہ سے مملو نصیف کی اسکی تعداد ابیات قریب تین سو کے ہے  
دو سہری ثمنوی تصویر نظام جو حقیقتہً آئینہ کیا دی و مکاری اور ظلم و تزدیر کا نوٹ ہے  
باتمضا کے تحریک زمانہ بابت آزادی قومی ملکی قوم کو مخاطب بنا کر لکھی ہے و اقوات  
بحوالہ تاریخ و سین جابجا درج ہیں تعداد اشعار چھ سو سے زیادہ ہے اسکے سوا  
فارسی اردو مختلف مضامین کی نظمیں اور غزلیات قطعات منبجہ فکر و لایا ہیں ایک ثمنوی  
فارسی بھی تحریر کی ہے۔ ع از شلخ کہنہ سیوہ نورس غنیمت سست و عمدہ تصانیف  
یہ تذکرہ علامت سہسون ہوا اور ایک تاریخ راسین ضلع بھوپال ہے جو کمال وسعت  
نظر و جگر کاوی و محنت و مانگی و مطالعہ کتب تاریخ کا قیمتی ثمرہ ہے اسمین تاریخ  
و الیان ملک بھوپال و مالوہ و آثار قدیمہ شہر راسین و عمارات کہنہ و قلعہ سگے  
جدید و قدیم حالات بمشاہدہ خود و محققانہ بحوالہ کتب و تاریخ مندرج ہیں غالباً  
اسٹجہ جز کی کتاب ہے دو سہری تاریخ ملک مالوہ و دکن جمین زیادہ بحث و تحقیق  
تمدنی و تہذیب ملکی اقوام و دکن و فصائل مردوزن سے کی گئی ہے اپنے باب  
میں بے نظیر ہے ہر بحث میں وجہ و اسباب فلسفیانہ بیان کیے ہیں اور دیگر ملک  
و اقوام سے جابجا مقابلہ کیا ہے یہ کتاب ہنوز مسودہ ہے خدا کرے کہ جلد

علیہ (نثر) و نثر نگار (نثر) تاریخی اسامیوں مطابق سلسلہ و اسکے اشعار و تاریخ و ہونگے۔ ۱۱

الذکر ختمہ

حیات حضرت مولف میں مطبوع و مقبول ہوا آپ نے ایک رسالہ بابت حرمت  
 سود و بھو اب مضمون مسٹر عطا محمد صاحب امرتسری سندرجہ اخبار وکیل مطبوع  
 ۲۷- دسمبر ۱۹۱۳ء لکھا ہے جس سے بذریعہ قرآن مجید و حدیث شریف و آثار  
 صحابہ و فقہ ثابت کیا ہے کہ ربو اکا جز و قلیل و کثیر دونوں قطعی حرام ہیں نیز ہمیں  
 ربو انبک کو احکام شرع سے حرام مطلق ثابت کیا ہے اور بادلہ کلامیہ کتاب  
 و سنت مجوزین کے اقوال کو باطل ٹھہرایا ہے یہ حصہ علمائے مصر و بعض مفتیان  
 پنجاب کی تردید میں ہے و نیز رسالہ بطور تول فیصل حضرت داؤد علی ہندیا  
 و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فقہ کی تفسیر و شرح ہے جو پارہ ۳۳ سورہ  
 ص رکوع ۲ کلام آہی میں واقع ہے روایت اور یا کی تصحیح موعصیت  
 شان رسالت و نبوت فرمائی ہے اختلافات مفسرین و روایات محدثین کی  
 تطبیق میں کوشش بلیغ کی ہے اور منکرین قصہ کے شکوک کے جوابات  
 دیئے ہیں ان رسائل کے طبع و اشاعت میں قلیس زمانہ باقی ہے۔ ریاست  
 بھوپال میں بعد امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خان بہادر  
 مرحوم و والیہ عالیہ حضور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ ۱۲۹۶ھ ہجری سے  
 آپ کا تعین ملازمت عدالتا سے فوجدار ی مویوانی و مال میں رہا اور ہمیشہ ترقی  
 منصب و مشاہرہ عز و عہد دن پر مامور ہوتے رہے آخر محکمہ عالیہ وزارت  
 ریاست میں بعد ہنیابت میرنشی ممتاز کیے گئے انجام دہی فرائض خدمت  
 و قابلیت کارگزاری کے باعث حکام مافوق آپ کے مداح و معترف فضل و  
 کمال رہے رئیس و والی و وزراء ریاست کو ہر امر میں آپ پر اعتماد کامل  
 رہا اور قدر شناسی کے ساتھ آپ کی عظمت و عزت کرتے رہے۔ بعدہ آپ کا  
 فخر محکمہ وزارت میں آغاز ۱۳۰۳ھ میں بعد کرنیل ایچ وارڈ صاحب جو پنجاب

گورنمنٹ برٹش وزیر با اختیار ریاست مقرر ہوئے ابتداً ہوا تھا پھر بعد وزارت  
 فنی محمد امین علی صاحب کا کووی جو ماہ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ہجری میں وزیر مقرر  
 ہوئے اور پھر مولوی محمد عبد الجبار سی۔ ایس۔ آئی۔ جو ۱۳۱۲ھ ہجری میں مسند  
 وزارت پر رونق افروز ہوئے آپ بھی صغیہ وزارت میں تا ۱۳۲۲ھ مامور  
 رہے اور جب ہنر پائیس بیگم صاحبہ حال بالقابہا نے تمکن و سادہ ریاست ہو کر  
 محکمہ وزارت کو شکست فرما کر دشمنوں میں تقسیم کر دیا تو آپ نے بعد ملازمت  
 ۳۲ سالہ آغاز عہد حکومت بلکہ مدد و محترمہ حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ  
 دام اقبالہا میں انقلاب رنگ زمانہ ملاحظہ فرما کر ریاست سے پنشن کی دست  
 کی اور باعزاد و احترام مقام رائے سین ضلع مشرق ریاست بھوپال میں بعد  
 تقریر پنشن قیام فرمایا ناظم و تحصیلدار و حکام ضلع و اُمراء اعیان شہر آپ کی بجدیت  
 و حرمت کرتے اور حسن عقیدت رکھتے ہیں بارہ سال سے آپ کا قیام وہیں ہے  
 گاہے ماہے بتفاصلے مراسم سابقہ بھوپال بھی تشریف لے جاتے اور ریاست  
 کے علماء و حکام و علماء و اُمراء صاحبزادگان سے چند روزہ ملاقات و تجدید میں  
 صحبت فرما کر رائے سین کو مراجعت فرما ہوتے ہیں اور باوجود اصرار احباب  
 وغیرہ کسی کے گھر پر مہمان نہیں ہوتے نواب سید علی حسن خان بہادر ضعی الدولہ  
 حسام الملک نے بچوش موانست قدیمہ آپ کو باصرار تمام لکھنؤ میں قدر و منزلت  
 کے ساتھ رکھا ایک سال رہ کر رائے سین کو واپس تشریف لے گئے نواب صاحب  
 ممدوح کا اصرار سدا رہا تھا اور اب تک آپ کے بلانے کی کوشش جاری ہے  
 (خاص تعلقات) ۱۳۳۱ھ ماہ رجب مطابق جون ۱۳۱۳ھ میں آپ نے  
 عقد ازدواج دختر سلیمان کارائے سین میں کیا داماد صاحب آپ کے قریبی  
 خواہزادہ و کفو ہیں اس تقریب پر راتم ترجمہ غنی عنہ معہ متعلقین وطن سے



سبا کر شریک شادی ہوا اور وہاں قریب دو ماہ قیام کیا بجز دختر موصوفہ سلمہ اللہ  
از قسم ذکر و اناث آپ کے کوئی اور اولاد نہیں ہے بعدہ ۳۳۳ھ ہجری ۲۵  
ربیع الاول مطابق ۱۵۸۷ء ۱۱ فروری روزِ خورشید کو آپ کی اہلخانہ مرحومہ نے  
بعد نماز صبح بجز طاعون و بائی راسے سین میں انتقال فرمایا آب بڑی عاقلہ و  
مدبرہ و تعلیم یافتہ علوم شریعہ نیک مزاج تشظہ در اندیش مطیع شوہر دمربئی قبیلہ تھیں اس  
صدمہ سے آپ کے خواہے باطنی و دل و دماغ کو بہت نقصان پہنچا اور  
راحت و آسائش بنباروزی میں فرق آجانے سے طبیعت میں افسردگی و بے نشانی  
پیدا ہو گئی لیکن اس بے اطمینانی و تکدر میں بھی آپ نے ترک قیام راسے سین  
نفرمایا وہیں خانہ نشین مصروف ذکر و فکر عقبی ہیں کا تب سطور غنی عنہ پر  
شفقت پدرا نہ فرماتے اور اسکی فضول خواہشوں اور تمناؤں کو اپنی خوشی پر  
بجوش محبت مقدم رکھتے اور گستاخی و تفصیلات خدمت کو ہمیشہ معاف  
فرماتے رہتے ہیں ابھی اظہارِ عتاب و ناراضگی نہیں ہوتا اعزہ و اقارب  
سے تعلقات الفت و انس و ہمدردی و صلہ رحم بدرجہ غایت رکھتے ہیں جب  
وطن سے دل مملو ہے (عام عادات) حمیت و غیرت اس درجہ ہے کہ کسی  
امر میں ممنون خویش و بیگانہ بنا گوارا نہیں ہے کسی کے سامنے دست حاجت  
درا نہیں ہوا استغنا جو کہ ارباب کمال کا خاصہ ہے جزو طبع شریف ہے  
وجہ کفایت و قدر ضرورت سے زیادہ مال و دولت کی کبھی خواہش کی گئی  
و اولوالعزمی کا یہ حال ہے کہ مہمان نوازی میں ضرب المثل ہیں زائرین قارئین  
کو نزول رحمت خدا جانتے ہیں اور اکثر یہ شعر در زبان رہتا ہے  
رزق مآید بیاے میمان از خانِ خیب میزبان ماست ہر کس می شود مہمان ما  
وطن میں جائیداد و مکانات و معافیات مقول رکھتے ہیں اور اعزہ و اقارب

عام اظہار

۳۵۸ھ اس کو آپ نے اس موصوفہ کی چائز کی کا صدمہ بھی برداشت فرمایا اور اس سے قبل ۳۳۳ھ میں آپ کے حقیقی  
خواہر زادہ مولوی سید محمد یونس بن مولوی سید محمد میر مرحوم نے بغاوتہ آکلہ دہیں وطن میں انتقال کیا یہ بھی موجب  
صدمہ و رنجانی ہوا ۱۲۱۱ھ سید طیب حسن غنی عنہ خواہر زادہ حضرت مصنف

خاندان کو اس سے بخوشی خاطر متمتع فرماتے ہیں گویا وقف اہل ثوابت ہے  
 خوش معاملگی و راستی و راست گوئی آپ کا شعار ہے حق پرستی و صاف گوئی میں  
 کمال جرات و بیباکی سے کام لیتے ہیں کسی کا رعب مانع انھما حق نہیں ہوتا  
 جب و بغض و وجہ اندر رکھتے ہیں تعصب و نفسانیت کو بالکل دخل نہیں ہوتا  
 ابتداء شرع و اقتداء سے کتاب و سنت و زہد و تقویٰ و ذکر و عبادت و کثرت دعا  
 و کما نصب العین رہتا ہے رقت قلب و صفائے باطن سے متصف سینہ کے کینہ  
 حقد و حسد سے پاک اور عنصر غفور از عالی میں غالب ہے دشمن دیرینہ سے بھی انتقام  
 بدی لینا گو ارا نہیں فرماتے دوست دشمن سے پختہ پیشانی بخلق و تواضع  
 پیش آتے ہیں آپ کا رجحان طبع روز بروز تصوف کی طرف ہوتا جاتا ہے  
 اہل باطن و اقحاب دل کی صحبت میں زیادہ اوقات بسر ہوتی ہے دنیا سے  
 کچھ ایسا دل سرد ہو گیا ہے کہ قصد ہجرت حرمین شریفین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ  
 باحسن الوجہ کامیاب فرمائے میں نے اس تذکرہ جیلوۃ العلماء میں آپ کا ذکر خیر  
 درج ہونے کے لیے بارہا عرض کی مگر ہضما لنفسہ پسند نفرما کر ساکت رہے  
 اور درخواست پر مطلق توجہ نفرمائی اب جبکہ کتاب اختتام کو پوخ کر مسودہ سے  
 بیضہ ہو گئی تو احقر نے بضرورت تکمیل تتمہ احوال حضرت مصنف دآم فیضہ و مجدد  
 قلم برداشتہ تحریر کر کے جزو کتاب و تتمہ بنا دیا اسوقت عمر شریف ۹۵ برس  
 کی ہے ادام اللہ برکاتہ و فیوضہ و شفا بطول بقائہ فیقلع و برجم اللہ عبدہ قال آہنیا  
 (تصنیف) و حقیقت صورت حالات کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ  
 آپ کو اس مقصد اہم و مهم غظیم میں بفضلہ سبب بڑی کامیابی ہوئی ایک طرف  
 کمال دہے نشان جماعت کو آپ نے زندہ جاوید بنا کر مایوسوں سے روشناس  
 کر دیا دوسری طرف نامور و مشاہیر اکابر علماء و اطباء کے دھندلے کارناموں

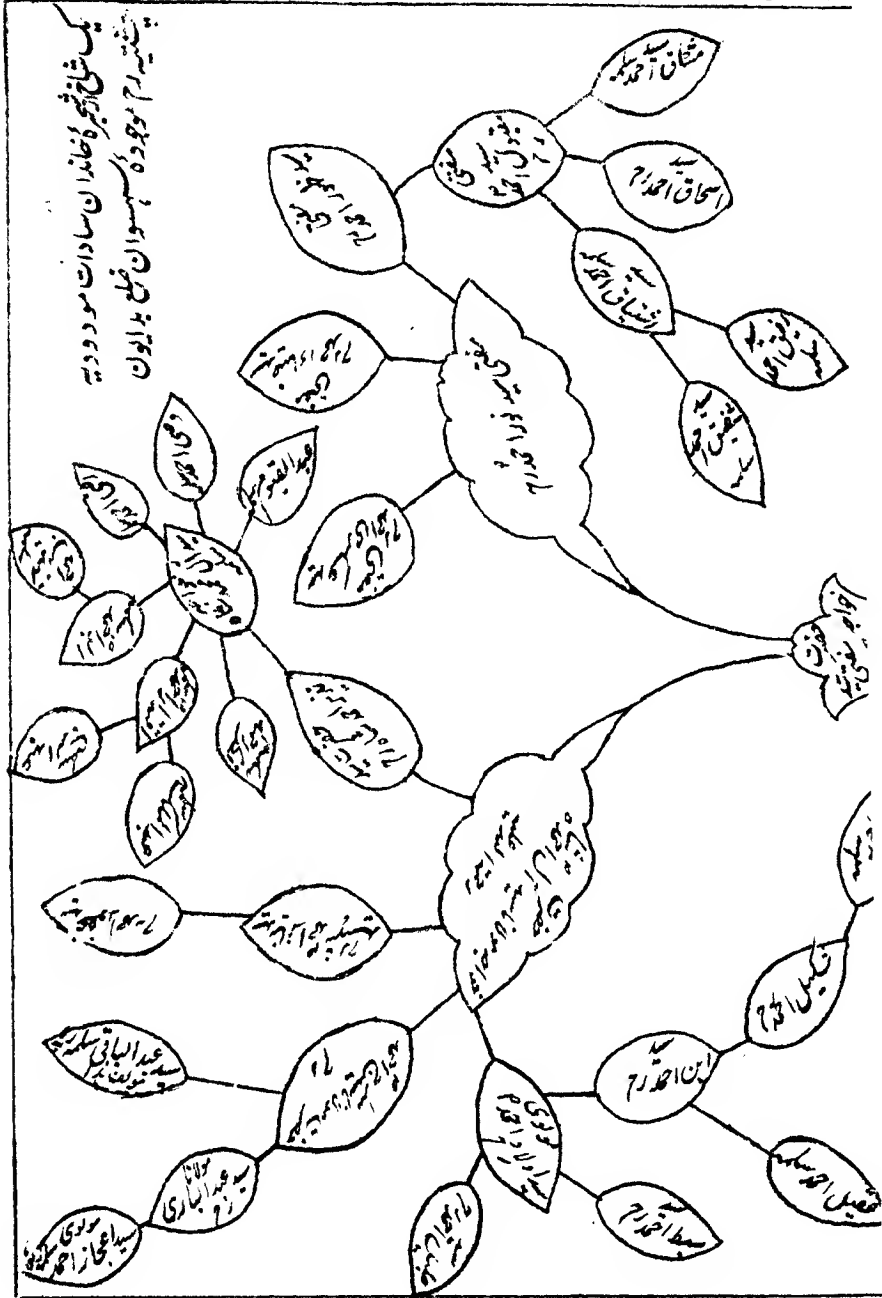
اور صفحہ ہستی سے مٹ جانے والے واقعات کو دوام کا خلعت بخش دیا کتاب اول سے آخر تک سچے واقعات کا مرقع اور ماضی و حال کی تصویر کا البم ہے مصنف حروفِ اسمین ہے اصح نقطہ نقطہ ہے صحیح ۶ ایک ایک صفحہ بلکہ ہر سطر محنت تلاش و مشقت کی شاہد ہے اتنا اہل علم و اہل قلم وطن میں سے کسی صاحب نے اس خدمت کی انجام دہی کی جرأت نہیں کی اور یہی وجہ حضرت مصنف دام فیضہ کی زیادہ جانفشانی و عرق ریزی کی ہوئی اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اس کا خیر کی توفیق بخشی اور بخیر و خوبی اس مہم کا سرانجام ہوا معزز معاصرین و لاحقین اگر اس تذکرہ دین کسی نام کی کمی محسوس فرمائیں تو التماس مندرجہ دیباچہ کتاب کے مطابق حضرت مصنف دام ظلہ و فضلہ کو ہدفِ طعن نہ بنا کر بصورتِ تہمتہ تحریر شائع فرمائیں اور حضرت کی سبھی وجد و جہد موفور پر نظر کرتے ہوئے دعا سے خیر سے یاد و شاد فرمائیں

سید اعجاز احمد نقوی مودودی عفا اللہ عنہ سہسوانی = مقام بدایون

جنوری ۱۹۱۶ء ۱۳۳۵ھ قادی



۵۹ باب نسبت نامہ سادات مندرجہ کتاب حیوۃ العلماء



نسب نامہ سادات مودودیہ چشتیہ سہسوان مع شجرہ حقیقہ غفرلہ

مولف کتاب حیوة العلماء

سید عبدالباقی بن مولانا سید سراج احمد بن سید آل احمد شاہ بن مفتی حسین نظر محمد شاہ بن مفتی  
سید ابو محمد بن مفتی محمد عاتل بن مفتی عبد الغفور بن محمد غلام میران بن مفتی محمد فاضل بن  
قاضی سید محمد عبد الشکور شہید بن قاضی القضاۃ محمد اسماعیل ابن ملک العلماء خواجہ  
عطاء اللہ بن محمد بہار معروف بمیران بزرگ بن خواجہ محمد خطیر ثانی بن خواجہ محمود بن خواجہ محمد  
بن خواجہ مودود ثانی بن خواجہ خطیر اول بن خواجہ محمد اشرف بن خواجہ اسد اللہ بن خواجہ  
محمد عبد اللہ بن خواجہ قطب الدین محمد ثانی بن خواجہ رکن الدین حسن بن خواجہ احمد بن خواجہ  
خواجگان قطب الاقطاب حضرت قطب الدین مودود چشتی اول بن خواجہ ناصر الدین  
ابو یوسف بن سید محمد مسعود بن ابراہیم بن سید محمد بن حسین بن عبد اللہ بلقیث علی اکبر  
بن امام علی نقی بن امام محمد تقی جواد بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق  
بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سید الشہداء بن بتول فاطمہ  
زہرا رضوان اللہ علیہم بنت سرور کائنات اشرف مخلوقات حضرت  
احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ لقب شریف ہر پیشہ ولایت ہر افراد ولایت کا لین سے تھے نورق و کلمات کی حدوات کو پہنچی میں بفضل حالات درج ہو گیا ہے  
۲۔ آپ اول قاضی و امام سہسوان ہو کر بعد سلطان سکندر لودھی سمیت حضرت ملک العلماء بدر بزرگوار از خدیوان شریف لاسے  
اور متصل سکونت اختیار فرمائی رضی اللہ عنہ ۱۲ ۱۳ ۱۴ آپ بعد سلطان جلال الدین خلجی تاج بعد معزا الدین کی قبضہ ہو گئے  
وزارت و بعد شاہ فیث الدین بلبن نے محمد شاہان انا لیس شہزادگان رہے جیسا کہ تاریخ فرشتہ مقالہ دومین  
مفصل مذکور ہے ۱۲ ۱۳ ۱۴ آپ کی ذات قدسی دعوات سرخسہ فیوض و برکات و منبع غلہ ان چشتیہ و مرجع  
سادات مودودیہ ہے خواجہ خواجگان و قطب الاقطاب دوران کے کتب سے تذکرہ اولیا و شہداء جلال  
آن حضرت ہیں رضی اللہ عنہ ۱۲

تقریظ منظوم نیتجه طبع و تقاد حکیم مولوی مولانا سید اعجاز احمد  
صاحب معجز نقوی اسسوانی سلمه ربّه

<p>شوق دلم بسم الله آغاز کرد وہم کہ پوید برہ گنہ ذات حیرت عقل ست کہ شد سترہ در قبح ذوق می یاس ریخت ثررت نگاہان کہ سخن گسترند تاج سخن مدح محمد بود و و حق منزل ہمہ فرمان اوست ہدیہ مرغوب در و در و سلام اسے تو ز آثار سلف خوشہ چین بحث تو از سیرت شان عجت ست تازہ بخوان تذکرہ اہل علم چشم کشادہ نگرا وراق چند جلوہ کند در نظرت بیگان خاک سسوان کہ بود کان فضل چند پڑو ہش کنی از حال شان سیرت نیک علم را بہین سال وفات و سن میلاد شان درس و تصانیف و صفات و خصال</p>	<p>بر مژمہ حمد خدا ساز کرد سلیحہ حیرت خورد اندر صفات ساختہ سامان تخیل تباه آبروے خامہ بقراطس ریخت راہ بدین مرحلہ گمتر بر بند فاتحہ مصحف مقصد بود مطلع انوار خدا شان اوست باد پیرا بجنا بلس مدام پند بگیر از قصص اولین ذہن ترا صد سبق از حکمت ست جرعہ چش از میکہ اہل علم تا شوی از سیرت شان بہر مند آینہ حالت پیشینان تافت از وجوہ رخشان فضل زندہ بین طائفہ مردگان فضل و کمال فضلا را بہین صورت علمیہ و نام و نشان و آنچه رسیدہ ہم از قیل و قال</p>
--	--

یاد و پند گشت و نو ما جبراء کلمک مولف غیب این نقش لبست خاتم آن عیسیٰ معجز تمنا جان به تن مرده و مدد بدم رانند خجسته سخن از هر سینه تاز علوم اصل و نشان باقی ست ویده و ران چون نگرند این کتاب	حال شود حالت ماضی ترا رونق از رنگ نگارین شکست زنده کند مرده صد ساله صور سرافیل صریح قلم خوشه آورده ز هر خرمن نامه و نامش بجهان باقی ست باز شناسند خطا از صواب
--	---

نام نه فرخ جو بپایان رسید	نام حیوة العلماء شد پدید
---------------------------	--------------------------

قطعه تاریخ تالیف کتاب نتیجہ طبع مولانا مفتی محمد نعمت اللہ صاحب  
صدیقی رئیس و جاگیر دار قدیم ریاست بھوپال

کلمک جادو رقم مولوی عبدالباقی سہوان ست مگر کان جواہر یارب شد بہر شکل بجا گنج معانی گفتن خفتگان عدم آباد ز رشخ فکمش سنتے چون نہ پزیرند رفیقان وطن آن بزرگان کہ ہمہ قبل عالم بود	موشگانی چہ نمود دست بند گرد ما کہ چنین لعل و زمرہ شدہ از سید کہ ہویدا شد وہ فون شدہ در عین گشت خیل علما جرعه کش آب بقا کہ مدون شدہ صد شکر حیات العلماء گشت این مرد خدا در حق ایشان عیسیٰ
---	---

از سر جدید بسانش جو تفکر کردم آد از غیب خوش آواز حیات فضا	۳۳ ۳۴
--	-------



قطعة تارخ نخبہ طبع عالی نشی مولوی محمد شاکر حسین صدیق کبھت  
تخلص سسوانی بابت تالیف و تہذیب کتاب حیات العلماء

بہار دایم فصاحت فصاحت نضار و زائر  
نفس نادردنایاب و احسن و اکمل  
طرز نگار تو گر آخرت یا اول  
بروے آئینہ چشم و دل زندہ صیقل  
زندہ رہتہ شناسان بحدت تو مثل  
مفصل ست حدیث علوم یا مجمل  
زورہ و ذرہ خاکش توئی امیر اجل  
بیک دقیقہ کند فکر مشکاف تو جل  
بشمس سخن خویش معرفت اظہل  
و مانع فکر بوضعت جو برگ گل خوش  
درین سفینہ باسلوب احسن و اجل  
گل مراد جہانے بشاخصار اہل  
چورہ سادہ رخسار پاک از عیوب علل

ز دست سکہ بنام تو ای جناب و فنا  
چاکہ قلمت ہر چہ بہت تر یا بہت  
بہجت دیدہ و دل طرفہ قدرتے دارد  
بمکن فکر تو ناہم کہ از کمال صفنا  
بصحت کہ رود و ذکر عقل و فہم کسان  
دام و صف کمال تو بہت موضوعش  
وران دیار کہ خیزد کمال علم و ہنر  
ہزار عقدہ سر بستہ از دلائل علم  
بجلوہ گاہ طلاقت زلف گفتار  
ببان نطق بحد تو لال غنچہ غلط  
تراجم علمای وطن جو کردی ضبط  
نفیس خامہ معنی طراز تو بشکفت  
بے عجلہ نادر کہ صفہ صفہ اوست

سلہ عوین سلہ لغو محبت حسن ظن بحر معرفت کتاب ہلکے بابین زیادہ بقاقتے مع و دشنامین کام لیا ہے  
جس کا دل میں اپنی ذات کو ہرگز نہیں سمجھتا۔ اَلَا اَنْ یُوحَمَ کَیْ وَ یُفَیْزَ لَیْ ارادہ تھا کہ اگر ایشاں بدھیکہ  
کتاب سے خارج ہو کر وہ لیکن بجال لطف کلام حسن بیان و نیز تلخا دل شکنی و داغ سوزی عزیز کبھت سلہ  
یا ہا بعض اجاب بہ دستور قائم رکھا طراز اجزاء اہل خیر ایچا ۱۳۳۵ء داغ نام حضرت مصنف حیات العلماء دام فضا  
ظہ نامع جانب مصروفہ۔ نقاش نقش ثانی ہرگز نہ نادرل + بر مقولہ مشورہ است ۱۳۳۵ء انظر نام  
شاعر فصیح البیان و غلظت دہشت معنی شستی و زورانی کلام شاعر کمال خاکسار سے و توفیق خود اظہل تخلص نمود  
و غلام عزوجل عجز اور اہلستہ فرمودہ افصح الفصحی و عالم ساخت ۱۳

خمس حلاوت مضمون کہ میتوان بفرست به نزد اہل خرد باد سعی تو مشکوّر نوشت خامہ نگشت بسال تار بخش	ازان بکوش و تسنیم ارغوان غسل بحق برتر و یکتا خدای عتدوجل ببین ماثر ارباب علم و اہل عمل ۱۳ ۲۶ ۶
--	---

### ایضا قطعہ تاریخ سال طبع حیوۃ العلماء

اللہ المنت کہ این نادہ کتاب شد بعین انتظار از حسن طبع می توانش گفت از روشن سواد بر سر چشم تماشای نہ این چنین مجموعہ آثار علم بکہ شد از خاک پاک سسوان باشد اندر دیدہ اہل نظر یافت حال عالمانش از تمام	حادثی اخبار اخبار وطن نور بخش دیدہ ارباب فن سرہ چشم بصیرت نے سخن حرف حرقش منتت سیر حین دید و نے بیند دگر چشم زمین چشمہ ہائے علم و دانش موجزن سسوان در ہند نجد اندر چین چون درین سفر فصاحت مقترن
---	--

فلک نگشت سال طبعش بر نگاشت دل فریب آثار اہل علم و فن ۱۳ ۶	مطابق ۱۹۲۲ء
---	-------------

قطعہ تاریخ عربی از مولوی سید نظر احمد ابوالعلاء سسوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

سورہ مصنف علامہ نظم الالائی فی نظام سطورہ اذہم ترتیباً بدأتادینجۃ	ابدائی شمساً فی سماء بیان ہندی جماع قلائد العقیان ذکر کی لاهل العالم والاعیان ۱۳ ۶
---	---

۱۲ اگر اعداد اربع ممدودہ - دو گزیدہ ۱۳ شہ سال تہذیب کتاب درست و صحیح می شود

## از مولوی سید اقدار احمد ساحر سلمہ اللہ تعالیٰ

چو این نامہ نغز گشتہ مزین پے سال ترتیب ذالیف ساحر	زرا حال ارباب فضل سنوان نمودہ رسم رشک یا قوت در جان ۱۳۳۷
--	--

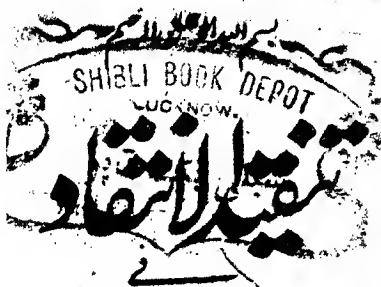
از عزیز ابوالاخیار سید ابوالاحمد نامی سلمہ ربکہ

منت یزدان کہ حجتہ کتاب از دل نامی پے تاریخ جمع	محلہ ترتیب کشیدہ بہر سرزودہ - ذکر علماء در سیم ۱۳۳۷
---	---

عہ لطف یہ کہ اس کتاب کا نام بھی الیا قوت و المرحان ہے ۱۱۔



تاریخ شروع تصنیف کتاب مفتی صاحب نے ۱۳۳۷ء میں لکھی اسکے بعد آغاز ترتیب رجح کا سال تھو  
عربی سے ظاہر ہوتا ہے اور جب ترمین و تالیف مرتب ہو گئی تو باقی قطعات میں اس سال طبع ثبت کیا گیا  
ملاحظہ فرمائیے



## تفہیم القرآن بالاسناد

آج کل اخباری دنیا کا عجیب حال ہے کہ جو صاحب کسی اخبار کے ایڈیٹر یا کسی سالار ہا کے مضمون نگاری سے معزز و ممتاز ہوے اور کچھ اردو نگاری و انشا پردازی و چند اصطلاح وافی نگری میں شہرت پائی گویا تمام علوم و فنون دینی و دنیوی سے اعلیٰ درجہ کے واقف کا زور و نشان ہو گئے اور بیعتادی روشن خیالی مجتہدانہ اخذ مسائل میں یہ کر کے ائمہ کرام و مجتہدین عظام پر نکتہ چینی و زبان درازی کرنے لگے۔ حالانکہ خود نہ سیاق و سباق قرآن مجید سے واقف نہ حدیث و تفسیر فقہ سے خبردار کہیں کوئی حدیث و آیت زبانی سن لی پھر خیال و اٹکل سے اپنی رائے اس پر تسلیم کر لی۔ اور علماء و ائمہ پر نکتہ چینی کر کے جلسوں میں جا بجا مضحکہ اڑانے لگے۔ حالانکہ استنباط مسائل کے واسطے پہلے شرط یہ ہے کہ باوجود ادراک صحیح کے تمام آیات و احادیث و آثار صحابہ و اقوال فقہاء متعلقہ مسئلہ و علم ادب وغیرہ وغیرہ پر عبور کامل ہو۔ اور مولف و صاحب نزول و رواج و رسوم و عادات کفار و مشرکین عرب پر نظر و سیع ہو مگر اس وقت جو دیکھا جائے تو یہ قدرت اس وقت کے علماء زمانہ موجودہ ہی کو نہیں ہے۔ إلا ما شاء الله۔ چہ جائیکہ تعلیم یافتہ لندن و جرمن و پیرس کو حاصل ہو جنہوں نے تمام عمر قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ کی صورت ہی نہیں دیکھی۔ اخبار کے وضع خاص صرف خبر نگاری و واقعہ نویسی عالم ہے یا مناسب رفتار زمانہ نکتہ قوم کی حالت و حکام مقامی و گورنمنٹ عادل کے رد و بظاہر کر دینا تاکہ رعایا کو راحت اور گورنمنٹ کو اس میں نظام میں سہولت ہو یا اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے برادران اسلام کو یا تمام اسباب و وسائل ترقیات دینی

دینوی سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ لہذا تہذیب و شائستگی اسلام پر مستعد و کمر بستہ نظر آتی ہیں۔  
 تہذیب اسلام میں جو نشاء خداوندی ہے جس کو اسرف کائنات صلعم نے سمجھا اور فرمایا اور اہلیت  
 اٹھارہ صحابہ کبار سے لیکر ایک تہذیب تمام علماء و اولیاء اللہ بلکہ جملہ کافہ انام اسلام اتباعاً و تحقیقاً عمل میں  
 رہی اُس سے خود تو نادانقت محض ہیں مگر اس وقت مالک یورپ کے مادی ترقی دیکھ کر خود تعلیم یافتہ  
 دان کے مقلدین کو چکا چوندی ہو گئی۔ اسی بدحواسی پر کوئی قابلیت تو ہو نہیں کہ مادی ترقی کے  
 وسائل حضرت و صنعت و تجارت خود کریں یا عام طور پر ملک و قوم میں جاری کریں اس لیے مذہب  
 بیچارہ کے اہم مسائل کو جن پر بدکار فوایان ہر اپنی نا فہمی سے خارج ترقی دینی سمجھ کر حل کرنے  
 لگے اور لگے مونشاکیان دور از معالہ کرنے کو یا کہ زمانہ کی ترقی و منزل کے ساتھ ساتھ تبدیلی و  
 تحریف مذہب بھی ضروری امر ہو گیا ہے حالانکہ دینی ترقی کے ساتھ اسباب جواہل یورپ میں  
 رائج ہیں ان کا ذریعہ اخبار و رسالہ ماہانہ اشاعت عام کرنا بحیال ہمدردی ملک کے تو نصیب العین  
 ہونا فرض ہے۔ نہ قرآن و حدیث کے تحریف پر توجہ کرنا جیسا کہ خود قرآن مجید میں سخت ہیود و انصاری  
 ہو و یخرجون الکلم عن مواضعہ خصوصاً اہم مسائل حلت و حرمت اشیاء و امر بالمعروف و  
نہی عن المنکر میں بے باکی سے دخل دینا جو محل خوت کفر و نفاق ہے اگر کوئی مسئلہ شرعیہ ایسا پیش  
 آئے جس میں ملک و قوم کا سخت نقصان مالی متصور ہو تو لازم ہے کہ صورت معالہ تحریر کر کے علماء  
 اعظام و فقہاء معتبر و دیندار سے مسئلہ دریافت کر لیا جائے۔ نہ طالب علم کالج و تعلیم یافتہ لیسریج کا  
 ایل۔ ایل۔ ڈی۔ لنڈن و پیرس وغیرہ سے جس آپائیت فاسٹلو ایل انڈر گران کٹم لاسٹلوٹ  
 پارہ ۱ سورۃ انبیاء و اذا انار عثم فی شئی فرددہ الی اللہ و رسولہ پارہ ۵ سورۃ النسا و  
 واما اختلفتم فیہ من شئی فاعلموا الی اللہ پارہ ۴ سورۃ شورا آغاز کوع سو۔ اسی قسم کے چند فقہاء  
 پر ایہ حکام متعدد و ناطق رہنشاہادی ہیں ان اگر کوئی مسئلہ ریاضی و سائنس و غیر اذیہ و تاریخ و لغت  
 وغیرہ کا ہو تو غالباً جدید تعلیم یافتہ سے بہتر کوئی عقدہ کشائی نہیں کر سکتا۔ یہ مثل سچ ہے۔ ہر مرنے  
 و ہر کالہ سے میری خیال میں کوئی مسئلہ و معالہ ایسا پیش نہیں آسکتا کہ جو ترقی و

ہو۔ دینی ذریعہ سود و مٹھو و زون ہوتا ہے۔ وہ نیز رہا کے یہی ادنیٰ تغیر و تبدل صورت نہ حاصل ہو سکتی  
 ہو۔ لاجرم جن فی الدین ہر پر غر کر دہم نے لکھتے و غیرہ میں خود بار بار دیکھا سنا ہو کہ بعض لوگ جو سفر ضبط  
 کے خاندان اہل علم میں شامیہ کیے جاتے ہیں خود بھی ادب و طب و غیرہ عربی میں ماہرین مگر علم دین  
 سے ناواقف ہیں اور صرف صورت شناس تعلیم یافتہ انگریزی ہیں۔ فرماتے تھے کہ مذہب صرف حکمت  
 پوشہ خیال کے ہونا ضروری ہے تاکہ ایک قوم ہونے کا نشان ہو۔ بعض صاحب فرماتے ہیں  
 کہ حدیث وہی صحیح و قابل عمل ہو سکتی ہو۔ جسکے معنی ہمارے عقل و درایت کے موافق ہوں  
 ورنہ نہیں۔ اگرچہ کسی ہی صحیح روایت کیوں نہ ہو۔ نعوذ باللہ منہ۔ جب دریافت کیا گیا کہ کوئی  
 حدیث ایسی مثال پیش فرمائے تو خاموشی یا اظہار ناخوشی کے سوا جواب کچھ نہیں ہر سالہ امام  
 تہذیب الاخلاق پنجاب کے بھی اکثر مجتہدانہ مضامین دینیہ و مذہبی دیکھے جس سے ظاہر ہے کہ صرف  
 جولانی طبع کا نتیجہ ہے۔ ورنہ علوم دینیہ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ جس سے مسئلہ جواز نکاح عورت  
 مسلمہ مرد اہل کتاب سے ظاہر ہے وغیرہ وغیرہ۔ اتفاقاً اس وقت پرچہ اخبار کوکبل امرت سر  
 مطبوعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۳ء نمبر ۲، جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۵ ہمارے پیش نظر ہو چکین ایک مضمون حلت ہوا  
 منشی عطاء محمد صاحب امرت سری بعنوان (انتقاد) درج ہو جو رسالہ کشف الظاعن وجہ الربوا۔  
 کی تردید نظر رکھ کر چند احتمالات خیالیہ و ہمہ تحریر فرما کر جناب محقق صاحب امرت سری نے  
 اپنے زعم میں اصل مسئلہ خُرست قطعیہ منصوصہ رہا کو حلت سے بدلنا چاہا ہے جو صحیح خلاف و منافی با  
 واحادیث و آثار صحابہ و اقوال فقہاء ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نہ اس وقت رسالہ کشف العظاہر ہے پاس  
 موجود ہے نہ ہم نے اس کو کبھی دیکھا سنا جو اسکی نسبت کوئی ایسے قائل کر سکیں۔ نہ ہم مولوی نادر حسین  
 صاحب لغمانی نقشبندی مولف رسالہ مذکور بلند شہر سے واقف ہیں کہ کون صاحب ہیں۔  
 علوم دینیہ میں کیسا پایہ رکھتے ہیں نہ اس منصبہ ویران (راسی سین) کوئی علمی کتاب دستیاب  
 ہو سکتی ہو جسکے روئے تفصیلی بحث کی جائے تاہم علم موجود فی الدین سے عزت نفس و اطلاق کو  
 منصوص آیات و بیانات بعد غور و معائنہ نظر و عبارت جناب محقق صاحب امرت سری کچھ لکھتے ہیں۔

لیکن اول مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شبہات و احتمالات کے بعض اقسام بیان کر دیے جاوین  
کہ کون شبہ قابل توجہ اہل علم ہو سکتا ہو۔ اور کون ناقابل توجہ بعدہ آیات قرآنیہ کی کر دین تاکہ  
محکم حق و ناحق و استنباط اصل مسئلہ حلت و حرمت رہا آسان ہو اور ملحوظ اقسام شبہات  
مذکورہ تمام آیات پر غور کرنے سے نفس مسئلہ حرمت رہا ثابت ہو جائے یہ نہیں کہ ایک دو لفظ میں  
سے سن کر یاد کر لیے۔ اور بے سر و پا اٹھل دوڑنے لگے۔ بلکہ محل نزول آیت سیاق و سباق  
قرآن مجید کا بھی لحاظ رکھنا ضروری امر ہے۔ شبہات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ شبہ جو ازار کے  
قواعد مسئلہ صرف بخواب و کام وغیرہ ہو۔ یا احتمال قوض و رد لائل قطعیہ کو منہ جہ کہہ کر ہو سکتا ہو۔ دوسرا  
وہ شبہ جو خود ہی بے اصل محض ہو کسی علم و فن سے کچھ بھی تعلق نہیں ہو جسکو حفظہ و دستور فرائض  
کہتے ہیں۔ یہ شبہ خود ہی بے اصل محض ہو جو کسی وقت بھی قابل توجہ اہل علم و عقل سلیم نہیں ہو سکتا  
جسکے نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہو۔ یُؤَيِّسُ لِيْ صُدُوْرَ الْاَنۡاَسِ جو شبہات درج مضمون جناب  
محقق صاحب امرت سری ہیں وہ از قسم دوم ہیں جس سے بجز تقوٰی من اللہ کے اور کوئی علاج  
نہیں ہو۔ تاہم اپنے فرائض ادا کرنے کو یقین بخوالہ تعالیٰ آمادہ ہوں مگر مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے  
آیات قرآن مجید مع حاصل ترجمہ کی جمع کر دوں۔ پھر صرف آیات سے استنباط بحث کرن تاکہ ہر امر  
و عالم کو سہولت ہو۔ اسوقت حدیث فقہ وغیرہ کی کوئی کتاب موجود نہیں ہو جو بخوالہ ان کے بحث  
مبسوط کی جگہ نہ کوئی تفسیر ہی موجود ہو جسکے خوالہ سے کچھ لکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ ارشاد  
فرماتا ہو۔ الَّذِيْنَ يٰۤاٰمَنُوْا لَا تَقُوُْٓٔوْٓنَ اِلَّا مَا يَهۡمُ النَّبِيُّ تَجَنَّبْهُ الشَّيْطٰنُ مِنْ اَلۡمَسۡسِ  
ذٰلِكَ بَاٰتِمۡ قَالُوْٓا اِنَّا لَبٰیۡعٌ مِّثْلَ الرِّبَا وَاٰمَنُوْا اصل اللہ البیع و حرم الربواط۔ پارہ ۳ سورۃ بقرہ کو ع ۳۸  
حاصل ترجمہ۔ سود کھانسنے والے قیامت و حشر کے دن ایسے بد خواص و پاگل سے کھڑے ہونگے  
کہ ان کو شیطان و جھوٹ چھٹ گیا ہو۔ یہ حالت اس لیے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا کہ بیع و ربا  
دونوں ایک سی چیز ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے بیع کو تو حلال کر دیا اور سود کو کیوں حرام کیا۔ پھر  
فرمایا اللہ جل شانہ نے۔ فَمَنۡ جَاءَ مَرۡعَطۡةً مِّنۡ رَبِّہٖ فَاَتٰہِیْ فَاَسَلۡطَ پارہ ۳ سورۃ بقرہ کو ع ۳۸۔

حاصل ترجمہ جس کو خدا کی جانب سے نصیحت پہنچی پھر وہ گناہ سے بچا تو اس کے پچھلے گناہ  
 معاف ہیں۔ پھر فرمایا۔ الحجۃ الی ربوا ذی ثمر فی الصدقات۔ دامت لاجب کل کھا یا یم پارہ ۳  
 سورۃ بقرہ کو ع ۳۸۔ حاصل ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ سودی مال کو برباد کرنا پس اور ذکوئی مال میں ہرکت  
 و انسزدنی فرماتا ہے۔ اور کسی نا شکر گنہ گار کو دوست نہیں رکھتا۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ  
 و ذرو ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین ط۔ پارہ ۸ سورۃ صدر ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو  
 اور حبقہ رسو لینا باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر ایمان رکھتے ہو۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ  
 و رسولہ ط۔ پارہ ۵ سورۃ بقرہ صدر ترجمہ۔ پس اگر یہ رسو لینا چھوڑ دے تو اللہ اور اس کے  
 رسول صلعم سے آمادہ جنگ ہو جاؤ۔ نفوذ باللہ من غضبہ و رسولہ۔ فان تم کلم روس امواکم لا تعلمون  
 ولا اقلون کثیر صدر۔ حاصل ترجمہ جبکہ سود سے توبہ کرو تو پھر اصل مال مال بدیون  
 سے واپس لے لو تاکہ نہ ظالم نہ مظلوم یعنی دائن نہ آملات و معافی اصل مال قرضہ سے  
 نقصان پائے۔ نہ دیون غریب سود دینے سے تباہ ہو جائے۔ وان کان ذو عسرہ فنظرہ  
 الی مسیرہ فان تصدقوا خیرکم ان کنتم تعلمون بشیخ صدر۔ حاصل ترجمہ۔ اگر دیون غریب تہیت  
 ہو تو آسانی و ہمت سے بتدریج اصل مال قرضہ واپس لے لو اگر زیادہ مفلس و محتاج جا کر  
 اصل مال بھی بطور صدقہ معاف کر دو تو زیادہ بہتر ہے۔ کاش اگر تم جانتے ہو تے۔ یا ایہا الذین آمنوا  
 لاتاکوا الربوا اضعا فاضعا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون پارہ ۴ سورۃ آل عمران رکوع ۴۱۔ اے  
 ایمان والو! نہ کھاؤ سود و نہ نادون اور اللہ سے ڈرو تاکہ قنلاحیت و بہبودی دارین پاؤ۔ و اما  
 اوتیم من رب الیہ یوفی اموال الناس فلایربوا عند اللہ پارہ ۲ سورۃ روم آخر رکوع ۴۴ حاصل  
 ترجمہ سودی مال آدمیوں کا زیادہ کرنا چاہتے ہو سو اللہ کے نزدیک سود سے کچھ بھی زیادتی نہیں  
 ہوتی۔ اس جگہ لفظ (ربا) بطریق نکرہ فرمایا تاکہ جمیع اقسام ربا کو جادی ہو جائے اب جناب حق صفا  
 اضعا فاضعا حق کے ساتھ کیونکر تخصیص فرما دیں گے۔ و اما اوتیم من زکوۃ ترمیدون و جبہ اللہ  
 فادللک ہم المضعون۔ پارہ ۲۱ سورۃ روم آخر رکوع ۴۴۔ حاصل ترجمہ جو لوگ زکوۃ خاص اللہ کے



دراسطہ دینے میں وہ ہی مال میں ترقی کرنے ہیں۔ یہاں لفظ زکوٰۃ کو بھی ذکر فرمایا تاکہ لفظ ومعنا  
مقابلہ صحیح حرمت ربا و وجوب زکوٰۃ جواز و تکلیف ہو جاوے۔ یعنی ہر چیز دربارہ ہر چیز کہ اقل تر و جلا تر  
ہو اور کسی قسم کا جو لینا دینا قطعی حرام و موجب قہر آگئی ہو۔ اسی طرح ادنیٰ جزو زکوٰۃ ادا کرنا فرض  
عین و باعث ارحمت و مہر آگئی ہو۔ ورنہ تقابل آیات لفظاً و حکماً صحیح نہ ہوتا۔ بلکہ خلل فصاحت  
و بلاغت ہوتا یعنی بسطوح اداس زکوٰۃ ہر حالت میں فرض ہو۔ بعد اسی طرح جبر اطلاق مؤخر عا  
مخا و رہا ہر حال میں قطعی حرام ہو۔ اگرچہ کسی صورت سے پایا جاوے۔ یہ دس آیات قرآن مجید کی ہیں  
جو مختلف اوقات و مقامات پر حسب مواقع نازل ہوئی ہیں جنکے طرز بیان و شان سیاق سے  
حرمت قطعہ صریحہ رہا بہ ہتدید شدید و سخت و عیدہ ظاہر ہوتی ہو میرے خیال میں جو ایمان  
والا بشرط جمیع مذاق و تناسب علم کے نظر تحقیق حق ان آیات مذکورہ پر کچھ بھی غور و امل کر گیا  
پھر اس کو دوسرے دلائل حرمت رہا کی کچھ بھی ضرورت نہ ہوگی اور نہ اس کے خلاف کی مبادرت  
و جرات ہوگی۔ کیونکہ ان آیات کے سیاق و سباق و ہتدید عذاب خود فی النار و آواگئی جنگ  
با خدا و رسول صلعم کے تحریف۔ و بالمقابل ایثار زکوٰۃ و معافی ریاس المال بطور صدقہ و ادا سے  
حقوق انسانی بلا اظہار احسان و امتنان۔ اور صدقہ و زکوٰۃ سے مال میں ترقی و فائز و فی  
اور سود سے نقصان و خسارت الہی و غیرہ وغیرہ۔ اور ترکیب پر ہیبت آیات و شوکت الفاظ  
و ترتیب جملہ عبارت یہ ایسے افکار ہیں جس سے ہر ذی عقل با دینی اننا سببت علیہ صحت حرمت  
قطعہ رہا کو خود بخود تسلیم کر سکتا ہو۔ پھر ایسی اصل مال کی بھی تبدیلی و سہولت کرا یا معافی  
عین المال کو نہ بیکٹائی دلیل حرمت رہا ہو جس میں شک و شبہ کی کچھ بھی گنجائش نہیں ہو سکتی  
ہو۔ اب یہ کہنا رہا اعضا فامضا عفا۔ یعنی و نہادون تو حرام ہے۔ اور کم و بیش یا نفس رہا  
حرام نہیں ہوا کیسی نفی مانہ و مضحکہ انگیز تقریر ہے یہ تو ایسا کہنے کے برابر ہے کہ اس آیت نہ۔ اننا حرم  
علیک المیتہ و الدم و لحم الخنزیر سے سور کا گوشت تو حرام ہو گیا۔ مگر اس کا بول و براز حرام نہیں  
ہوا۔ بدستور جلال رہا۔ اور نو آیات مطلقہ مذکورہ کو مقید بلفظ اعضا فامضا عفا کرنا جو صریح ایک

ایک جگہ بعض ائمہ طریقتہ وجہ جاہلیت عرب آیا ہو۔ کمان تک قرین عقل تسلیم ہو سکتا ہو۔ انہی نفس رباعی بیل الاطلاق جو نو آیات میں تحریر کیا شدہ و ابالصرحت ہو چکا نہ کرنا کمان تک دینیت کے مطابق ہو سکتا ہو بالاتفاق جمیع علماء و مفسرین کا ارشاد ہو کہ اعضا فامضا عقیدہ مخصوصہ نہیں ہو بلکہ مبدیہ رسوم قدیم عرب ہو۔ اور المراد کے الفت۔ لام کو تخصیص کا کنا صرف جناب تحقق امر نسری کا اجتماع ذاتی ہو درہ تمام علماء و محدثین اس کو صنف کا کہتے ہیں جس سے تمام اقسام و انواع و اصناف و اسرار و سود و رواج و احترام مطابقت ہو گئے خواہ شخص واحد سے لین دین ہو یا کمپنی و جماعت و دوکان و دینک سے جب قدر صورتیں سود کی زائد جاہلیت ابتدا اسلام سے اس وقت تک باشکال مختلفہ جاری ہوئیں۔ یا آئندہ کو بہ تبدیل صورت پیدا راجع ہوں سب قطعی مسلم ہو۔ علاوہ اسکے آیت دنا و اؤ تمیم من رب الہیہ و ا کو لغز لا حظ فرمائیے کہ سب لام الفت ہی سے نہیں ہر اب جناب والا تعریف و تخصیص کی ذکر فرمائیں گے ضرور نکرہ ہی تسلیم کرنا ہو گا۔ جو مفید تقسیم ہو پس حرمت نفس ربوہ مجموع اقسام انصیہ موجودہ و مستقبلہ بطور واضح ثابت ہو گئی لاریب یہ سچہ قرآن مجید ہو کہ جو مخالف مفہوم شرع شریف کے شبہ و لائیکو بھی گنجائش نہیں رکھی۔ اور الفاظ و آیات۔ فلکم رؤس اموالکم۔ و ذروا بقی فیطسرة الی میسرہ۔ وان تصدوا خیر لکم وغیرہ سے بھی صحت و صریح حرمت قطعہ ربوہ کی ثابت ہوتی ہو۔ ورنہ اخذ سود اقل قلیل یا بالادنا دون کے جواز کا کنا ثبوت اشارتاً ضرر در ارشاد ہوتا۔ ان بات سے یہ حکمت بھی ظاہر ہے کہ قرع دینے سے ایک دوسرے کی باہمی امداد و امتنان و احسان مقصود آئی ہو۔ جو الفت و محبت کا سبب و حسن معاشرت کا باعث ہو۔ اور سود لینے دینے میں عداوت و منافرت سخت متصور ہو۔ جو انجام کار موجب فتنہ و فساد عظیم کا ہوتا ہو اور یہ ہی سبب تہر و غضب آئی کا ہو۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ جو شخص حسن شان نظم قرآن سے کچھ بھی واقف ہو۔ ہر رتو اعدا صرف خود ادب وغیرہ سے کچھ بھی مذاق صحیح رکھتا ہو وہ خود ہی سمجھ سکتا ہو کہ کتنا آئی کیا ہو۔ لصوص قطعہ و سر کچھ قرآنہ و احادیث صحیحہ میں شبہات خیالیہ و ادبامر بعید کا

پیدا کرنا محبت و غیرت اسلامی کے اصل ستانی ہو۔ صرف تقدیم و تاخیر ترتیب آیات پر بلا شرط دیگر علوم کسی مسئلہ کا انحصار اخذ نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس کا فیصلہ قوت نمبرہ اہل علم کامل پر چھوڑ دینا قرین عقل سلیم ہو۔ چونکہ ان کی نظر علمیہ وسیع تر ہو اور ہر مسئلہ کے متعلق احادیث و آیات قرآنیہ و آثار صحابہ و اقوال فقہا باختلاف مذہب و طریق استنباط و علوم رسمہ الیہ و فنون دقیقہ سب کچھ ان کے دل و دماغ منور میں موجود ہو۔ یہی لوگ اہل ذکر سے فرقان مجید میں جاتجا مراد ہیں۔ یا حسین یہ اوصاف بتا ہوا بہ تفوا خشیت انہی موجود ہوں وہ اب بھی مجاز اجتہاد ہو سکتا ہو۔ عدو سرا۔ جو علوم و فنیہ سے نا بلدو بے بہرہ محض امی و جاہل ہو۔ ان اگر کسی مسئلہ دینی میں واقعی شک و شبہ بقاعدہ و اصول علمیہ ہو تو تا اطمینان قلب ضرور دریافت کر لینا چاہیئے علماء کرام کے فہم و ذکا پر مضحکہ نہ اڑائے نہ استہزا کرے۔ نہ اپنی عقل کو بغیر علم کے کسی مسئلہ میں دخل دے۔ خطا خواستہ اگر کوئی ہی شبہ کرنے پر آوے تو کوئی چیز بھی اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہ سکتی نہ کوئی جز۔ و اصول علوم قدیمہ و جدیدہ سلسلہ سے قائم رہ سکتا ہو۔ جی طرح مشکلیں کا مذہب باطلہ ہو مثلاً زمین کا مدور ہو متحرک ہو حرکت ہونا قطعاً زمین کا جوئیں ہزار میل ہونا بلکہ تمام مسائل نظامیہ فلکیہ و شمسیہ وغیرہ درہم و برہم ہو جائیں گے جس کی اس وقت تعلیم یافتہ جدید کیمبرج لندن و جرمن سچید و لدادہ و شفیقہ نظر آتے ہیں۔ ان سے دریافت کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اُن کو اقوال ظنیہ و دہمیہ فلاسفہ یورپ پر کشفہ راہبان و ایقان و ضعف ہو۔ کہ کسی خطرہ شک و شبہ کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر ان مردیان باصفا اور معتقدان بے ریا ندایان یورپ سے دریافت کیا جائے کہ کبھی آپ نے بھی نظام اجرام فلکی کو صد گاہ سے خود بھی تجر و معائنہ فرمایا ہو جواب ملے گا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُن کی کتابوں میں پڑھا ہو۔ پھر کہا جائے کہ کسی تعلیم یافتہ انگریزی نے کسی صد گاہ پر اُن کے دور بین وغیرہ آلات نو ایجاد سے نظام شمسی و فیزی کو دکھایا ہو جواب یہی ہو گا کہ نہیں کبھی نہیں۔ بجز نقشہ کتابی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ چنانچہ اقوال مناسفہ یورپ ظنیہ و دہمیہ قیاسیہ مختلفہ متنازع فیہ قدیم بطلمیوس و فیثاغورث پر ریا یقان و ایمان کا

کا طوفان و طغیان کیوں ہو۔ صبرین شک و شبہ کا خطرہ اور وہ بھی نہیں ہو سکتا وہ کیا  
 ہو صرف حسن ظن و عقیدت مندی۔ اب ہم کہتے ہیں کہ پھر علماء اسلام کے ساتھ صلح و  
 رکھنا کیوں کفر و حرام ہو گیا جو اپنے مذہب اسلام کے بہر نفع جامع و کمال ہیں اس سے یہ  
 میری غرض نہیں ہو کہ کوراء انقلاب علماء اسلام کی صرف حسن ظن پر کی جاوے۔ حاشا و کلام  
 کوراء کوراء مرد و نرسہم ولا۔ بلکہ حق تحقیق و تنقیح بقدر فہم و علم سب کو برابر حال ہو۔ مگر درجہ قابلیت  
 و استعداد مشطر ہو نہ یہ کہ باوصفت ناقابلیت صرف اوہام و دوسوسہ باطلہ سے انصوص صریحہ  
 و دلائل قطعیہ قرآن و حدیث کو متزلزل کرنے کی فکر میں لگے رہیں جو گو نہ شیخ حبشی دسوا، ادبی  
 اور خلافت و اب احتیاج حق ہو پھر لطف یہ کہ اپنے خیالی خطرہ پر کوئی دلیل نہیں محبت نہیں  
 اول آپ آیت و حدیث و لغت و ادب و قول فقہاء سے مفہوم و مصداق سود و ریا  
 معلوم کیجیے۔ پھر بشرط قابلیت اول قرآن مجید و حدیث شریف میں بہ نیک نیتی غور کیجیے  
 بعدہ آثار صحابہ و تابعین کا معائنہ کریں پھر بھی خدا نخواستہ تسکین خاطر عالی نہو تو کتب  
 مستبرہ علماء محققین کی طرہ رجوع فرمائیے۔ انشاء اللہ خود بخود مفہوم و منشا آگہی آپ کے ذہن نشین  
 ہو جائے گا اور شکوک و وہمہ دور ہو جائیں گے۔ اب سنو کہ ہر چیز کے فضل نسبیہ کو معیسی  
 قرض داد و ہار پر اصل سے زیادہ لینے کو سود و ربا کہتے ہیں۔ اگر استیاج جنس با وزن و پیمائش  
 یعنی باعتبار ناپ تول کے کوئی چیز متحد الجنس عرفاً اور رہا ہو پس یہ قطعی حرام مطلق ہے۔  
 خواہ قلیل ہو یا کثیر و ندادن۔ یا اس سے بھی کم و زیادہ۔ پس اسی کو ربا کہتے ہیں۔ فاجتنبو  
 لوہا کم الصد من فضلہ۔ میں اسید کرتا ہوں کہ جناب محقق صاحب آیت ان الظن لا یغنی  
 من الحق شیئاً۔ کو پیش نظر رکھ کر نظام کلمات و نشان ترکیب عبارت قرآن کو مکرر سہ کر  
 بغور و خشوع قلب تلاوت کر کے اپنی عقل سلیم سے خود مستفتی ہونگے۔ تو انشاء اللہ یقیناً جواب  
 پاویں۔ اگر بواہرام مطلقاً دوکان شقال ذرۃ۔ بشرطیکہ خوف رب جلجل و تہار خشیت الہی  
 بھی اس وقت دل نشین ہو۔ بعدہ اپنی رائے رزین سے مجھ کو بھی بدعا سے مغفرت یا فراموشی

کہونکہ ان چند سطور سے مجھ کو بحث و مناظرہ مقصود نہیں ہے۔ محض اظہار حق مراد ہے۔ واللہ بیدری  
من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔ و ما توفی اللہ باللہ العلیٰ العظیم والسلام علی من اتبع الهدی

## التاس

جو واقعات تمہید وغیرہ میں درج ہیں وہ اپنے چشم دید ہیں۔ ان سے اظہار واقعات  
حالت زمانہ مقصود ہے۔ نعوذ باللہ کسی کی ذات خاصہ پر جارہ منظور نہیں۔ حاشا وکلاء کو فی اللہ شہید

بمقام راسی سین ضلع مشرق۔ یاست بھوپال

یکم جنوری ۱۹۱۷ء مطابق ۳۳۲ھ

بقلم عبدالباقی غفرلہ سہسوانی مودودے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مزید تحقیق دیگر صورتوں اور وجہ بنک

کہا جاتا ہے کہ سود لین دین میں بڑے فقہ طرفین کا مشخص معین ہونا ضروری ہے چونکہ  
بنک غیر مشخص ہے اس میں کوئی ذات خاص مشخص نہیں کی جاتی ہے، لہذا بنک سے سود لین دین  
میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو قید وجہ مشخص معین کی فقہاء کی تہرر کردہ  
برائے استقرار و اجتناد ہے کوئی نص مستکونی صراحت یا اشارہ نہیں ہے نہ کسی حدیث صحیح سے  
روایا درایا ثابت ہے کہ عاقلانہ سود میں خصوصاً تعین و تخصیص فریقین ضروری ہے قرآن مجید حادث  
صحیحہ کثیرہ سے نفس ربیو اعلیٰ الاطلاق کی حرمت صحیح طور پر بلا خلاف احد سے ثابت ہے اور اس کے  
خلاف پر سخت دشدید وعید آئی ہے۔ خواہ کوئی مشخص ہو یا نام مشخص پھر اس لفظ نام مشخص شروع  
کو محکم حلت و حرمت بنا کر دلیل قاطعہ بران ساطع سمجھ کر حجت کرنا سراسر خلاف حدیث اسلامی  
و حلاوت ایانی ہے کہ لصوص دامنہ قرآن سے چشم پوشی کر لی جائے اور غیر متعلق لفظ سے بحث  
کی جائے۔ بلکہ ذرا ایانی کا اقتضا تو یہ ہے کہ جس پر لفظ ربیو صادق آتا ہو یا اُس کا کچھ بھی شبہ نہ ہو  
اُس سے احتراز کرنا واجب سمجھے اور دور بھاگے۔ رہا لفظ مشخص، سو مشخص بنیہ تو سود کیا کوئی بھی کام  
دنیا کا چل ہی نہیں سکتا۔ یہ تو محال ہے۔ پھر سود کی ہی کیا خصوصیت ہے مشخص کے معنی بنیہ  
نفت و محاورہ ذات معین و شے معین کے ہیں۔ کہ اُس کی طرف اشارہ کرنا صحیح ہو اور دوسری  
سے ممیز ہو جاوے۔ عام ہی اس سے کہ یہ اشارہ الیہ مشخص بذات واحدہ کوئی شخص یا شے  
خاص معین و مشخص ہو۔ خواہ کبھی مجموعہ جماعت ہو۔ پس ہر دو صورت میں بنک کا معین  
و مشخص ہونا ضروری لازم آیا کیونکہ وہ اشارہ الیہ صحیح طور سے ہو سکتا ہے اور ہر ایک بنک دوسرا

بنک سے ممتاز و متمیز ہوتا ہو مثلاً سوریہ سود پر لینے والی ایک کمپنی ہو اور دینے والی دوسری کمپنی وجاعت ہو یا شخص واحد ہو۔ اب یہ فریقین شخص ہوئے یا نہیں، اگر شخص ہیں تو دوسرا حاصل اور آپ کے ہی قول کے مطابق سود کا لینا دینا حرام ٹھہرا۔ اگر غیر معین دنا شخص ہیں تو سود کیا کوئی معاملہ بھی غیر شخص سے اس میں نیامین کرنا عقل سلیمانسانی تو کسی شخص جو زمین کر سکتی مثلاً زمین خرید کر بکنے باتفاق باہمی کچھ روپیہ جمع کر کے ایک جگہ تجارت قائم کی یا بنک قائم کیا اور خاندان کو بعض تنخواہ یا قسط منافع کے اس کا دھڑا افسر و منیجر مقرر دیا کہ لین دین و تجارت کرے اور حساب حضات رکھے۔ اب کمپنی وجاعت شخص موجودی الخارج تو ضرور ہوتی اور اس کا قائم کردہ تجارتی گاہ بنک بھی شخص ہوا۔ کیونکہ ہر ایک چیز و فرد افراد اس کا معین شخص موجودی الخارج ہی توکل بھی معین شخص خارج میں ضرور ہوا پس کوئی وجہ نہیں کہ اس کا کل معین و شخص نہ ہو۔ خواہ بالقرہ یا بالفصل یا فی الذمین یا فی الخارج اجزائے تعین باعتبار جماعت کے عین مجموعہ و جماعت کے تعین و تشخیص ہو جسکو کمپنی وجاعت کہتے ہیں۔ ورنہ اہم حال لازم آتا ہو کہ افراد و اجزائے جماعت جماعت موجود معین ہوں اور جماعت غیر معین دنا شخص ہو مثلاً ایک دیوار بہت سے خشت و سنگ سے یا ایک کتاب متعدد اوراق موجودہ شخص سے مرتبہ تیار کی گئی تو باوجود وجودگی و تشخیص خشت و سنگ اوراق کے کون کہہ سکتا ہو کہ دیوار و کتاب موجود شخص نہیں جس کے اجزاء موجود و شخص اس کا کل بھی ضرور شخص موجود ہو گا۔ اب کہتے ہیں کہ مجموعہ چند طلباء و مدرسین حاضر فی البدیہہ کو کون کہہ سکتا ہو کہ مدرسہ غیر شخص معین ہو۔ ورنہ لازم آئے گا کہ مدرسہ شخصہ موجودہ کا کل مجموعہ غیر معین دنا شخص و عدم ہو جو بالبدایت باطل ہے پس لالہ مینہ بالا وائلہ مذکورہ سے بنک کا شخص کو نہیں ہونا بطور قطعی و غریب ثابت ہو گیا تو سود کا لینا دینا بھی آپ ہی کے قاعدے مقررہ پر بوضاحت حرام ثابت ہو گیا اور اگر خدا خواستہ آپ ہی بنک غیر شخص ہی رہا۔ تو منیجر بنک کس یا شخص کا ملازم ہو گا کس شخص کو حساب دیگا۔ اور کس یا شخص سے اجراء دین روپیہ لیکر کسی بنک غیر شخص میں جمع کیا اور کس یا شخص کو منافع دیگا اور کس غیر شخص

سے متصرف لیگا یا معاملہ کرے گا اور کس شخص کو اصل و سود واپس دلگا۔ کیونکہ بنک تو  
 غیر تعین و نامشخص چیز خیالی بلکہ دینی کا نام ہے۔ اور خیالی وہ بھی غیر شرعی ہے۔ یہ معاملہ کرنا خود ہم  
 و خیال ہوا جسکو واقع سے کچھ تعلق دلگا نہیں۔ ورنہ محال عقلی و امکانی نہ یہ بھی خیال ہے  
 اگر غیر مشخص کسی کا ہو نامرادت و ہم معنی سود و منافع کے ہو کیونکہ موجود امکانی کو شخص و میت  
 لازم ہے۔ بفرض محال اگر زید نے بنک نامشخص سے سودی روپے متصرف لیا اور پھر اس کا کیا جواب  
 بنک نامشخص زید پر عدالت میں نالش کیونکر کرے گا۔ بنک تو نامشخص و غیر تعین ہے۔ غیر مشخص کی فرما  
 بھی نامشخص رہی کیونکہ غیر تعین کا استغناء قانوناً شمساً عقلاً رسماً قابل سماعت ہرگز نہیں ہو سکتا  
 استغناء و دعویٰ بھی لامحالہ نامشخص ہونا لازم ہے۔ اُس کے لیے عدالت و حاکم کی نامشخص ہونا چاہیے  
 تاکہ فلسفہ جنسیت عدالتی قائم رہے۔ اگر کہا جائے کہ بنجر کرے گا تو بنائے فاسد ملی الفاسد ملز آئی  
 کیونکہ وہ خود بنک غیر مشخص کا لازم و نتیجہ نامشخص ہوا جو صریح البطلان ہرمان ایک سوشٹالی ہے  
 کہ سکتا ہو کہ تحقیق مفہوم نفس بنک افراد خود سے جدا ہو کہ موجود و مشخص فی الخارج نہیں پایا جاتا مثال  
 یوں سمجھو کہ جسطرح مفہوم کلیات ہمیشہ اپنی جزئیات و منسلکات میں پائے جاتے ہیں نہ اپنے منسلکات  
 سے جدا ہو کر پس پیش و صفا کا ہو کیونکہ بنک اور اسکے اشخاص شرکاء میں نسبت کل و جز ہر دو کلی  
 و جزئی کی نسبت کیونکہ بنک مجموعہ ہوا کہ کسی شخص واحد پر صادق نہیں آتا نیز مفہوم کل انسان اپنی  
 جزئیات و افراد و خاندان میں پایا جاتا ہے۔ نہ جدا گانہ اگر افراد معدوم ہو جائیں تو کل انسان بھی معدوم  
 معدوم فی الخارج و فنا ہو جائیگا۔ اور ان کے وجود سے موجود نہ ہوگا۔ کلیات و مفہوم جہات تحت  
 قوی و غیرہ فی الخارج و مشخص ہیں۔ نامشخص و غیر تعین نہیں ہیں۔ جسطرح بنک بھی موجود و مشخص  
 مفہوم ہے نہ غیر مشخص۔ اب بنک بالضرر موجود و مشخص فی الخارج مثلاً اگر جب آپ کے قاعدہ ایک  
 سود بھی حرام ہو گیا۔ تو مرادنا۔ اگر غور کیا جائے تو غالباً کسی جگہ سے اس وقت  
 ہمارے بعض معتمد علماء کرام ہند و مصر وغیرہ کو مخاطب ہو گیا کہ مہم بنک کو غیر موجود و نامشخص خارج از  
 افراد سمجھ کر سود و بالین دین بنک سے جائز تسلیم فرمادیا۔ اور جو غرض نفس ہر واحد اشخاص کو  
 موقع کٹ جیتی کا ہاتھ آگیا اور مفہوم بنک مستطیعین افراد کو صرف موجود فی الہی کی غیر مشخص قرار



اس کا خیال نہ فرمایا کہ جنہوں کو کلیہ سبب موجود فی الذہن ہوگا اس کا بھی موجود شخص نہ ہو سکتا  
 ہو کہ نہ غیر تعین و نام شخص نہ ہو جو در فی الذہن ہو سکتی ہو نہ موجود فی الخارج علاوہ ہر بنک  
 کی عملی مثال ایسی ہو جس طرح ساہوکاروں و مہاجروں کی دوکان کے نام قدیم سے ہندوستان میں  
 ہوا کرتے ہیں کہ دو تین شریک بنک کے نام سے دوکان کا نام رکھا جاتا ہو۔ جیسے نند کشور فتح چند  
 ایک دوکان کا نام ہو اور گول داس گوپال داس دوسرے دوکان کا نام ہو اور اس کو اہل یورپ نے  
 زیادہ تر ترقی یافتہ ملکوں کے دو شریک کے بہت سے شریک جمع کیے اور کثرت اور پیہ جمع کیا  
 اور اسی کا نام بنک رکھا۔ جسکے ذریعہ سے تجارت دولت کو بہت کچھ ترقی دی۔ تاکہ بنک کی اعظم  
 سلطنت میں گیا پس اگر دوکان مشترکہ مہاجران سے سود لینا جاتا ہو تو بنک گھر سے بھی سود جائز  
 ہو سکتا ہو کہ چونکہ دونوں میں بزرگ ملک و کثرت شرکا اور دولت کے کیا فرق ہو۔ لطف یہ کہ جو صاحب  
 سود کا لین دین بنک سے جاتا فرماتے ہیں وہی اصحاب دوکان مشترکہ مہاجران سے رہا تر نام طبعی  
 کہتے ہیں۔ حالانکہ لفظاً و معنایاً دونوں میں کچھ فرق نہیں ہو۔ اگر بنک غیر شخص ہو تو دوکان مشترکہ  
 مہاجران بھی طبعی نام شخص ہونا چاہیئے۔ بالفرق بنیاد و نہ تزیج بلا مرج لازم انگلی اگر بغیر تبادل  
 دیکھا جائے تو طبعی سہ رقیہ شرکت دوکان مہاجری و بنک اہل ہند و یورپ نے اسلام ہی سے  
 سیکھا ہو عیسائی اسلام میں عمدہ طریق تجارت کا مضاربت ہو کہ متعدد آدمی وہ پیہ جمع کر کے مشیرہ باہمی  
 تجارت کریں اور نفع و نقصان میں بقدر حصص مساوی طور پر شریک رہیں۔ اور دولت و منہر  
 حاصل کر کے ملک و قوم کو نفع پہونچائیں پس اسی کو دوکان مشترکہ مہاجری کہو یا بنک کہو یا تجارت  
 مضاربت سے تعبیر کرو۔ صرف منسرق اتنا ہو کہ مضاربت میں ایک جماعت کی محنت و ریاضت  
 دوسری کی مستم نقد دولت ہوتی ہے۔ آمین کچھ ترمیم کر دی اور بنک نام رکھ دیا۔ اصل اخذ وہی مضاربت  
 ہو صرف زبان و لغت و رسم ملکی کا فرق ہو ورنہ بلا تفریق و مصداق و مفہوم سب کا ایک ہی ہو۔ دوکان  
 مشترکہ مہاجری و مضاربت کو کسی نے بھی غیر شخص نہیں لکھا۔ بھر بنک میں کیا حدت ہو جو نام شخص  
 ہو گیا۔ باللفظ و اسم بنک لغت انگریزی کے لفظ میں غیر شخصیت کا جز و لا انفکاک لازم و لازم

حالانکہ اس عالم اسکانی فانی میں کسی کا شخصیت سے جدا ہو کر موجود ہونا محال قطعی ہے کہ موجود  
فی الخالق یا فی الذہن تو ہوا در شخص نہ ہو حتی کہ خیال و خواب میں بھی جو چیز ہوگی وہ بھی شخص و  
مستین ضرور ہوگی۔ چہ جائیکہ دنیا میں موجود ہوا در شخص نہ ہو۔ العجب ثم العجب پس ہر مسلمان کو  
مناسب ہے کہ اس کو دھوکا شیطانی و نفسانی ان النفس الامارة بالسوء سمجھ کر خدا سے ہمارے  
ڈرے اور پناہ مانگتا رہے۔ نہ کہ مبادرت و جرات کرے جو ہر سر خلافت حمیت اسلامی و خلافت

ایمانی بھی ہو اور مخالفت و ضد میں صریحہً ذکر ان محب و احادیث صحیحہ کثیرہ ہو۔ اگر نہ ناذر و احکام و احکام میں اسد  
و رسول کے لئے تیار و مستعد ہو جائے۔ لنغزو بالمد من غضب اللہ اور فقہائے جوقید شخص کی لگائی ہو  
وہ مبنی بر اوقات و دینوی ہو۔ اس کو نفس مسئلہ صحت و حرمت سود میں کچھ بھی دخل نہیں ہو اس کو  
قید اتفاقی و بیانیہ کہتے ہیں۔ اگر بنگ نامشخص ہو تو نام کس نام شخص شے کا رکھا گیا جزا ممکن و محال  
ہو۔ بصورت تسلیم تو اب اسم خاص رکھنے سے وہ نام شخص ہی خود بخود شخص ہو گیا کہ چونکہ اسم  
نام خود بذاتہ تمیز ہے کہ اپنے اسمی کو دوسری چیز سے جدا کرتا ہے اور ہر ایک بنگ کا نام  
جدا جدا کیون رکھا گیا صرف اسی واسطے کہ ایک بنگ دوسرے سے جدا و تمیز و شخص  
ہو سکے ورنہ ہر سب عالم کون و نسا دلا شے محض ہو جاوے گا۔ نظام عالم قائم نہ رہے گا جیسے بنگا بنگ  
اللہ آباد بنگ مسیح بنگ۔ امریکہ بنگ وغیرہ یہ سب باہم تمیز و جدا جدا ہیں۔ کیونکہ ہر بنگ  
شخص و اسم ہے۔ عالم کائنات میں جو کچھ تمیز ایک کو دوسرے سے ہے اس کا دار و مدار شخصیت  
ہی پر ہے۔ یا نام پر۔ اگر شخصیت یا نام خاص نہ ہو تو نام عالم کا قائم نہ ہو نظر آئے اور تو اور میں کا بھی  
فرق نہ ملے گا۔

تعب ہے کہ بنگا جو فی الخالق اور موجود فی ضرور ہے اور شخص نہیں ہے وہ عجیب فلسفہ ہے کہ اسلامطون  
و اسطو کو بھی نہ سمجھا۔ اور نہ یورپ میں دارون و میکن کو ملا۔ لنغزو بالمد من غضب اللہ کا ملا۔  
منجملہ دیگر وجوہ صحت و رد کے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق کا مقولہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
وفات پا گئے ہم حقیقت ربو اپوری طبع دریافت نہ کرنے پائے۔ پس اس سے اہل غرض بعض اقسام

ریوا جائز ثابت کرتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس بقولہ عدم تحقیق سے جواز دیا کیونکہ ثابت ہوا  
 کیا لفظ حقیقت سے مراد سود و بنک کی حلت ہو تو آپ داعی خوب سمجھے یہ تو غور فرمائیے کہ کسی کے  
 عدم علم و جہل حقیقت سی اہل شے پر کیا اثر پڑ سکتا ہو ان کو اگر علم حقیقت نہ ہو تو حلت و حرمت سونا  
 میں کیا اثر پڑا۔ آپ کو تیمم غسل جنابت نہیں معلوم تھا کہ کیونکر ہو لہذا آپ تیمم غسل جنابت پر تمام  
 زمین پر پڑتے تھے تا آنکہ تمام بدن مبارک خاک آلود ہو جاتا کیا اس سے حکم تیمم غسل میں جو غسل تیمم  
 و وضو پر کچھ فرق پیدا ہو جاتا ہو ہرگز نہیں بہتے صحابہ کرام بعض مسائل سے ناواقف تھے اور حضرت  
 عمرؓ بھی پس اس سے حلت سود کیسے ثابت ہوتی ہو یا عجبا ہذا من خرافات بعض اہل الراے  
 کتب فی بعض تفسیر المندیتہ تکلیف حال اتباع یا حصر یا حصرنا بعض حضرات فرمایا کرتے ہیں کہ مذہب  
 حنفی میں دار الحرب سے سود لینا جائز ہو۔ لہذا ہندوستان میں سود کا لین دین جائز ہو۔ مگر یہ بھی  
 ان کی غلط فہمی ہو کیونکہ اول تو ہندوستان اکثر علماء کے نزدیک دار الحرب نہیں ہو قدرے نفیل عا  
 غیر ملکی کا بلکہ دغیرہ دار الحرب کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ اکثر محققین ملّا حنفیہ کا بھی بالاتفاق یہی عقیدہ ہے  
 کیونکہ سود مطلقاً قطعی حرام ہو۔ دارالاسلام و دار الحرب و کافر و مسلم کا کچھ بھی فرق آیات قرآنیہ احادیث  
 صحیحہ و آثار صحابہ سے ثابت نہیں ہو سود فی نفسہ ناپاک و حرام ہو جس جگہ سود ہوگا حرام ہی ہوگا  
 دیکھو سورہ نکاح بلا قید مقام و شخص ہر جگہ نجس و حرام ہو۔ اسی طرح سود بھی قطعی حرام مطلق ہو بلا قید  
 جگہ و مذہب و قوم کے مگر بعض علماء نے حالات افلاس مسلمانان دارالاسلام پر بحث کرتے ہوئے  
 بمصالح و قسری محض اپنی رائے و قیاس سے بلا دلیل شرعی بمصالح بعض حالات افلاس یہ لکھ دیا ہو کہ

**س** اصل مسئلہ یہ کہ شرائط دار الحرب امام عظیمؒ کے نزدیک سخت ہیں جن کا وجود اجتماعی طور پر ضروری ہو اور جواز سود  
 دار الحرب میں صرف امام کی رائے پر ہی نہیں غیر تو حسی ممکن ہے مصاحبین وغیرہ دیگر ائمہ شرائط دار الحرب جواز سود میں امام صاحب سے  
 اختلاف لکھتے ہیں پس ہندوستان مصر وغیرہ برائے قول اول دار الحرب نہیں۔ لہذا سود بھی وہاں جائز نہیں اور  
 برائے مذہب دیگر ائمہ بعض کے نزدیک دار الحرب ہو مگر دار الحرب میں سود کا جواز ممنوع ہو ہر حال جواز سود کی  
 کوئی مشکل متحقق نہیں۔ خاتم ۱۲

کفار دارالحرب سے مسلمانان دارالاسلام کو وقت اشد ضرورت تہیہ سامان غزوات  
 و امداد و غربا مسلمانان وغیرہ کے سود کا لین دین لائق چشم پوشی ہو جس طرح تین دن کے فائدہ  
 مسلم مضطر کو کفار و سوز و غیرہ حرام بھی بقدر تسکین قابل عفو ہو جاتا ہو غالباً اس میں یہ ہی نیت  
 بخیر ہوگی کہ دارالاسلام میں بصورت عدم امکان تجارت وغیرہ کے سود ہی کے ذریعہ سے  
 دولت آکر مسلمانوں کے کام آوے۔ ہر چند کہ یہ اسے بھی مفتی بہ نہیں ہو مگر یہ جواز بھی ایسی  
 صورت میں ہو گا کہ سود لینے والا باشندہ و تقسیم دارالاسلام ہو تاکہ روپیہ و غلہ کفار سے دارالاسلام  
 میں پہنچے۔ ورنہ جس حالات میں گیرندہ سود دریا باشندہ و مقیم دارالحرب میں ہو۔ اور دولت  
 و روپیہ وہیں جمع و خرچ کرے اور سود لینے میں مسلم و کافر کا فرق نہ کرے۔ نہ اس سود سے مسلمانان  
 دارالاسلام کو کچھ امداد و نفع پہنچے۔ بلکہ اس سے سود لینے والے کو اپنا متع ذاتی و فردانی دولت  
 مقصود ہو۔ تو ایسی صورت میں مثل دیگر ائمہ مذاہب کے بالاتفاق تطمی حرام مطلق ہو۔ بلا خلاف  
 اور جو لوگ اس حیلہ سے ہندوستان کو دارالحرب کہہ کر روپیہ و غلہ وغیرہ سود کا لیتے ہیں۔ اور  
 دارالحرب ہندوستان ہی میں قیام کر کے جمع و خرچ کرتے ہیں تو یہ سرسراں کی نفسیستی  
 کی دلیل ہو۔ نہ مذہب کی پابندی کی سبیل یہ ہی منشاء عالمگیری و مظلومی و دشامی وغیرہ کا۔  
 بعض ذہنی عقل اصحاب دنیا جو بظاہر نفس سود کو مطلق حرام کہتے ہیں اور بزم خود سود سے  
 احتراز منہ کرتے ہیں مگر وہ بھی سود میں مبتلا ہیں۔ بالبت قومی بخلوں۔ یعنی بہت سے زمیندار  
 ہند اپنے اسامیان دیہات سے زربقایدین دین وغیرہ کی دستاویز لکھا لیتے ہیں اور نفس  
 تخلیف و دباؤ لفظ سود بھی لکھا لیتے ہیں۔ گو اس وقت ان کے ذہن میں اخذ سود کا خیال  
 بھی نہیں گذرتا ہو گا لیکن جب یہ معاملہ باہمی صورت نزاع پا کر عدالت تک پہنچتا ہو تو  
 عدالت میں بھی دعویٰ مع سود کے دائر کیا جاتا ہو بعدہ جب ڈگری سڑی حاصل ہوگی

۱۷ حدیث جس سے مسلمہ مستنبط ہے ارا بین المسلم و المخری بمخلہ موضوعات ہو جیسا حاشیہ ہا یہ مولا محمد

عبدملیٰ فرنگی علی نے تحقیق لکھے ہیں ۱۲

تو وصولی اصل مال کی مع دو سو دے ہوتی ہے اب روپیہ سود وصول شدہ جو داخل حریب  
 و خزانہ ہو چکا واپس لینا کارے دارد و دل فولادی بایر کاضمون ہو جاتا ہے اب نفس مارہ  
 حیلہ جو وہ خود عدم واپسی زد سودی کے لیے ہمانہ ڈھونڈھتا ہے کھلی کھتا ہے کہ وہ فریق بر معالہ  
 دہے ایمان ہے اس کو ہرگز سودی روپیہ واپس دینا چاہیے کبھی ہو جتا ہے کہ ہمارا خرچہ الانی مقدم  
 سوائے صرف ضابطہ قانونی اسٹامپ و طلبانہ وغیرہ کے اداے حقوق المکاران یعنی رشوت وغیرہ  
 کے زیادہ پڑا ہے وہ بھی اسی روپیہ سودی سے منہا و بجز کرنا ضروری ہے علاوہ برین یہ خیال پیدا  
 ہوتا ہے کہ ہم نے جو غور و فکر مقدمہ میں کی ہے اس کا معاوضہ و بدلہ یہی ہم کو حاصل ہونا چاہیے  
 وغیرہ وغیرہ غرض کہ کل در سود مینا کرنا مضمر ہو جاتا ہے اور اپنے نسبت خیال دہی پاکبازی  
 و پاکدامنی کا ذہن میں چارہتا ہے۔ اور بے تکلف ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سود مین سلیتے  
 سود لایا مثلاً یہ قطعی حرام ہے۔ وقت فمائش فرماتے ہیں کہ اپنے حقوق واجب کالینا بہر حال  
 جائز بلکہ ضروری ہے جو طرح بھی ممکن ہو سکے وصول کرے بعض اقوال فقہاء آثار صحابہ و  
 حدیث سے بہ تبدیلی مفہوم و معنی دور از کار محبت کرتے ہیں اس وقت ایسے ہی لوگوں کے  
 لیے یہ آیت صادق آتی ہے مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ بَيْنِ عَيْنٍ مَوْضِعٍ جَوَّهَرٍ وَوَضْعَةٍ کے حق میں نازل ہوئی  
 تھی۔ سو آپ سن لو اور خوب سمجھ لو کہ یہ سب مکالمہ شیطانی نفس مارہ کے ہیں۔ یاد رکھو  
 کہ یہ قطعی برہی سود ہے اس سے ہر مسلم و مومن کو قطعاً اجتناب و پرہیز کرنا واجب ہے ورنہ  
مَنْ ذَلَّكَ سَبَّ مِنَ الْعَدُوِّ وَرَسُولِهِ کے واسطے مستعد ہو جاوے۔ فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ عَذَابِ الْعَدُوِّ  
 فَعُوْذُ بِاللّٰهِ

# قصہ حضرت داؤد علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیق ہو تو جانئے میں کیا ہوں تیس کیا  
ہوں تو لکھا ہوا ہے سب ہی کچھ کتاب میں

مولانا شبلی صاحب مرحوم نے کتاب مقالات شبلی عظیمہ مطبوعہ مقبول پریس دہلی میں بزرگ خیر امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا ہے کہ علامہ موصوف نے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ التحیۃ والسلام کے قصہ مشہورہ میں عورت منکوحہ اور یا پر عاشق ہونا اور اسی مردار فوج کا جنگ میں بھیجنا اور اسی جنگ میں مارا جانا۔ پھر اسکی بیوہ سے عقد نکاح کرنا۔ پھر دوفرشتوں کا یہ پیکر انسانی بہ حیلہ تصنیف نزع مصنوعی یا بھی حضرت داؤد کے پاس آنا۔ اور اسی قصہ سے حضرت داؤد کا اپنی لغزش بشری سے متنبہ ہو کر خدا سے خود جل سے توبہ کرنی کو غلط لکھا ہے بلکہ ان کے نزدیک دونوں آدمی ابن آدم تھے نہ کفر مشتبہ۔ ورنہ زیادتی علی القرآن لادم آتی ہو اور ان میں حقیقت نزع یا بھی واقع تھا۔ اور واقع میں فیصلہ ہی چاہتے تھے۔ اور اس قسم کے واقعات کا حضرت انبیا علیہم السلام کی جانب منسوب کرنا بے ادبی ہے اور

میں بہ ادب عرض کرتا ہوں کہ ہر چند میں اس قابل نہیں ہوں کہ حضرت امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم سچر متقی امام الامۃ ظاہری کے مقابل اگر کچھ عرض کر سکوں۔ مگر احقان حق میں چشم پوشی کرنا خود سنگین جرم ہے۔ اور یہ امر بھی بمصدق شعر وادب کتاب ہذا اصل صحیح اور درست ہے۔  
کس نثار داد حقیقت آگئی  
حرفار اندر با عقل شہی

لہذا اپنی حد فہم کے مطابق بما التمتی ربی۔ امر حق کا ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ واللہ اعلم بحقیقت

۱۔ آپ کا اسم گرامی امام ابو محمد علی ابن احمد مسرت یا ابن حزم ظاہری صنف کتاب الملل و النحل

مطبوعہ مصر المتوفی ۵۶۶ ہجری ۱۲۱۷ء

اس قصہ کا تعلق پارہ ۱۳-۱۲ والی لاء عبد الذی رسولہ ص۔ رکوع ۲ سے ہے۔ آیت کریمہ یہ ہے۔  
 وھل اناک نبوا الخضم اذ تسور المحراب ۵ اذ دخلوا علی داود ففزع منهم قالوا لا تمنع  
 خصمنا نفی بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واهلنا الی سوا الصراط  
 ان ھذا الخ لہ تسع وتسعون نعیمۃ وبعثنا داود علیہ السلام فقال الغلیہا وعرتی فی الخطاب ۶ قال بقدر  
 ظلمات بسؤال نجات الی انھا جہ دان کثیرا من الخاطا لیبغ بعضہم علی بعض الا  
 للذین امنوا وعلوا الصلحۃ وقلیل ما ھم وذن داود انما فتنہ فاستغفر  
 ربہ وخورا کما وانا ب ۷

اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ بن حزمؒ کو یہ خیال غالباً صرف لمجا ناکال ادب بقیات  
 اخلاص نسبت ذات مقدسہ انبیاء علیہم السلام کے پیدا ہوا اور نہ الفاظ و سیاق و سباق عبارت  
 و سلسلہ حسن بیان قرآن مجید کا بھی منشا اظہار و یا ہے جو کہ قصہ شہوہ کی ضرورت کچھ اصلیت ہے۔  
 بے بنیاد نہیں ہے۔ اور ملا نیکہ متخی تصحیحیں یہ کہنا نا حکم بیننا بالحق اور پھر مکرر کنناد لا تشطط داہرنا  
 سے کرنا کبیرا اشارہ لطیفہ جانب تنبیہ حضرت کے ہو ورنہ عدل انصاف تو ان کا سب پر  
 ظاہر تھا پھر مکرر عدل کی استدعا کی کیا ضرورت تھی۔ سوائے تنبیہ کے اور کیا نتیجہ ہو سکتا  
 ہو۔ ورنہ الفاظ قرآنیہ۔ اذ تسور المحراب ففزع منهم۔ قالوا لا تمنع۔ وانا ب ۷

فاستغفر ربہ۔ وخورا کما وانا ب ۷ نفختا لہ ذلک۔ وغیرہ کے کیا معنی ہوں گے جو اسم و ردیل  
 لغرض بشری و واقعہ واقعیہ قریبہ کے بصراحت تھی۔ ہر چند کہ وہ خطرہ قلیلیہ ہی کیوں نہ ہو کتب  
 معتبرہ۔ سیر و اکثر تفاسیر مشہورہ و مقبولہ میں حقیقت قصہ یون لکھی ہے کہ ایک دن آپؑ میر کرتے  
 ہوئے بجا و چشم شاہی شہر میں داخل ہوئے۔ لوگ جوق جوق تماشہ کے شوق میں راستوں پر  
 کھڑے تھے عورت اور یا بھی بعد غسل کمال جامہ زیبی و دل فریبی اپنے گھر کی چھت پر کھڑی  
 تماشہ دیکھ رہی تھی۔ کہ حضرت داؤدؑ کی نظر اتفاقیہ طور پر اسکے چہرہ حسن فریبہ پر جا پڑی۔ وہ  
 حسن گلو سوز باقتضای بشری آپ کو بھی بھلا معلوم ہوا۔ اور آپ متاثر ہوئے۔ پس یہ ہی خطرہ قلبی تھا

جو بعد کو دفع بھی ہو گیا۔ اور اسی پر مواخذہ کر کے ذریعہ ملائکہ متنبہ کیے گئے کیونکہ سع نزدیکیان! پیش بود حیرانی، معقولہ ہو۔ زبان بعد حضرت نے نہ کوئی تبریر سرائی کہ وہ عورت اپنے خاوند سے جدا ہو کر آپ کے عقد میں بطریق جائز آجائے نہ اس کے متعلق کوئی خیال معاذ اللہ پیدا ہو۔ اسکے بعد بھی عودہ مدت مزید تک اپنے خاوند اور یا کے پاس بدستور رہی۔ حسن اتفاق سے اور یا اپنی فوج لیکر کسی ہم سلطنت پر گیا اور عرکہ جنگ میں اتفاقاً کہاں شجاعت کام آیا۔ اسکی بیوہ کو بعد مدت عقد ثانی کی ضرورت خود محسوس ہوئی۔ تب حضرتؑ نے یہ نظر اسخان عقد شرعی کر لیا بعض نے لکھا ہے کہ اور یا کی منکوہ نہ تھی بلکہ مخطوبہ تھی کہ آپ نے عقد نکاح کر لیا۔ یہی وجہ عتاب ہو اسی عورت کے لطف سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے کافی تفسیر فتح القدیر بعض نے کہا کہ یہ عورت پیڑ سے بیوہ ہو چکی تھی جبکہ جمال سے آپ متاثر ہوئے تھے اور نکاح کر لیا۔ اس پر آپ کو چشم نافی ہوئی کہ آپ نے نہانا سے بیویوں پر مبصر وقصر نہیں کیا۔ کہانی تفسیر جامع البیان۔ پس اس واقعہ مذکور سے کون سی بات خلافت شان نبوت و تقویٰ و سوراخ بپائی جاتی ہے کہ جس سے خواہ مخواہ انکار کرنا ضروری ہو، حالانکہ یہیں خیال امام محمد الحق دامام ابن ابی اسے وغیرہما کا بصحت قصہ ہو اور اہبت سے مفسرین محققین کا بھی ایسا ہی خیال ہو اور ایک جماعت کثیر تابعین محدثین بھی اسی طرف ہیں۔ کہانی تفسیر البیہر اور امام ترمذیؒ نے فوائد الاصول میں اس قصہ کی تائید میں احادیث کشمیرہ درج کیے ہیں۔ ابن جریر اور ابن حاتم بھی عن انس مرفوعاً مادی ہیں۔ ابن جریر نے دوسرے طریق پر بھی اسکو روایت کیا ہے اور جماعت محدثین کا اس روایت کا لینا ثابت ہے کہ اسکا تفسیر فتح البیان مطبوعہ مصر میں ہے کسی حدیث کے ضعیف کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث فی نفسہ لفظاً و معنیاً ضعیف ہے قابل استناد بالکل نہیں ہے بلکہ کہیں ضعیف سے یہ امر ادھر ہے کہ اسناد و الفاظ حدیث مطابق بشرائط صاحب جامع کتاب نہیں ہیں۔ کہیں یہ مراد ہے کہ سلسلہ روایت غیر مسلسل و نامرطوب ہو یا رادی ہو جوہر شکوک و اہام وغیرہ قابل اسناد نہیں ہے وغیرہ وغیرہ اس سے



اہل فہم حدیث شریف کا غیر صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ مقولہ شریف بعضا بعض احادیث ضعیفہ کے ہی لیے بولا جاتا ہو۔ قد برہان آیات صریح الدلالة و حدیث مرفوع صحیح کے مقابلہ میں بشرط مخالفت مضمون حدیث ضعیف پیش نہیں کی جاسکتی۔ نہ قابل حجت ہو سکتی ہر قصص قرآنیہ و استحباب و سنن و نوافل و منقبہ وغیرہ میں ایسے احادیث ضعیفہ سے بھی بالاتفاق استنباط جائز بلکہ افضل ہے۔ الغرض چونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ احادیث تو ضعیف و مضطر یا موضوع ہیں مگر معنی صحیح ہیں کیونکہ دوسرے احادیث صحیحہ کے ہم معنی ہیں۔ یہاں یہ مسئلہ تو آیات قرآنیہ کے مطابق ہو رہا ہے۔ اور احادیث ضعیفہ کثیرہ کے بھی موافق و مؤید ایک دوسرے کی ہیں۔ اب تو بدربار اولیٰ و افضل صحیح المعنی تسلیم کرنا پڑیگا کہ لا ینفی علی اہل الحدیث۔ بلکہ جماعت کثیرہ نے ان احادیث کو بھی فسر و تفسیر صحیح تسلیم کیا ہے جو دیر نفس کثرت طرق و تواتر احادیث ضعیفہ کو حکماً صحیح بنا دیتی ہے۔ بقولہ سلم شریف بعض کما ذکرناہ اتفاقاً الغرض چونکہ انبیاء سے بوجہ علو درجہ و تقرب الی اللہ خدا فراموشی بات پر براخذہ کیا جاتا ہے۔ بوجہ مقولہ ہر کہ نزدیک ترست پر نشان ترست۔ حتیٰ کہ ان کے خیال و خطرہ پر بھی دار دیگر ہو جاتی ہے۔ جس سے تمام قرآن مجید و کتب حدیث لبر و زوہلو ہیں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو خطرہ قلبیہ بے عمل پر نہ دیکھ ملاکہ تنبیہ فرمادی گئی تو اس میں کیا سمجھ و غلات شان نبوت لازم آتا ہے۔ یا کیا گستاخی و سوراہی پیدا ہوتی ہے۔ سورہ یوسف میں یہ آیت پڑھو اور غور کرو۔ و لقد ہممت بہ و ہم بہا۔ یہاں قصد و ارادہ یہی ہو گیا تھا جو افوق خطرہ ہے۔ آگے فرمایا۔ و ما بری نفسی ان النفس لا اراہ بالسوا یا یک جگہ ارشاد ہے۔ فیص آدم ربہ نفوی و دجہک ضالاً فہدی۔ یہاں بھی سوراہی کا محاط ضروری ہو تو کیا معنی ہونگے۔ اسی قسم کے بہت سے آیات موجود ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ بصورت تسلیم صحت قصہ کوئی سوراہی نہیں ہے۔ الغرض اگر اچھی صورت کو اچھا جاننا کوئی جرم سنگین ناقابل معافی یا گستاخی سمجھ کر مخطوطی و دیگر تسلیم کر لیں کہ یہ قصہ غلط ہے تو الفاظ مذکورہ قرآن مجید بے معنی و بے عمل سے ہرے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ دواؤہی کی معمولی نزاع سے حضرت داؤد علیہ السلام کو کیا تنبیہ ہوئی جبکہ

خوف سے لرزان و ترسان ہزار نمازت و خجالت رکوع و سجدہ میں گر پڑے اور چالیس روز تک سجدہ ہی میں رہے۔ اور اپنے رب غفور و رحیم سے کس تصور و لغزش کے بالمحاح و دست معافی چاہی۔ پس معلوم ہوا کہ کوئی لغزش بشری ضرور سرزد ہوئی جس پر غفور و رحیم کا یہی خاص ارشاد ہوا۔ فاستغفر ربہ و خرا العباد اناب ہر فرمایا۔ عقر نالہ ذالک ہ پس یہ الفاظ ہدایت و توبہ کی نظم قرآن و طرز بیان بآواز بلند صامت و صریح کہتے ہیں کہ کوئی لغزش بشری ضرور سرزد ہوئی۔ ورنہ حضرت کا معافی مانگنا اور رب غفور کا معافی دینا کیا۔ اور کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور لفظ ذالک سے خاص کسی لغزش و ماہ قریمہ معیت کا پتہ چلتا ہے۔ اور کلام باری تعالیٰ میں ذکر نالہ سے ایسٹون کا اور پھر ایک دہائی کا ذکر جیسا کہ ارشاد ہے۔ لے تسع وتسعون نجمة ولی نجمۃ واحدة صریح اشارہ طرک ازواج مطہرہ حضرت ع و عورت اور یا کی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ نکلہ میں سب نوادہ و بچی بچہ کھڑے ہوئے ہیں پھر تعین و تخصیص مادہ کی کیوں فرمائی گئی۔ اور اہل عرب ہمیشہ نجم سے مراد عورت یعنی ہن بہ قریض و کنایہ بکثرت پایا جاتا ہے کہ لا یخفی علی اہل الالباب صاحب الذوات اگر یہ قصہ لغزش حضرت صحیح نہ تھا تو حضرت نے صرف ایک فریق مدعی کا بیان سنتے ہی کیسے سمجھ لیا کہ یہ میرے رب کی جانچ و آزمائش ہے۔ غرض کہ بوا دید سیاق و حسن نظم قرآن مجید ضرور ہو کہ یہی قصہ مشہورہ لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا جس کے بغیر چارہ کار نہیں اگر بغرض ربط کلام دوسرا قصہ بیان کیا جاوے گا تو وہ بھی اجتہاد ہی محض قیاس پر مبنی ہوگا۔ جسکی تقلید کسی اہل علم و عقل پر واجب نہیں۔ کیونکہ کسی حدیث صحیح و آیت سے اس بارہ میں بصراحت کچھ ثابت نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ یہ قصہ یہود وغیرہ سے لیا گیا ہے اور بے اصل ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ضرور کھٹاکہ صراحتاً یا کنایتاً اسکی تردید کلام ربانی میں ضرور ہو جاتی۔ تاکہ یہ الزام بجا بنی اللہ سے دفع ہو جائے جیسا کہ اکثر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ کہ لا یخفی علی اہل العلم حالانکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسکی تائید صامت الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ کما ذکرنا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ بغض ضرور کسی حقیقت و واقعیت پر مبنی ہے۔ یا در کھنا چاہیے کہ قرآن مجید اہم قصص و روایات و

عبادات ہمیشہ محل بہتا ہر جگہ کسی آیت کو دوسرے آیت سے لگا کر دیکھنا کچھ نہ  
کچھ لگا کر ہوتا ہے اور اسی سے کوئی نتیجہ ہدایت و غیرت وغیرہ کا نکل آتا ہے۔ کمالیہ علی  
اہل الذکر اور شرح و تفسیر آیات سے زیادتی علی القرآن کا لازم بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس سورت  
میں علم تفسیر و تجوید و املا و اجتہاد و استنباط مسائل وغیرہ بتامہ بیکار و باطل ہوتے جاتے ہیں  
فانہم دتہر زناں ذالک من عدم الانور۔ اسوا اسکے جس طرح (خدا) سے ملا لگ کر تسلیم کرنے  
میں زیادتی علی القرآن لازم آتی ہے۔ اسی طرح جن وائس تسلیم کرنے میں زیادتی لازم آتی ہے۔ پھر  
فرق کیا رہا علامہ و خصال کو آدمی ابن آدم فرماتے ہیں اور جماعت کثیر محققین و مفسرین  
و محدثین و اہل سیر و اتفاق ان کو یہ نص صریح الدلائل قرآنی ملا لگاتے ہیں۔ اب ضرورت ہے  
کہ اقوال زید و عمر و سہ چشم پوشی کر کے ترکیب الفاظ و سیاق عبارت و طرز بیان قرآن پاک  
پر غور و تامل کیا جائے تو غور و خوض کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نسخا صمیم ضرور ملا لگاتے ہی تھے  
نہ کہ آدمی کیونکہ باوجود مانع حارسان شاہی و بلند دیوار حجرہ مفصل دیوار پچانہ رکھتے عبادت گاہ  
حضرت میں اچانک بے دھڑک بلا ہر اس وقت شب بغرض فریاد سی معمولی غیر ضروری کے  
بجلا جانا۔ اور ان کے نا وقت بیباکانہ آجانے سے حضرت کا خوت کہنا نا۔ اور نسخا صمیم کا  
الاحتف (کسرتلی و الطینان دینا صریح دلیل اسکی ہے کہ ضرور وہ فرشتہ ہی تھے نہ کہ آدمی۔ ورنہ  
ظاہر ہے کہ ایک جلیل القدر نبی اللہ اور بادشاہ عظم کے تخلیہ میں کوئی شخص امتی یا رعایا سے  
یہ جرات کب کر سکتا ہے کہ گستاخانہ طریق سے بہ تردد سرکشی جاد داخل ہو۔ اور کچھ بھی خوف نہ ہر اس  
و پاس و محافظ آداب نبوت و ہدایت شاہی نہ ہو۔ علی الخصوص اپنے ہی غرض و حاجت کے  
وقت۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی حاجت مندی کے وقت نظر نا دینی حاکم کے اجلاس کا معمول  
سی۔ زیادہ ادب و احترام کرتا ہے۔ بلکہ خوشامدی کے اظہار پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو لازمہ فطرت انسانی ہے  
کشف میں ہے کہ چار دیواری عبادت گاہ کی بہت بلند تھی۔ حارس بھی بہت سے مسلح موجود تھے

کشف و نسخہ الشہد بقاضی امام شوکانی تفسیر کبیر فتح البیان۔ خازن۔ دجلالین و کمالین وغیرہ ۱۳

اگر آدمی کا گذر غیر ممکن تھا اور وہ مقلد تھے مگر ملائکہ کی آمد و رفت کب بند ہو سکتی ہے۔ دلوں  
 کو کتنی بوج مشیدہ۔ فتح البیان میں ہے کہ وقت شب یہ ملائکہ آئے تھے۔ ایک اور بات  
 بھی قابل غور ہے کہ قرآن مجید میں نہ ثبوت دعویٰ مدعی ہو نہ ذکر جواب دہی مدعا علیہ ہو نہ تذکرہ فیصلہ  
 کا ہو کہ کیا تصفیہ اور کس کے حق میں صادر ہوا مزید تعجب خیر یہ امر ہو کہ ہر دو فرق بلا انتظار فیصلہ  
 نور سے چلے گئے۔ اگر بموجب زعم علامہ واقعی آدمی ہوتے اور فیصلہ کے حقیقتہ طالب و  
 خواہاں تھے تو ضرور بتا کہ بعد ساعت فیصلہ جائے۔ الحمد للہ بوجہ بینہ! لاجونی ظاہر ہو گیا  
 کہ فریقین یقینی فرشتہ تھے نہ ابن ابی البشیر اور صرف فرشتہ مدعی کے بیان پر اس لیے  
 تفسر فرمایا کہ اس کے اظہار سے حضرت کو خطرہ قلبیہ پر تشنبہ کرنا مقصود تھا۔ وہ حامل ہو گیا تفسیر  
 کثافت و تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرت نے صرف بیان مدعی پر اکتفا فرمایا اور کہا کہ اکثر شریک  
 ان کثیر من الخطا یعنی بعضہم علی بعض۔ ایسا ظلم کرنے ہیں بجز مومنین کے سوائے کے  
 چہرہ دناک پر ضرب لگانی چاہیے اور اشارہ اپنے چہرہ دناک پر کیا اس پر تنہا صمیم سے  
 ہر ایک نے ایک دوسرے کی طرف نظر چمک زنی و تبسم دیکھا اور کہا حق ہو۔ یہ آپ نے فیصلہ  
 اپنے ہی حق میں کیا۔ اور ہنستے ہوئے آسمان کی طرف غالب ہو گئے تفسیر فتح القدیر و فتح البیان  
 و تفسیر ابن عباس و جامع البیان فی تفسیر القرآن بطور عارفانہ دہلی میں بھی اسی طرح ہو پس  
 حضرت یہ دیکھ کر متعجب ہو گئے اور اپنے حال پر تشنبہ ہو کر توبہ و استغفار کرتے ہوئے رکوع و  
 سجدہ میں چالیس روز تک مشغول رہے حتیٰ کہ گریہ و زاری سے گھانٹا سب گراگ آئی  
 تبارک تعالیٰ نے فرمایا۔ مغفرنا لہ ذالک۔ اگر کہا جائے کہ بعد از جواب خدا علیہ  
 کچھ تصفیہ ضرور کیا ہو گا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں کیا گیا تو جواب یہ ہو کہ حضرت سولے  
 درجہ قدسہ نبوت کے مستقل بادشاہ یا شان و شکوہ بھی تھے۔ ہزاروں لاکھوں تقدت  
 فیصل کیے ہونگے۔ پھر علی انحصار اس تصفیہ کے بیان کرنے میں کیا اہمیت تھی اور وہ  
 بھی ناقص و نامستام پس نتیجہ ضرور یہ ہی نکلتا ہو کہ اس قصہ کو جب قدر و عظمت کے واقعہ سے

مناسبت تھی اسی قدر بیان فرمادیا۔ تاکہ کتاب مقدس حضورِ زوالہ سے پاک و مبرا رہے اور مقصود بھی حاصل ہو جائے۔ یعنی حضرتؑ کا متنبہ ہو کر فوری توبہ کرنا اور لغزش خطوہ قلبیہ پر مواخذہ روزِ حشر پر نہنا جس کا لفظ غفرانہ سے بوضاحت ثابت ہے۔ عیان ہو گیا۔ نکتہ یہ ہے کہ اس میں ہم کو طریقِ تعلیم باحکمتہ و الموعظۃ الحسنہ کی بھی فرمادیا کہ تنہائی میں نصیحت کرنا بہتر ہے اور وہ بھی دوسروں کے قصوں میں اولیٰ ہے تاکہ دل آزادی مزید و ندامت و خفت احیاب و تہنیں کے نظر میں نہ پڑا اور توبہ بھی نصیب ہو جائے۔

خوش زبان باشد کہ سرِ دلبران      گفتہ آید در حدیث دیگران

یہ ہی اخلاقِ محمدی و آدابِ اسلامی جو چہرہ اسلام دوسرے ادیان پر جس قدر فخر کرے تو بجا ہے۔ یہ امر بھی قابلِ توجہ و کاغذِ خاص ہو کہ جو اسے جسمانی و روحانی حضراتِ انبیاء کے تمام مخلوق سے بدرجہا قوی و مضبوط ہوتے ہیں۔ کیسا ہی ناز و دہائے حادثہ سخت کیوں نہ ہو ان کے قلوب مطمئنہ پر کچھ بھی خوف و ہراس نہیں آسکتا۔ کیونکہ ارشادِ رب العالمین و اخشنی و لا تخشون سے ان کے دل و داغ معرور و نمود ہوتے ہیں۔ پھر کہو نکر حضرت داؤد و آدمی امتی و دعا یا وہ بھی غیر مسلح کے آجانے سے اس قدر خوف زدہ ہو سکتے ہیں کہ خود فریقین متحدہ ان کے خوف و فرغ کو معلوم کر کے ان کی اطمینان دلانے اور تسلی کے لیے کہیں۔ لا تخف خصمان یعنی بعضنا علی بعض یہ جسے تم ڈر دہنیں ہم تو خود بکھارے پاس فرما دے گی و داد خواہی کو آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کس قدر ندامت و توبہ کی معمولی حاکم و امیر کو ہو جاتی ہے جو منہ پر ذات و رسوائی ہے نہ کہ ایسے جلیل القدر نبی اللہ و بادشاہ عالم پسند کے لیے کس قدر بار بار توبہ و تیر و تیر ہوگی۔ یہ سب خرابی کیوں لازم آئی صرف آدمی ہو جسے میرے نعم ناقص میں ایسے کمزور قلب کا آدمی جو اپنے معمولی امتی یا رعیت و ادخواہ سے اس قدر خوف کھا جائے وہ کسی طرح نبوت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ نہ وہ سزاوار سلطنت ہو سکتا ہو کیونکہ جو نبین بدترین عیوب انسانی سے ہے جس سے ذات والا صفات انبیاء علیہم السلام

بالکل پاک و مبرا ہو۔ بلکہ وہ بھیج صفات کمالیہ اشع نرین تام مخلوقات ہوئے ہیں ان نزول ملائکہ سے حضرات انبیاء کو فوری اضطرابی و پریشانی ضرور پیدا ہوتی ہو اور خشیت الہی لاری ہو جاتی ہو کہ کیا حکم رب جلیل لائے ہوں ہر چند کہ ملائکہ کو بہ صورت انسانی دیکھ کر نہ ہوا نہیں تب بھی آپ کے قلوب نورانی پر اثر جزع فزع کچھ نہ کچھ ضرور پیدا ہو جاتا ہو۔ پس یہی خواہ فرزع تھا جو آمد ملائکہ سے حضرت داؤد کو پر ہونوار ہوا تھا۔ اس قسم کے واقعات سے امت مسلمہ قرآن مجید پر پزیر ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُخْرَىٰ قَالُوا اسْلِمْنَا مَا يَأْمُرُكَ

دَاوُدُ جِئْنَاكَ بِذُرِّيَّتٍ خَالِفَةٍ لِّمَنِ هِيَ لِمَنِ الْغَائِبَةِ یعنی بہت خائف ہو گئے۔ یہاں بھی نزول ملائکہ بہ پیکر انسانی ہوا، لطیف یہ کہ بشارت و خوش خبری لیکر آئے اور سلام بھی کیا جو عطا رحمت و اخلاص ہے پھر بھی بے خوف و زہ ہو گئے۔ ملائکہ نے یہاں بھی وہی لفظ کسا

(لا تخف) پھر ارشاد ہے يَهْنَمُ عَنْ صَيفِ إِبْرَاهِيمَ اذ دخلوا علیہ فقالوا اسلاما۔ قال انا انکم و جلون قالوا لا توکل ما پارہ ۱۲ سورہ حجر ۱۵ رکوع ۳۱۔ دیکھو یہاں بھی باوجود سلام ملائکہ جو شان رحمت و موانست ہے حضرت ابراہیم اس قدر خائف ہو گئے کہ جواب سلام بھی نہ دے سکے پھر ارشاد ہوتا ہو۔ فَاَوْحَيْنَا مِّنْهُمُ خُفْيَةً قَالُوا لَا تَخَفْ ط پارہ ۲۶ سورہ حم ۵۱۔ رکوع ۲۱ کیا تھا وہی خشیت الہی تھی جس سے انبیاء جو اس ہو جاتے ہیں۔ ہمارے رسول خدا صلعم روحی فادہ باوصف علوم تربت و قرب منزلت رب عزت و قدرت نزدایہ وحی پہوش ہو جاتے تھے کما ثبت فی احادیث صحیحہ کثیرہ۔ قابل توجہ یہ امر ہے کہ رب العزت نے آیت اَلَا مِیْنُ لِّغُلَظَّ ضیف ابراہیم منسرایا یعنی ابراہیم کے ہمان۔ اور ظاہر ہے کہ ہمان وہ ہوتا ہو جس کو میزان بحسب حیثیت عمدہ کھانا کھلا دے بقدر ضرورت ہر چیز اسالش کی مہیا کرے۔ پس یہاں اس آیت میں قرنیہ قرنیہ زیادہ قرین قیاس بہ نسبت قبضہ داؤد کے ہو کہ یہ ضیف آدمی ہو گئے نہ فرشتہ کیونکہ ملائکہ پر لفظ ضیف و ہمان کا حقیقہ اطلاق صحیح نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہاں محمول علی التوریت کر کے بالاتفاق ملائکہ سے سب مفسرین و محدثین تعبیر و تاویل فرماتے ہیں

سب کا خلقت نہیں ہو مگر یہ کہ لفظ ملائکہ و رسل وغیرہ بھی ان آیات میں موجود فی القرآن نہیں  
 ہو۔ بلکہ لفظ صیغہ ہو جو انسان کے لیے زیادہ لائق ہو، پس اس جگہ زیادتی علی القرآن کیوں نہیں  
 لازم آتی جو زیادہ تر قرین قیاس ہو۔ اور ملائکہ کا یہ کہنا محض معنی یعنی بندگان اعلیٰ العین۔ ان ہذا الخ  
 فتح و تسعون لہجہ دلی لہجہ واحدہ بطریق تعریض و مجاز تعریض ہو نہ بطریق حقیقت جیسا کہ تفسیر کفای  
 و تفسیر کبیر و فتح القدر و خازن و فتح البیان وغیرہ میں ہو۔ ورنہ ملائکہ میں حقیقتہً حضور  
 ہو نہ مادہ بغاوت نہ اخوت نسبی پس بحالت موجودہ بوجہ مذکور کذب ملائکہ بھی لازم نہیں  
 آتا۔ ماسوا اسکے وہ اس وقت بشکل انسانی تھے نہ بصورت ملکوتی پس اس وقت بعض لوازم  
 بشری کا اظہار بھی ضروری کرنا پڑا جس طرح لباس سے ستر کا ڈھانچنا آدمیوں کی طرح  
 رفتار گفتار نشست و برخاست وغیرہ یہ سب مجازاً و تعریضاً تھے نہ حقیقتاً۔ اب کوئی شخص ضرور  
 نہیں رہا۔ ورنہ ملائکہ کا اصلی صورت ترک کر کے اچانک دوسرے کی صورت میں ظاہر ہونا  
 خود ایک قسم کا روپ بھڑنا اور دھوکا دینا لازم آتا ہو۔ نعوذ باللہ منہ۔ ہاں یہ جزو قصہ جو  
 زبانی مشہور ہو بالکل غلط ہو جیسا کہ خود تمام محققین مفسرین و اہل سیر خوش سیر نے بالاتفاق  
 تردید کی ہو کہ حضرت داؤدؑ نے بوجہ تعلق عورت اُوریا۔ اور یاسر دار فوج کو اس غرض سے  
 جنگ میں بھیجا تھا کہ یہ جنگ میں اراجا کے توہین اسکی بیوہ سے نکاح کر لوں گا کیونکہ کسی  
 نبی اسد کو علم غیب نہیں ہوتا کہ یا کسی جنگ میں ضرور ہی اراجا دیگا اور نہ یہ امر یقینی تھا کہ  
 اسکی بیوہ ضرور ہی عقد کرے گی۔ اور اگر عقد نکاح کرے گی تو حضرت ہی کو یقینی امتسام  
 مخلوقات میں کل اوجہ نکاح کے لیے پسند کرے گی پس اوجہ ان خیالات مانع کے  
 پھر قتل کا یقین کر کے اور یا کو جنگ میں بھیجنا کسی معمولی عقل کے آدمی کا بھی کام نہیں ہو سکتا  
 لہٰذا بعض نے کہا ہو کہ جناب علی رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنا پیر محمد خلافت میں مخالفت اس قصہ کی کردی تھی اول تو ان کی  
 محض باؤ ذاتی تھی وایت و حدیث۔ عقلی ممکن ہو کہ ہر جگہ یہی وجہ زیادہ ہوا و رفتہ و فساد یا توہین حضرت کا خوف ہوا و ہذا  
 منع کروا اس کے ابطال اصل قصہ لازم نہیں آتا بلکہ مصلحت دینی پر مول ہو نہ ۱۲

نہ کہ نبی امد جلیل القدر کا جوہر نوع کامل العقل والتقوی ہوتے ہیں کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے  
اصل قصہ وہی ہو جو ہم نے اوپر ذکر کیا۔ کہ حسین نے توہین لازم آئی نہ زیادتی علیٰ حضرت آن  
ہوئی۔ فانہم دمرہ ہذا انا الحسنی ربی والہم یختص برحمۃ من یشاء والہم دو الفضل العظیم ہ انفس  
ہو کہ مولانا شبلی مرحوم نے علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ناقص نہ اتمام چھوڑا کاش یہ بھی تحریر  
فرماتے کہ علامہ نے آیات و قرآنہ کے کیا معنی لکھے ہیں اور کس طرح مناسبت الفاظ و حقیقت قبیلہ  
درابط آیات و حسن نظام کلام و ذکن حمید ثابت کیا ہے۔ کاش علامہ کی عبارت بھی درج کی جاتی  
تو زیادہ انسب ہوتا کیونکہ ہر شخص کا مفہوم و منطوق جدا ہوتا ہے ممکن ہے کہ اس حزم رحمہ نے بعض  
منکرات و موضوعات کا انکار کیا ہو مگر اس سے اصل قصہ پر کیا پڑ سکتا ہے۔ اور ان کا رجسہ بھی  
انکار کل کا لازم نہیں آتا۔ تو البتہ موقع مزید غور و خوض کا ہوتا ہے موقع دے کر محل کوتاہ قلمی  
فرمائی۔ اللہم ارحم علینا وعلیہم و اہلنا الی صراط المستقیم آمین نقطا۔

۱۔ اور ان کی کتاب کا نام و حال بھی نہیں دیا۔ ۱۲۔

حرمہ عبدالباقی غفرلہ نقوی مودودی سہلونی ۱۲ شہر رمضان ۱۳۳۱ھ  
مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۱۲ء عم مقام راسین علاقہ دیاست بھوپال

## انتخابات انشوی فارسی

مولفہ سید عبدالباقی غفرلہ نقوی مودودی سہلونی مولف (کنات حجتہ اعلیٰ)

بذات صفات خود ایقان برہ  
بذوق آقا ضا عہ متل سلیم  
نکندار از فکر و دہر خبیث

خدایا مرا نور ایسان برہ  
کنم پیروی رسول کریم  
شود رہبر من کتابت حدیث



سکینه  
لادین  
باد  
سکینه  
۱۲

مراتو خلوص عبادت بده ز فضل شنیع مرا - باز دار زهر جرم دعویان دلم ساز پاک نیفتد ایسان کم دکاستی وزان پس ز فردوس جایم نما بود بهترین آخسر کار من زهر شکر نارغ بزیا مدار جایم سن آزاده از هر عهد شود از بنیم شفاعت نصیب تو بر نور ایمان کنم خاسته مدار از کرامت ز رحمت دریغ ز فضل تو امید دارم کرم چو عفو تو عا جز نوازی کنند کنند تو بر عذبت بجایم معتام	بدل ذوق و شوق عبادت بده بخیر در میزبات دساز دار کز ان پیش آیم نه تیره خاک بود جمله کردار من راستی هر آه خوش با اقسریایم نما بدنیا بود لطف تو یار من ایمان کامل بحشر بر آرد شود روز محشر مرا در عهد شوم با عسلاان ادرم نصیب بجانب نبی دینی خا طار من سبار از کرم عجب بارنده سیخ که قنبرم خود در و خضه بر نعیم زهر کلفت چاره سازی کنند جایم بیدار تو شاد کام
---	---

کلام فارسی

مبوح فردوسی

بفرمود فردوسی خوش نهاد ز بندر سلامی تو آزاد شو	که رفیع روانش فردوس باد بقدر گرامی تو دل شاد شو
---	--

مبوح حضرت نظامی رح

چه خوش گفت شاه سخن گنجوی بر کرام گاهش زعرش برین تو بر وضع خود باش ثابت قدم تو ذاتی چپا گفت آمد بدل کلاغی تکبک در گوش کرد	نظام سخن یافت کز دی نومی رسد رحمت حق الی یوم دین و گرنه تو باشی ندیم ندیم اگر کار بندی نباشی غفل تکب خوشین را فراموش کرد
--	--

در توصیف حضرت سعدی

سپندیده گفتار کن حوز جان	ز سعدی که آمد سعادت نشان
--------------------------	--------------------------

فردوسی

نظامی

سعدی

<p>درود خدا باد بر دے مدام کہ چند آنکہ جہدت بود خیر کن</p>	<p>طفیل محمد علیہ السلام ز تو خیر اندر سعدے سخن</p>
<p>بوصفت حضرت امیر خسرو رح ز خسرو ہمین یک سخن یاد دار گدا بائش درخت و شاہی کین ہمک سخن گشت حکمش روان ز خسرو سخن یافت جان نومی نظامی سعدی بہ پاکیزہ گفت مگر تیرہ خسروی دیگر است خدا یار وانش بہ بحث رسد</p>	<p>کہ شاہی گداے نذر اقرار اگر خواہی شاہی گدائی کین چہ بود ستانہ خسرو شاعران کہ نامی ست زو تا کہ خسروی کہ رہاے روشن بسی گرچہ صفت کہ اعجاز از سحر بالا تراست نصیبش خسروان نہ رحمت رسد</p>
<p>بمدح جناب مولانا رومی رح چو در معرفت پاخی لے پسر رہ دستگاری بجو از کتاب پاکار و سنت کین اعتصام بہ پرہیز از مجتہد قیل و قال بخوان چند استعار از غنوی بہ بینی در آن نور ایمان بے ز قرآن بیابی در آن معسر را بدریای ایقان شوی غوطہ زن از ہر شے بود شود آشکار ابھی بحق کتاب مستدیم بایان اولاد و اصحاب او بہ بحثاے بر مولوی معنوی رح در رحمت بر رخس باز کن بغیر و ز چشمش دیدار خود بمدر حسرت حالت نصیب</p>	<p>انکین در پے مصطفیٰ پارسر کہ سازد بریت ز حق غیاب رسد از یقین تا کہ خط نام زبان بند و صحبت کنا سحر حال کہ گرد از ان نور ایمان قوی از و تافتہ ضوی ایقان بے کنی اخذ ہر معنی لغویا کنی بر سر اوج عرفان دطن جہالی کہ برے دل و جان تشار خدا یا مجبہ نہی کریم ایقان انصار فرخندہ خوا کہ د یادگار است این مثنوی بہ لطف حضور ہی سرا فرزند کن بیند وز قلبش زانوار خود روشن فردان تر از ہر قریب</p>
<p>بمدح جناب حافظ شیرازی رح اگر خیر ہو جی چو اوس دین</p>	<p>بمدح جناب حافظ شیرازی رح بزو قال ہما کہ کتابش زمین</p>

کہ ادو خاجہ اخوا جگان بودہ است  
 لکن در شراب و کبابش نظر  
 کلامش ہمہ بہت بیناک و رب  
 بشر طیکہ با شد بصیرت ترا  
 خدا یا بفر دوس کن جاسے او  
 شرا با ظهور نصیبش مناس  
 دراد در جنان عیش باقی بدہ  
 ز قرب محمد سیاد نصیب

بود راست ہر پنجہ فرمودہ است  
 کہ باشد مجاز از حقیقت ذکر  
 تر عرفان حق دفتری دل فریب  
 کند رہ نامے حقیقت فرا  
 ہمین دارم از لطف تو آرزو  
 لطف و یلین تریش مناس  
 پس قرب با حوض ساقی بدہ  
 کند در دلب کلمہ یا حبیب

توئی در کلام

### مدح حضرت جامی رح

ز جامی کیے جام عرفان بکیر  
 و ہر نشکہ بادہ سردی  
 بقیہ از الہی بخود قسرتش  
 بر دوزی کہ سنجند جو را بجو  
 از ان بادہ جامی بجای بدہ  
 سے با قیامندہ بہ باقی رسان

کہ ایمان عرفان چو یا بخیر  
 رساند ترا تا خدا از خودی  
 زانو از محور کن تر بتش  
 زند جوش چون بادہ نو عفو تو  
 بجامش سے شاد کامی بدہ  
 پے خدمت حوض ساقی رسان

توئی در کلام

### مناجات

الہی بحق محمد امین  
 بحر مت جمیع انبیاء صغیرا  
 نیے نشتمگان کنا خرات  
 انداز بار عصیان شوم و ہمناک  
 بکھد ار بار از دیو لعین  
 بدر کن ز من نفس اماریہ را  
 بگویم زول من آنا جہد و ک  
 تو از آتشیت خود جگر پاش ساز  
 تلا سجدہ را چشم گریان کنم  
 چونکہ تر سجدہ برابریم سر  
 و زان پس نورت نمایم کن

طفیل عبادت سلف صالحین  
 آل عبا اقیانیا اولیا  
 ز منم و عذاب تو یا بجات  
 نہ در قعر دوزخ شوم من ملاک  
 کہ نشتمتہ از کین اندر کین  
 بمنزل رسان پیر بجارہ را  
 بعیر اسے با من آنا ز بک  
 ز جنت و لم مضطرا ی کا ش ساز  
 بشوقت دل خویش بران کنم  
 ز بورت سیایم قدر نصیر  
 بجبہ محمدت ایم من

بجہ

حافظ مہر علی کہ تمام سے محصور المطالع بہر دیوان لکھنؤ میں پیدا

سیدنا سیدنا  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ حضرت مولانا سیدنا حاجی نو الفقار احمد نقوی بھوپالی رکن اعظم مجلس علمائے  
 ریاست بھوپال متوفی تاریخ ۲۱ محرم مطابق ۱۲۲۱ بمطابق ۱۹۲۱ء شب جمعہ رحمتہ اللہ علیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین سیدنا  
 مولانا ابنینا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ ابا بعد میں نے کتاب حیوۃ العلماء تالیف شریف  
 احی و معزیزی جناب مولوی سید عبدالباقی صاحب المدد تعالیٰ کی اکثر مقامات بغور غور سے  
 خیال ہو ہندوستان کے اہل علم بزرگوں کے حالات آج تک پڑھنے میں تھے مصنف صاحب کی یہ تالیف  
 نفیس ضرور اس حیثیت سے نقش اول کا حکم رکھتی ہو، اگرچہ یہ کتاب صرف علماء ہمسواں کی علوم  
 عالیہ اور شاہیر عظمیٰ کی زندہ تالیف ہی یادگار ہو لیکن حقیقت دیگر اہل علم کی واسطے محرک واقعی ہونے کا  
 بہترین نمونہ ہو۔ اگر اور حضرات مصنف ہذا کی سعی موفور اور کوشش جمیل سے سبق حاصل کر کے علماء  
 اکرام ہندوستان کی عموماً یا علماء مقامی کی خصوصاً حالات واقعی کو ضبط تحریر میں لا کر بقا و دوام کے  
 دربار میں جلوہ آرا کرین تو اس سعی سے ضرور سبکدوش ہونگے جو ہمارے اسلامی تمام گروہ کی  
 گردن پر حق و انصاف ہو خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ مصنف حیوۃ العلماء کی تحقیقات تحریر نے مناسب  
 شاہراہ قائم کر کے ایک جماعت علماء اکرام ہمسواں کی جو زیر زمین سو رہے ہیں حیات جاودانی  
 بخشی مصنف صاحب کی سعی بلوغ اور کاوش تحقیقات عموماً ہندوستان اور خصوصاً حضرات ہمسواں  
 کی شکر گزاری و فخر کے قابل ہو کہ جس سے ایک جدید اور عمدہ اضافہ فقہ تاریخ میں ہو گیا اور خوبی  
 عبارت و ضبط احوال میں بنظیر المدد تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کتاب مبارک کو مقبول خاص علم کر دے

اور اہل ہمت کو توفیق دے کہ یہ کتاب نادر الوجود طبع ہو کر اہل علم کی مجالس جلیلہ میں قبول عام کا  
 خلعت حاصل کرے بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین تحریر ہر جہاد میں لاؤں مسئلہ فروری  
 تقریباً جامع علوم ظاہری باطنی کثافت ہمز سرری جناب لانا سید محمد ضیا الدین حسن رضا  
 نقشبندی متوطن قصبہ سیون ضلع آٹا و ملک اور مظہر مرقم ریاست پٹنہ

ذات جبر نفعت اولیٰ است غبار الخفتن سبوتی بخوان کر دینے بہ میتوان گفتن  
 چین آراے ازل نے جب گلشن عالم کو اپنے کمال قدرت سے دلکشی اور آفریزی کے ساتھ  
 آراستہ فرمایا اسمین ہزاروں پھول پھولے اور صد ہا شگولے کھلے بعضوں نے دودن ہزار ہا نفس  
 دکھائی اور بعضے کھلتے ہی خرچہ گئے جمادات نباتات حیوانات کے خفیات، طبقات، میں تغیرات اور  
 تبدیلیاں حقائق بین نظروں میں اس ثبوت کے طور سے ڈلتے ہیں کہ گویا شکار خانہ نیست ہست نہا  
 ایکے استقرار رکھتا ہو لیکن درحقیقت فانی اور گذشتہ گزشتہ ہر اس یہاں عالم کو دار عمل  
 قرار دیکر یہ فیصلہ کر دیا ہو کہ ہر طبقہ کے کارنامے اسکی خوبی و برتری کا نمونہ اور اس کے گزرنے کے  
 بعد اسکی جیتی جاگتی تصویر بن سکتے ہیں یہی وجہ ہو کہ سلہ، مہما کھین نے اپنے اسلاف کے  
 حالات اور آثار قدیمہ کے تذکرے کو شمشیر لہجہ فرما کر جمع کیے اور قوم کے سامنے خوشہ تاباں میں  
 پیش کیے۔ فی زمانہ اکرم مہتر مولوی سید عبدالباقی صاحب سہانی ادا م اور فضیلہ نے اس طرف بہت  
 عالی مبدول فرما کر ایک دلکش یادگار وطن ترث فرمائی ہو جو میں نے جایجا نظر غور سے دیکھی  
 بیان دلکش عبارت پسند اور مبالغہات خالی انصاف سے لہر نہ معلوم ہوتی ہو میری معلومات میں  
 اور زبان نقش اول ہو جو خوبی میں نقش ثانی سے بہتر اور پسندیدہ ہو بہر حال پر جناب لانا کا  
 غایت کرم اور تعینیت قابل رشک ہو یہ پیش بہا موتی حقیقت درۃ التاج آگئی ہیں خدا مولانا محمد  
 کو جزا خیر سے اور تعینیت کو درج قبول عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلوات اللہ علیہ  
 علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین تحریر ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ

# تقریظ زینت منشی مولوی مفتی محمد فضل اللہ صاحب کتب میں جاگیر دارت بریم ریاست شہر بھوپال شفق تخلص سلمہ

محمد نستعینہ و نضلی علی رسولہ الکریم

فرق ناطق اور مطلق صرف صورت میں نہیں  
ہیں بہت کچھ خاص باتیں آدمیت کے لیے

انسان ضعیف البیان کو خلاق عالم نے بمقابلہ کل موجودات اپنی قدرت کا ایک کاجہ بن  
موجود بنا کر ان کے حقوق کے مغز خطاب سے ممتاز فرما دیے ہیں۔ لہذا خلقنا الانس  
فی احسن تقویہ کے شاندار الفاظ سے یاد فرمایا ہو اس مرتبہ اور نہ ہی صفت کے متعدد وجوہ ہیں  
دو وجہ خاص ہیں اول یہ کہ خلاصہ موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کی ذات، قدرتی صفات سے صفت انسان کو ایک خاص نسبت ہو۔ دوسرے امر اس کا  
حصول علم احقاق و معارف کی قابلیت بنی آدم کا خاص حصہ کرنے کے ساتھ خداوند و جہان  
سے ولقاء کس منافی آدم کے لقب سے لقب فرمایا ہے۔ مبدیہ فیاض نے ہر انسان کو  
ان صفات سے موصوفت کیا ہے۔ لیکن نظام عالم کے اعتبار سے نظام ازل نے جیسی صورتیں  
مختلف خلق فرمائی ہیں۔ ویسی ہی اپنے علم و آگاہی خداوندی کی بنا پر تشریف کا حصہ ان اسباب  
میں ہندو مناسب و بدعت فرمایا ہو۔ اگرچہ صورت انسان کو جہان سے قدرت سے نمونہ کر دیا لیکن  
اس صفت کثیر سے بہت قلیل جاہت ایسی باقی رہی جو چہرہ اطلاق آدمیت اوق کے ازل  
مرزا غالب سے

بیکہ و شواہد ہم کام کا آسان ہونا آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا  
مشق اول جو حضرت انسان کو بالصفحت حاصل ہو وہ مشق ثانی کے عدم سے ایسا ہونا  
ہو جاتی ہو۔

اگر آدمی میں علم نہیں ہو تو انسان حکماً و علماً حیوان ہو۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس دولت عظیم لادوال سے صرف علماء اسلام ہی کی جماعت اہل ہر سہ زندہ زمین و جان کے تراجم دیکھے۔ آنکھ وہ ہو جو اندھیری میں اُجالا دیکھے۔ اندھا یہی وہ گروہ پر شکوہ ہو جو تمام عالم میں ہمیشہ سے مغرور و متنازع رہا ہو۔ اور اسی جماعت مقدس پر اطلاق آدمیت صادق آتا ہے۔ گو ملفوظات اور مکتوبات اس برگزیدہ قابل قدر جماعت کے زندہ کن موجود ہیں۔ لیکن جس طسرح وہ حضرات چادر مرگ سے نٹھ ڈھاپنے ہوئے اپنے اپنے مقبروں میں غرات گزین ہیں۔ ویسے ہی اُن کے عام حالات زندگی بھی پردہ خفایں رہے۔ اس پردہ کو میرے کرم محترم جناب مولانا سید محمد عبد الباقی صاحب نقوی مودودی دہسواتی پشٹونیر بھوپال نے اٹھا کر دنیا سے تاریخ اسلام میں قابل متدر و وقعت اضافہ فرمایا ہے۔ اور اپنے ہم وطن اصحاب علم کے حالات حقیقاً نہ طور پر سچائی کے ساتھ قلمبند کر کے ہر اہل شہر و ست سے کی معارف ہنوائی مسندانی ہو کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے خاندانی اور وطنی علماء و کبار و بزرگان دین و دنیا کے حالات و صورت درستی و ضبط تحریر میں لائے جس کی نہ صرف داغ بیل بلکہ شاہراہ عام با صحت و درست قائم کر دی ہو۔ لیکن بمصدق اس مسرہ کے ع

قدر گوہر شاہ داندیا بلانچوہری

جناب مولانا صاحب جیسے ذی علم حضرات اس حق کو ادا کر کے نامور خٹگان خاک کو جاسے زندگی دالمی پہنا سکتے ہیں۔ نہ یہ کام آج کل کے معمولی اردو خوان اشخاص کا ہو۔ نہ جدید تعلیم یافتہ افراد میں ایسی قابلیت ہے۔ الیا قوت المر جان فی فکر علماء اہل سن کے دیکھنے والوں کو اس امر کا اندازہ ہو سکتا ہو کہ یہ کام کس درجہ ذمہ دارانہ قابلیت کا ہے اور تھر علماء کے مبلغ علم اور قابلیت کا اندازہ کرنے کو مصنف کے لیے کس درجہ جہد و جدوجہد و داغ سوزی کی ضرورت ہے۔ میں نے اس تصنیف لطیف کو استفاداً

از ابتدا اتنا انتہا بغور دیکھا۔ اگرچہ مجھ میں ایسے بحر ذہن کے اذوق مضامین اور نکات  
عالی کے سمجھنے کا فہم نہیں ہے۔ مگر جناب مولانا صاحب نے رفتار زمانہ پر نظر کر کے  
ابنا زمانہ کی محدود قابلیت کو محسوس کرتے ہوئے علمائے ابار کے واقعات جلیلہ  
علمیہ اور مسائل و قیقہ حکمیہ کو اس قدر سلیس عبارت و قریب الغنم الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ  
جسکے سمجھنے کا ہر اورد و خوان مستحق ہو گیا ہو۔

دیکھ چھوٹوں کو ہر اسد بڑائی دیتا آسمان آنکھ کے تل میں بڑھ کھائی دیتا  
اور یہ پہلو جناب مولانا صاحب کی دور بین نظر کا قابل قدر معیار ہے۔ اس پر کمال  
یہ ہے کہ علماء عالی مقام کے مباحث علمیہ جو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے پُر ہیں اور ان حضرات  
کے علم و فضل کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں۔ اس قدر خوش آئند اور صاف الفاظ میں  
تحریر کیا ہے کہ ہر دیکھنے والا اپنے اپنے فہم و مذاق کے موافق لطف حاصل کر سکتا ہو۔ علمائے  
علماء محترم کے مناظرے ایسی شان سے صداقت و تہذیب کے ساتھ حوالہ قلم فرماتے ہیں  
کہ ہر طبقہ کے افراد لطف حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اہل نظر کے واسطے علم و ادب آموز استاد ہیں  
اور اصحاب بصیرت کے لیے تبصرو۔

یہ کیا ضرور سب کو ملے ایک سا جواب آؤ نہ ہر بھی سیر کریں کوہ طور کی  
مصنف صاحب حیوۃ العلماء نے جدید تعلیم مغربی کے دلدادوں کی اس خیال کی بھی کمال  
حسن و خوبی کو ملحوظ دید کرتے ہوئے بوضاحت ثابت کر دیا ہے کہ اہل علم کی عقل دنیا اور  
تدبیر ملک و سیاسی بھی بہت کچھ قابل قدر ہے جب سے ناعاقبت اندیشی نے اس سب سے  
و غیر جماعت سے انتظام ملکی کے حمد و اسے جلیلہ خالی کر کے چملا اور کم فہم مخلوق کے ہاتھوں میں  
دیے ہیں اس وقت سے ملک گیری اور جہاں لاری برپا ہو۔ اور انتظام کی بخراہی نے عالمگیر قبضہ  
کر لیا ہے، اسی وقت سے بوجہ نوئے انتظام کے سازشوں و نامک حریموں و خود پرستی وغیرہ  
کی گرم بازاری ہو اور چاروں طرف ظلمت کی گھٹا چھا گئی ہو جس کا نتیجہ ہر اپنی آنکھوں سے



دیکھ رہے ہیں۔ حیوۃ العلماء کے خاص مقامات دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ فرماؤں پر ایمان اسلام کو ان کا ریل عقل حضرات سے کس قدر مدد ملی ہو۔ امدد تعالیٰ جناب مولانا صاحب کی اس کوشش لمبغ کا اجر خیر ملے۔ عطا فرمائے اور اس خزانہ عجیب کو مقبول خاص و عام کرے۔ آمین۔ فقط۔ ۲۹ دیقعدہ ۱۳۸۶ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۱۹ء

تقریظ حاوی علوم و فنون شریعہ و فقہ و حاکمیت طبیب حنفی و کامل مولانا  
شیخ محمد صاحب ٹٹکی شہید تخلص معتمد خاص جاگیر صاحبزادہ حاجی خان نواب  
عبید اللہ خان صاحب بہادر جنرل فوج ریاست بھوپال  
و گورنمنٹ طرائف

کئی سال پہلے جب میں نے بدو طب سے اس وقت تک کے اطباء کے تراجم لکھنے کا قصد کیا تھا اور اس کام کے لیے عمدہ دنیا ب کتاب عیون الانباء عربی جامع مل گئی تھی جس میں شروع سے ساتویں صدی تک کے حالات موجود تھے جس میں اسکے بعد کے حالات کی تلاش ہوئی اور بعض قرن کی کتابیں دستیاب بھی ہو گئیں مگر جس قرن کی کوئی کتاب دستیاب ہو سکی اس زمانہ کے حالات دریافت کرنے میں جو وقتیں پیش آئیں ان کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کام سے میری بہت قاصر ہو گئی اور بالآخر حسب خاطر مواد پایا تو بارہ ہفتویہ کر دیا جب مری مولانا سید محمد عبدالباقی صاحب نقوی مودودی جنتی سہیلی کی بہت مہربانی سے خود بخود اس وقت کے تراجم تلبد فرمائے ہیں جس میں یہ مذاق بہت کم تھا اور عام بولچین کی نظر اس طرف سے پھری ہوئی تھی آپ کے لیے بجز اسکے اور کیا چارہ تھا کہ قصص و بیانات سماعتی ثقات اہل علم پر انکشاف کر کے انھیں کتابی صورت میں لاتے۔ آپ نے کتاب لیاقت الرحمان فی ذکر علماء ہند

لے ایسا دارالکتاب مولانا صاحب کی کتاب لکھ کر دے گا

کے دیس باچہ میں خود اس کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی مجبوری ظاہر کر دی ہے اس پر سابق فرامین شاہی اور قلمی قدیم بیاضوں و مولفات قلمی تدمیہ کا فراہم کر کے ان سے کام لینا اور واقعات سماعتی کو تحریرات متقدمین و فرامین شاہی سے تطبیق و توثیق کرنا آپ کی انتہائی قابلیت و کوشش کی دلیل ہے اس محنت شاقہ کا یہ نتیجہ ناپیدی دیکھنے کے قابل ہے کہ آپ نے ان امور کو جو کسی شخص کے حالات زندگی لکھنے کے لیے نہایت اہم اور ضروری ہیں پانچ سو برس قبل کے کمان تک جمع کیے ہیں۔ اور کن وقتوں سے جمع کیے ہوں گے۔ آپ نے اس کی بہت کوشش کی ہے کہ پُرانی طرز عبارت و واقع نویسی کو چھوڑ کر اُجکل کا انداز تحریر اختیار کرین جس میں بڑی کامیابی ہوئی جو برہان شائع آپ کی فضل و کمال و قابلیت خدا داد کی ہو۔ گزرا گیا طبیعت کب مرط مکتا ہو ان ناظرین کتاب کا نظر باز آنکھیں برس ہوا شرط ہو بمصدق شعر ۵

ہر رنگ کے خواہی جامہ می پوشش

من انداز قدرت را می شناسم

اور یہ سچ ہے کہ جس شخص کی عمر و نسل ایسے مشاہیر علماء اور مقدس صلحائیں گذری ہوں جن کی غفلتوں سے یہ غریب و مغرور دانشمندان و مورخین دور حق رہ گئے کہ ان کو اس غریب میں آسکتا ہو تاہم اب یہ رنگ تحریر میں عالمانہ انداز نے جدید روش چھوڑ کر لطیف و گوشت و پوست و جھوٹ کا پیدا کر دیا ہے جب اس کتاب کا اخذ فرامین و مقامات شاہی و بیاضات تدمیہ و مولفات و حکایات سابقہ معتبر فرمے۔ اپنی ہین تو یہ کتاب اور بھی قابل وقعت و قدر ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ نے جو کچھ لکھا ہو وہ نہایت احترام و عزت کے قابل ہے اور آپ کی یہ کتاب لائق ہے کہ آئندہ صاحب ایسے بزرگوں کے حالات لکھنے پر قلم اٹھائیں گے اس کا اخذ طرز و انداز اس ہی کتاب کو تکرار و تباہی پڑے گا ان بزرگوں کے حالات دیکھ کر مجھ کو سخت فخر و انتہا اور یہ خیال آیا تھا کہ ایسے نامور علماء و مشاہیر علماء و محدثین و صلحاء دانہ اور ایسے گناہی کے

عالمین تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مکرم مولف ہذا کو دایرین بین جزائے خیر دے کر آپ - فر  
بعد صدیوں کے پھر ان سے اہل علم کو آشنا کرادے۔ یہ کتاب کیا ہو گویا اعجاز عیسوی کا عج  
بہ۔ ترتیب حالات کے لیے اگر بجائے سلسلہ خاندانی وزادہ عصر کے حررت تہی اسامی کا ناظر  
تو مناسب تھا اور یہ میری ذاتی رائے ہو کوئی نکتہ معینی نہیں ہو۔ فقط - تحریر ۳۰ ذیقعد  
۱۲۷۴ھ ۲۴ اگست ۱۹۱۹ء محلہ بنر منڈی بہو پال قریب جوتی مسجد سکس رہی۔









